سے آراستہ عطر میں تر دلی پھولوں میں بسی ایسی ہی ہوتی ہے
تھی * شہزادہ جو گوشہ میں اسکی جھلک دیکھکر بیتاب
ہو کے مجنوں بنا بیٹھا تھا * پر آرسی مصحف دیکھتے ہی غش
ہو گیا اور وہیں گھبرا کر دو پری * گلاب پاش لا کر گلاب
اوپر چھڑکنے لگی بعد دیر کے ہوش میں آیا دوگانہ شکر کا پڑھا *
حاتم کی ہمت پر آفرین و تحسین کی * بعد اسکے جو رسمیں باقی
رہی تھیں خوب تپاک سے بخوشی بجا لایا * پھر دلہن کو گود میں
لیکر چندول میں سوار کیا ساری دھوم دھام سے شادیانے بجواتا
ہوا دولت خانے میں داخل ہوا چار دن تک محل سے پانوں
باہر نکالا پانچویں دن باہر آمد ہوا * حاتم کے پاؤں پر گر پڑا *
شہزادہ نے اسے خوب سا پکڑکر گلے لگایا حاتم نے
مبارکباد دی پھر رخصت چاہی منیر شامی نے دو چار روز اسکو
اور بھی رکھا * صحبت نشاط کی دوبارہ گرم کی آئین
مہمانداری کی خاطر خواہ بجا لایا * تب حاتم نے متبسم ہو کر
کہا * کہ بھائی اب مجھے رخصت کر * یہہ شرط انصاف نہیں
اپنی سی حالت سمجھو * تب منیر شامی نے مجبور ہو کر
وہیں رخصت کیا وہ نہایت خوشی و خورمی سے حسن کی طرف
... تھوڑے دنوں میں ... شہر ... جا پہنچا *

روشنی سے جو وہین رات کی چاندنی مات * ستارون کی چمک ماند
پس دن ہوگئی تھی رات * غرض تمام آتش بازی کی کیفیت
روشنی کی کثرت * براتیون کی بہتات نہ زبان کو یارا جو کہیے
نہ قلم کو طاقت جو لکھے *

* بیت *

جب آئی وہ دلہن کے گھر پر برات * کہون وہانکی عالم کی کیا تم سے بات

یہان بھی مجلس نشاط کی وہان سے زیادہ تر آراستہ تھی *
ساز بج رہے تھے ناچ ہو رہا تھا کتنے اشخاص پیشوا آگئے دولہا کو
ہاتھون ہاتھ لے آئے * مسند شاہانہ پر بٹھایا * حاتم بھی نوشہ
کے پاس ایک مسند پر بیٹھ کر خوش و خرم تھا * اور براتی
اپنے اپنے قرینے سے شریک مجلس ہوئے * ابیات *

وہ دولہا کا مسند پہ آ بیٹھنا * برابر رفیقون کا جا بیٹھنا *
وہ طوائف کا اٹھنا اک انداز سے * دکھانا وہ آ صورتین ناز سے *

غرض ناچ کا سمان رات کا کیا بیان کچھ کہا نہیں جاتا دیکھنے ہی سے
تعلق رکھتا ہے * اتنے مین قاضی آیا عقد اسنے پڑھایا * مبارک
سلامت ہونے لگی اور ہار پان بٹنے لگے * دولہا کو محل کی
ڈیوڑھی پر لے گئے * وہان سے کئی بوڑھی بڑی بیگمین دلہن
کی اناسمیت آئین * نوشہ کو اللہ بسم اللہ کر کے لیگئین دلہن
کے پاس مسند پر بٹھا دیا * وہ بھی لباس عروسی پہنے جواہر

، ر ایک مکاں بہات عالی شان خالی کروا دیا * حاکم اُس
میں مسیر شامی ممست داخل ہوا بوسٹ رکھوا دی * سادکی
ساری شروع ہوئی مجالس نشاط کی جمائی * بعد کئی دن کے
عماحق لطور بادشاہون کے سہرا ائی دوسیر ۔ دن
اُدھر سے مہندی بھی اُسی ٹھاٹھ سے آئی * صبح کو
سادکی ساری ہو رلگی * نکاحوں کے فرش بدلے
ہراون رکپڑ ۔ رحم جھا تر ہسے * طالعے بہت سے
اور بھی ملوائے * دوسرے ٹھاٹھ روشنی کے مساکاری
کی بتیوں جممت دلہن کے محل تک سدھوائے * آتش
باری کی چادریں بھی جا کا قرینے سے ا سادکروائیں * لاکھوں
گیع ۔ بارودن سرگر۔ وائے ادھی رات گئے بہات تحمل
سے مسیر شامی ساہیے کو چڑھا * *اسباب *
وہ بوشہ کا کمھو تر ۔ ، ہو ہاسوار * وہ موتی کا سہرا جواہرنگار
تھہر کر وہ کھوڑی کا چلنا سنبھل * ہا کے وہ دونوں طرف مورچھل
وہ قابوسیں آگے زمرد نگار * کہ ہو مسیر مہتاب بن ندثار
ہزاروں ہمائی کر تحت رواں * اور اہل نشاط اُن بہ جلو دکہاں
وہ شہنا بوکی سہانی دھاں * جھپس گوس زہرہ معصل حسس
آتارون کی کثرت سے گلزار ہوا تھا * رماد پہاکھڑیوں کی

رکھا چاہتا ہی تو رکھ مختار ہی * اِس بات کو سنکر شہزادے
نے کہا جو کچھ تو نے کہا ہے لیکن جو میں کہوں سو تو کر *
سچ تو یہ ہی کہ مین نے یہ محنت و مشقت اپنے واسطے نہین
کھینچی * ملکہ عبد اللہ منیر شامی شہزادے کیلیئے * لازم ہے
کہ تو اسے قبول کرے کیونکہ وہ مدت سے تیرے فراق
مین رو رہا ہی * اور تیری جدائی کے درد سے جان کھو
رہا ہی اپنے بیمار عشق کو شربت وصال ملانا ہی بھلا ہی *
اس مین قصور کرنا عبد اللہ اور عبد الناس برا ہی حسن بانو بولی
کہ اے حاتم میرے باپ کی جگہ ہو جو میرے حق مین مناسب
جانو سو کرو * بشرطیکہ جو وہ میرے شوہر ہونے کے لایق ہو
تو مجھے کچھ عذر نہین * یہ سنتے ہی حاتم نے منیر شامی شہزادے
کو کہلا بھیجا * کہ تم پوشاک بدل سج سجا نہایت زرق و برق
سے میرے پاس آؤ شہزادہ ایسے تہنیے سے شادان و
فرحان آیا * حاتم نے اُسکو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر اپنے
پاس بٹھایا حسن بانو نے پردے مین سے جو جھانک کر دیکھا تو
ہزار جان سے عاشق ہوئی * اور بیچ لطف مین کئی شرم سے اُٹھکر
دوسرے مکان مین چلی گئی * حاتم بھی منیر شامی کو لیئے کاروان
سرا مین آیا * رات کی رات وہان رہا * صبح کو حسن بانو

وطن بہ آرام پہنچیں * حضرت کو دعا کریں * حارث شاہ نے
اُسکے کہنے کے بموجب کیا * پھر حاتم بھی اُس سے رخصت
ہوا * بعد بادشاہ نے بہت سے لوگ اور اسباب
و سرانجام راہ اُسکے ساتھ کر کے بہ عزت عظیم وشان سے روانہ
کیا * حاتم کئی دن کے عرصے میں بہت ٹھاٹھ سے شاہ آباد میں
داخل ہوا * لوگوں نے اُسکو پہچان کر حسن بانو کو اطلاع
دی کہ وہ جوان جو حمام بادگرد کی خبر کو گیا تھا سو شوکت
وشان سے آتا ہے * حسن بانو چوبداروں کے مرد ھے کو بھیجا کہ
میری طرف سے بعد سلام کے کہو اگر کام ہو چکا ہو تو اِسی طرف
چلے آئیں وہ دوڑا گیا * اور یہ پیغام و سلام حاتم کو پہنچایا * وہ
سنکر اُسکے محل کی طرف متوجہ ہوا * غرض حسن بانو نے
دستور اندر بلالیا اور حرف آوکری سے بٹھلایا احوال پوچھا اُسنے
تمام کیفیت اُن کرموں سے بیان کی * کہ وہ سنتے ہی متعجب سی
ہوگئی پھر الماس بھی نکال کر دکھایا * حسن بانو نے
سر نیچا کر لیا مارے شرمندگی کے چپ ہو کر چپکی ہی رہ
گئی حاتم نے کہا کہ میں اپنا وعدہ پورا کر چکا ہوں * اب تو
بھی وفا کر * اُسنے آہستگی و نرمی سے التماس کیا کہ میں بھی تیری
ہو چکی ہوں جو چاہے سو کر حاتم کو چاہئے اُسے منش * اپنے پاس

جس راہ سے داخل ہوا تھا جو اُس سے باہر نکلا سامان
اور کتاب کا لشکر دکھائی دیا اُدھر ہی متوجہ ہوا اور اُس سے
جا ملا وہ اُس کو دیکھتے ہی اُٹھا نہایت تپاک سے بغل گیر
ہوا اور ایک کرسی زرین پر بٹھلایا مانند نہایت تہ صاف
کی بعد عطر و پان کی رسم کے حاتم نے وہان کا تمام احوال
بیان کیا دو چار روز تک اُس نے بہت سے لوگ ساتھ
کر کے شہر قطان کی طرف روانہ کیا چند روز کے بعد شہر قطان
مین داخل ہوا خبر پہنچی شاہ سے ملازمت کی بادشاہ نے
نہایت التفات و نوازش فرمائی برابر اپنے تخت پر بٹھلایا
احوال پوچھا * اُس نے ماجرا وہان کا جوان کا تون عرض کیا
اور الماس بادشاہ کے روبرو رکھ دیا * کہ حضور کی نذر ہی *
لیکن لے جانا چاہتا ہون کہ ایک بار حسن بانو کو دکھلا لون تا کہ اُسکو
یقین آجائے پھر خدمت شریف مین بھیج دونگا * بادشاہ نہایت
خوش ہوا اور فرمایا بارک اللہ * پھر حاتم نے عرض کی کہ یہہ
بیچارے جو ساتھ آئے ہین پتھر ہو گئے تھے * اکثر اُن مین
عمدہ زادے اور سوداگر بچے ہین * بالفعل محتاج اسباب
و سواری کے ہین * امیدوار ہون کہ ایک ایک گھوڑا اور
اسباب و خرچ راہ ہر ایک کو عنایت ہو * جو اپنے اپنے شہر

غوغا ایسا بلند ہوا کہ حاتم بیہوش ہو کر گر پڑا اس
وہم میں کہ میں بھی بت ہو گیا * بعد ایک ساعت
کے آندھی ہوا ہو گئی اور غبار کا شور و غل موقوف ہو گیا
سورج نکل آیا * حاتم نے جو آنکھیں کھولیں تو اپنے تئیں
بتوں کے برابر پڑے دیکھا جوں ہی ہوش آیا اور جی
ٹھہرا تو اس طرف ہوئے تو کیا دیکھتا ہے کہ نہ وہ حمام ہے
نہ باغ نہ کرسی نہ پتھر ایک طشت گرا اس زمین پر پڑا ہوا سا
چمک رہا ہے * حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اُسے اُٹھا
لیا * سحر شکستہ ہوا اور وے سب پتھر کے آدمی ہو گئے
حاتم کو دیکھ کر کہنے لگے اے جوان تو اس طلسم کو توڑ کر سلامت
رہا وہ باغ کدھر گیا حمام کیا ہوا اُسے تمام سرگذشت کہی
وے دوڑ کر اُس کے پاؤں پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم
آج سے تمہارے غلام ہو چکے یہ طوق بندگی جب تک جی ہماری
گردن سے نہ نکلے گا اس بات کو سن کر حاتم نے اُن کی بہت سی
تسلی و خاطرداری کی اور انہیں ساتھ لے کر شہر قطان کا قصد
کر کے روانہ ہوا پر یہ نہ جانتا تھا کہ میں کس طرف جاتا ہوں اور
شہر قطان کدھر ہے لیکن ہادی حقیقی اُس کو راہ راست پر
لئے جاتا تھا تھوڑی دور چلا تھا کہ وہی دروازہ نظر آیا

ہمیں سو قدم پیچھے جا پڑا * اور پانوں اُٹھکر ایسے بودھاں ہو گئے تھے جو اُٹھانہ سکتا تھا * اپنی اِس حالت پر آنسو بھر لایا * اور کہنے لگا یہہ کیا حرکت ہی کس خرابی و خستگی سے اِتنا مدت مین تو یہاں تک آپہنچا * اب ایریان رگڑ رگڑ کر مرنا کیا لطف ہی اُس سے بہتر یہہ ہی کہ ایک تیر اور لگا اُنہین تنون مین شامل ہو جا * یہہ سوچ کر دوسرا تیر پھر مارا اُسنے بھی خطا کی یہہ ناوک بھی پتھر کا ہو گیا طوطی نے پھر یہی بات کہا * ای جوان سر کر یہہ جگہہ تیر کے لایق نہین * حاتم آپ سے دو سو قدم اُچھال کر وہاں سے پھر پر آپہنچا زار زار رونے اور کہنے لگا کہ مجھ سا نامراد کوئی نہین جو تیر اُلٹا میرا کام کرتا ہی پھر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی * اور کہا کہ ای حاتم اپنی مرگ آنکھون سے دیکھا چاہئے بہتر ہی کہ آنکھون پر پٹی باندھے اور یہہ ایک تیر جو بساط مین رہ گیا ہی تو کان بعد اِس کو بھی لگا جا * کیونکہ ایسا جینا مرنے سے بدتر ہی نہ ان طوطی کو تاکر آنکھون پر پٹی باندھ اللہ اکبر کہکر وہ بھی تیر مارا وہین طوطی کی روح پرواز کر گئی * پتھر سے کر باہر نکل پڑا اتنے مین ایک اندھی آئی گھٹا اُٹھی بجلی کڑکنے لگی اندھیرا ہو گیا سو جھنے سے رہ گیا شور و

اسواسطے رکھہ دیا ہی کہ جو کوئی اس طلسم میں وارد ہو اور
پھر باہر نکلنے کا قصد کرے * تو یہہ تیر و کمان اُٹھا لے اس طوطی
کے سر میں ایک تیر مارے * اگر لگا تو وہ وہیں اس طلسم سے
باہر ہوا اور جو اُسے پایا نہیں تو پتھر کا ہو جاویگا * حاتم نے
اسکو پڑھکر اُن بتوں کی طرف دیکھا کہ جہاں کے تہاں کھڑے
ہیں ہل بھی نہیں سکتے * اندیشہ کیا کہ ای حاتم اگر تو اس
طلسم سے باہر نکلا تو اپنی جان اسی سرگردانی میں کھوویگا *
بہتر یہہ ہی کہ جلد اُنھیں میں مل جا پکا ہو رہ جو ایسا نہ پائیگا
تو تا عمر اسی رنج ہی میں رہیگا * کسی تدبیر سے باہر
ہو سکیگا * اور منیر شامی جو تیرے انتظار میں تباہ ہوگا یہہ
الجھیڑے ناچیز تے زندگی ہی سکتے ہیں * پس بہتر یہہ
ہی کہ جیسے ہاتھ اُٹھا بیٹھ ہو جاے اگر دن سے چھٹ جائیگا *
جو انکار ہوا ہی اپنہ کام آپ کریگا یہہ بات جی میں ٹھہرا کر
کرسی کے پاس گیا * بسم اللہ کرکے تیر و کمان اُٹھا ایک تیر
اُسے لگا ہی تھا طوطی پھڑک گئی تیر خطا کرکے پتھر کی
چھت میں جا لگا حاتم گھٹنوں تک پتھر کا ہو گیا وہ جہاں تھا تھا
وہیں آ ٹھا اور کہنے لگا ای جوان جا یہاں سے یہہ مکان
تیرے قابل نہیں ہی * حاتم اُس جگہہ سے اُچھل کر تیر و کمان

لیکن کچھ تھاہ نہ لگا * پھر سیر کرتا تماشا دیکھتا ایک بارہ دری
کے قریب جا پہنچا اُسکے دالان میں بہت سے آدمی پتھر کے بنے ہوئے
کھڑے تھے * مگر ایک ایک لنگ باندھے تھے سو بھی پتھر کا
حیرت میں آگیا کہ یہہ کیا بھید ہی اِس کا عقدہ کیونکر کھولون
اِس فکر مین تھا کہ ایک طوطی نے ہانکا مارا * کہ ای جوان
کیون کھڑا ہی یہان جو آیا ہی مگر جان سے ہاتھ دھوئے ہین *
حاتم نے جو سر اُٹھایا تو ایک طوطی پتھر میں دیکھا * اور
پھر ایوان سے کچھ بولی * ای بندۂ خدا اِس حمام بادگرد
سے جان سلامت نہ لیجائیگا * کہ یہہ طلسمات کیومرث بادشاہ کا
ہی ایک دن کیومرث بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اِس جگہہ
آنکلا تھا * اتفاقاً اُسنے ایک الماس بڑا دیکھا اُٹھا لیا * پھر
جو اُسکو تولا تو تین سو مثقال کا وزن پایا * حیران ہو کر
حکیمون سے پوچھا اِسکا ثانی مل سکیگا یا نہین اُنھون نے عرض
کی کہ آدم کے وقت سے لیکر اب تک ایسا دیکھا ہی
نہ سنا * تب اُسنے کہا لازم ہی کہ اِسکو ایسی جگہہ رکھون
تا کسی کے ہاتھ نہ لگے * یہہ بات ٹھہرا کر یہہ حمام بادگرد کا
طلسمات بنایا * اور اُسی طوطی کو وہ ہیرا انگلا کر پتھر میں
رکھکر یہان لا کر دیا اور اِس کرسی جواہر نگار پر تیر و کمان

شل ہو گیا جب قریب تھا کہ بیہوش ہو جائے وہیں ایک زنجیر
لٹکی دکھائی دی * حاتم نے اسے دونوں ہاتھ سے پکڑ
لی کہ ہلا ایک ساعت تو دم لوں کہ پھر ویسی ہی آواز
ہوئی وہ گنبد کے باہر ہو گیا اپنے تئیں ایک جنگل میں
کھڑا پایا نا ہر طرف دیکھنے لگا * سوائے میدان کے
کچھ دکھائی نہ دیا * جی میں خوش ہوا کہ بارے اس طوفان سے
میں نے نجات پائی اور طلسمات سے رہائی آگے بڑھا غرض
سو دن تک چلتا پھرا کہ ایک عمارت عالی شان جھمکتی نظر
آئی آبادی کی امید پر اسی طرف چلا * جب نزدیک پہنچا ایک
باغ خوش قطع پر فضا دیکھا * دل میں سوچنے لگا کہ اس بہار کا
باغ جہاں کہیں ہوگا البتہ اسکے قریب کوئی بستی
ہوگی * جب متصل پہنچا دروازہ کھلا پایا چلا گیا * کئی قدم
بڑھ کے جو پھر کر دیکھا دروازے کا نشان بھی نہ پایا تب
تو فکرمند ہوا کہ یہ کیا بلا ہی * اپنے صدمے اٹھانے سے اور اس
طلسم کے باہر نہ نکلا * آخر لاچار ہو کر ایک مکان کی طرف روانہ
ہوا وہاں طرح طرح کے میوے کے درخت لدے ہوئے
دیکھے بھوکھا تو تھا ہی میوہ توڑ توڑ کھانے لگا * جتنا کھاتا تھا
پیٹ نہ بھرتا تھا * غرض حوض کے قریب کھانا بہ سیر ہوا

... بھی اوپر پہنچا * تب تو یہہ گھبرایا کہ الہی پانی ہر دم بڑھتا
جاتا ہی نکلنے کی صورت نظر نہین آتی * بس معلوم ہوتا ہی
کہ اِس مین ڈوب مرونگا * ندان مضطرب ہو کر دروازے
کی طرف گیا چارون طرف سر ٹکراتا پھرا پر اُسے پایا اِتنے مین
پانی ڈوباؤ ہوگیا * یہہ پکار اُٹھا مین مرونگا اور اپنے جی مین
کہنے لگا کہ اِس حمام سے جو لوگ نہین نکل سکتے ہین شاید یہی
کہ تیرتے تیرتے تھککر اور ڈوب گئے * مین بھی تھک پاؤن
مارتے مارتے ڈوب جاؤنگا * کیونکہ کوئی صورت بچنے کی
نظر نہین آتی باہر ہونا تو معلوم * چارون سے اِسی دن کے لئے
مجھے منع کرتا تھا اُسکا کہنا نہ مانا چاہئے یہی حرام موت موا *
یہہ کہکر جیکو ڈھارس بندھاتا تھا کہ خدا کریم کارساز ہی
اِتنا مت گھبراؤ دانا کی ناؤ ہمیشہ پار چڑھتی ہی * اور جو تو نہین
آئی ہی تو بہتر * کیونکہ تو کچھ اپنے مرنے کے واسطے یہہ
مصیبت نہین اختیار کی بلکہ مرتے ہوئے کو جلانے کو اپنی جان بھی
جوکھون اُٹھائی ہی * چاہئے کہ شاد رہ * اگر ہزار جانین اللہ کی
راہ مین جائین تو جانین کچھ غم نہین * غرض اِسی طرح کی گفتگو
سے دل کو تسلی دیتا تھا * اِتنے مین پانی اِتنا بلند ہوا کہ سر
اُس کا گنبد مین جا لگا * اور یہہ نہایت ماندہ ہوا تھا ہاتھ پاؤن

ہو گئے کہ ایک گنبد آسمان سے لگا ہوا نظر پڑا حاتم نزدیک
پہنچا * [illegible] حکام حمام کے اندر گیا اور اُسکو بلا یا وہ جو ہیں
داخل ہوا اور دروازہ بند ہو گیا * اُسنے گھبرا کر جو پیچھے دیکھا
تو واقعی بند ہو گیا ہی نظر آتا ہی اس امید پر آگے بڑھا
کہ جب چاہونگا نکل جاؤنگا * آخر حمامی اُسے حوض پر لے گیا
اور کہنے لگا کہ آپ اسمیں اُتریں تو بدن پر پانی ڈالوں
مثل چھڑاؤں * حاتم نے کہا میں کپڑے اُتار لوں تو اسمیں
اُتروں * کہنے لگا [illegible] نہیں ہوتے کہا ت حکام نے
ایک لنگی پاکیزہ بہت [illegible] حوالے کی * حاتم نے اُسکو
باندھ کپڑے اُتار حوض پر رکھدئے اور آپ اُتر پڑا پھر
حکام نے ڈول کے [illegible] اور طاس گرم پانی سے بھر کر اُسکے ہاتھ میں
دیا * اُسنے سر پر ڈال لیا اسنے بھر بھر کر دیا اُسنے اُسے
بھی اپنے اوپر ڈال لیا * [illegible] جو ہیں سر پر ڈالا
وہیں ایک بڑا قہ ہوا حمام اندھیرا ہو گیا بعد ایک ساعت
کے تاریکی جاتی رہی * تو کیا دیکھتا ہی کہ نہ حکام ہی نہ حمام نہ
حوض مگر ایک پتھر کا بڑا سا گنبد ہی اُسکا تمام صحن پانی سے
بھرا نظر آتا ہی ایک دم نہ گذرا تھا کہ پانی پنڈلیوں تک
آگیا * حاتم حاضر ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا وہ بڑھکر گھٹنوں

گیا ہوگا کہ ایک آدمی کی صورت نظر پڑتی ہے خیال کیا اغلب ہی کہ آگے گرتی ہو اُسکی طرف روانہ ہوا * کیا دیکھتا ہی کہ وہ بھی اِدھری کو آتا ہی جب نزدیک پہنچا تب اُس صورت نے سلام کیا * اور ایک آئینہ بغل سے نکالکر حاتم کے ہاتھہ مین دیا حاتم نے اُس کو لیکر اپنا منہہ دیکھا * اور اُس سے پوچھا کہ حمام یہان سے نزدیک ہی * اور کیا تو حجام ہی جو آرسی دیکھاتا ہی * اُسنے کہا البتہ * پھر حاتم نے پوچھا کہ تو حمام کو چھوڑکر کدہر جاتا ہی * وہ بولا مین حمامی ہون جس کسی کو دیکھتا ہون لیجاکر حمام مین نہلاتا ہون پھر امیدوار انعام کا ہوتا ہون اگر آپ بھی مہربانی فرمائیے اور میرے ساتھہ چلکر غسل کریے تو میرے دل کی کدورت جاتی رہی * آپ کی بدولت کچھہ مال ہی رہیگا * حاتم نے کہا بہتر میرے بھی بدن پر سفر کی گرد میل جم رہی ہی * چاہتا ہون کہ اِسے چھڑاؤن آج خوب طرح سے ملکر نہاؤن مگر تو اکیلا ہی یا کوئی شریک بھی رکھتا ہی * اُسنے عرض کی نہین تو بہتر ہے پر آج غلام ہی کی باری ہی * الغرض آگے حاتم پیچھے پیچھے نائی خوشی سے دوڑے چلے جاتے تھے * دوتین کوس چلے

پاساسار گرداں رہیگا * اگر اسکی زندگی ہی ہو ایک ساع میں وارد
ہوگا ہاں کے سو سر کھائیگا اپنی حیات کے دن پور سر کر گیا *
پر مکاں نہیں جو باہر نکل سکے - ان اس نوشتے کو حاکم سے پڑھا دل میں
دہساں کیا کہ جو کچھ حقیقت بھی سو درد وار سر کبھی نامی اندر
جانا کیا صرور ی جانا تھا کہ وہاں سے بھر ر * وہ نہیں خاطر
میں لایا کہ حسن بانو اسکے اندر کا احوال پوچھے تو کیا کہوں
گا شرمندہ ہوں * اب جو ہونی ہو سو ہو اندر چلا جائیے * پھر
لوگوں کو رخصت کیا آپ اندر پیٹھا دس بارہ قدم چلکر جو
پیچھے پھر کے دیکھا تو نہ لوگوں ہی کو پایا نہ دروازہ ہی نظر آیا *
گھبرایا صحن لق و دق موجود تھا اور کچھ دکھائی نہیں دیا سمجھ
ہوا کہ ابھی دس بارہ قدم سے زیادہ چلنے کی نوبت نہیں
پہنچی دروازہ نظر سے غائب ہوا * بلکہ اسکے آثار بھی دکھائی
نہیں دیتے جس جس طرح اسکو ڈھونڈھ نیلے پھر باہر
نکلیئے * غرض تمام دن اُسی تلاش میں پھرا پر دروازہ نہ پایا -
دل میں کہنے لگا حمام کا بنانا تھا کہ پانوں رکھتے ہی اجل کے ہاتھ
میں پڑ گیا اب جان دینے بجز چارہ نہیں * غرض دا ہیں
بائیں دیکھکر جان ڈکلا براضطراب ادھر اُدھر بھٹکتا پھرتا تھا *
بعد چند روز کے ایک سمت کا رستہ پکڑ آہستہ آہستہ دور

گیا ہوگا کہ ایک آدمی کی صورت نظر پڑتی یہ خیال کیا اغلب
ہی کہ آگے کوئی بستی ہو اُسکی طرف روانہ ہوا * کیا دیکھتا ہی کہ
وہ بھی اِدھری کو آتا ہی جب نزدیک پہنچا تب اُس صورت
طلسماتی نے سلام کیا * اور ایک آئینہ بغل سے نکالکر حاتم
کے ہاتھہ مین دیا حاتم نے اُس کو لیکر اپنا مُنہہ دیکھا * اور
اُس سے پوچھا کہ حمام یہان سے نزدیک ہی *
اور کیا تو حجام ہی جو آرسی دیکھاتا ہی * اُس نے کہا
البتہ * پھر حاتم نے پوچھا کہ تو حمام کو چھوڑکر کدھر جاتا ہی *
وہ بولا مین حمامی ہون جس کسی کو دیکھتا ہون لیجا کر حمام مین
نہلاتا ہون پھر امیدوار انعام کا ہوتا ہون اگر آپ بھی مہربانی
فرماتے اور میرے ساتھہ چل کر غسل کرتے تو میرے دل کی
کدورت جاتی رہتی * آپ کی بدولت کچھہ نہ کچھہ مل ہی
رہیگا * حاتم نے کہا بہت بہتر میرے بھی بدن پر سفر کی
گرد سے میل جم رہی ہی * چاہتا ہون کہ اِسے چھڑاؤن
آج خوب طرح سے ململ کر نہاؤن مگر تو اکیلا ہی یا کوئی
شریک بھی رکھتا ہی * اُس نے عرض کی ہمین تو بہتیرے
پر آج غلام ہی کی باری ہی * الغرض آگے آگے حاتم پیچھے
پیچھے نائی خوشی بخوشی چلے جاتے تھے * دو تین کوس چلے

پیاسا سرگرداں رہیگا * اگر اسکی زندگی ہی ہوا تو باغ میں وارد ہوگا باں کے میوے کھایگا اپنی حیات کے دن پورے کر لگا *
ہر مکاں نہیں جو باہر نکل سکے جن الیاس نوشیرے کو حاکم لے بڑھا دل میں وہساں کیا کہ جو کچھ حقیقت سبھی سو دروازے کبھی نامی اندر جانا کیا مرد ری چاہتا تھا کہ وہاں سے پھر ہے * وہیں خاطر میں لایا کہ حسن بانو اُسکے اندر کا احوال پوچھے تو کیا کہوں گا شرمندہ ہوں * اب جو ہونی ہو سو ہو اندر جاچاہئے * پھر لوگوں کو رخصت کیا آپ اندر پیٹھا دس بارہ قدم چلکر جو پیچھے پھر کے دیکھا تو نہ لوگوں ہی کو پایا نہ دروازہ ہی نظر آیا * مگر ایک جنگل لق ودق موجود تھا اور کچھ دکھلائی نہیں دیا سمجھا کہ ابھی دس بارہ قدم سے زیادہ چلنے کی نوبت نہیں پہنچی دروازہ نظر سے غائب ہوا * بلکہ اُسکے آثار بھی دکھائی نہیں دیتے جس طرح اُسکو ڈھونڈھئیے پھر باہر نکل جائیے * غرض تمام دن اُسی تلاش میں پھرا پر دروازہ نہ پایا دل میں کہنے لگا حاتم کا ہیا ناتھا کہ پاؤں رکھتے ہی اجل کے ہاتھ میں پڑیگا اب بن جان دئیے حقیقت کا راہ نہیں * غرض داہنے بائیں دیکھکر جاں دکلا پر اضطراب اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرتا تھا * بعد چند روز کے ایک طرف کا رستہ پکڑ آہستہ آہستہ دور

رہیگا * لاچار بادشاہ کو عرضی کی کہ یہ جوان اپنی ہٹ نہین چھوڑتا اور نصیحت کسی کی نہین مانتا جو کچھ حکم ہو بجالاؤن * بادشاہ کو جب وہ عرضی گذری پڑھکر اُسنے سر دھنا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا آخر یہ مجبوری لکھکر بھیجا * اگر وہ راضی نہین ہوتا مزاحمت نکرو جانے دو * شاید اُسکی عمر تمام ہو چکی حمام بہانا ہی وہان تو سامان لدکر منتظر ہوا بیٹھا تھا * اور حاتم کو اپنے جانے کی پڑ رہی تھی غرض اِدھر سے تقاضا تھا اُدھر امروز فردا اِسی حیص و بیص مین فرمان بادشاہی آپہنچا کہ اِسکو مت روکو راہ دو اُسنے بھی سامان لدکر روانہ کیا اور نصیحت کر کے پھر کہا * ای عزیز ابھی کچھ نہین گیا اگر زندگی عزیز ہے تو باز آ نہین تو پشیمانی کھینچیگا بلکہ جان سے جائیگا حاتم نے کہا یہ مبالغہ عبث ہی خدا کے واسطے مجھے معذور رکھو کہین جانے دو تب ناچار ہو کر سامان اُٹھ کھڑا ہوا * حاتم کو حمام کے دروازے پر لے گیا وہان بھی کھڑے ہو کر بہت سا سمجھایا پر کچھ کام نہ آیا * حاتم نے ایسا دروازہ اپنی تمام عمر مین نہ دیکھا تھا جو آنکھ اُٹھا کر غور کیا تو خط ہریانی سے اُسکے اوپر لکھا دیکھا کہ یہ طلسمات کیومرث بادشاہ کے وقت مین شاہی زمان سے قائم تون رہیگا اور جو کوئی اِس طلسمات مین جائیگا جیتا نہ نکلے گا وہین بھوکا

نامی جوان اُسی کے ساتھہ بادشاہ نے بیاہی ہی * اور ایک
نامہ بھی دریاں کو اُسکے واسطے لکھا ہی * القصہ حاتم سامان
ارک کے خیمے میں آیا * صاحب سلامت کر کے سیتے کو
حوالے کیا * وہ اُٹھکر اعلی گیر ہوا اور نامہ سر پر رکھہ لیا سر نامے
پر بادشاہ کی مہر دیکھہ کر بوسہ دیا * بعد اُسکے کھول کر پڑھا
تو اُس میں یوں لکھا تھا * کہ اس جوان سیتے کے ساتھہ میں
نے عہد کیا تھا سو اُسکے بیاہی ہی * اگر تو اُسکو سمجھا کر
کسی صورت سے اُلٹا پھیر دیگا تو ہم خوش ہونگے اور تو سردار
ہوگا * اور جو یہہ کسی طرح سے نہ مانے تو حمام میں حویلی
بنوا دیجو * بر مقدور پھر اُسکے پھر نے ہی میں سعی کیجو *
وہ اُسکو پڑھتے ہی اُٹھہ کھڑا ہوا اور حاتم کو بہ تعظیم تمام
کرسی پر بٹھلایا شرطیں مہمانداری کی بجا لایا * دو چار روز
بعد رخصت الحکم بادشاہ کے سمجھایا بوجھایا کہ یہہ پھر
کو جو تک نہ لگی چاہئے اُسنے اُن لفظوں کے جواب میں
یوں کہا * کہ اس حال سے ہاتھہ اُٹھاؤ * حکم میں نے رکھا
بادشاہ کا اس امر میں نہ مانا تمہاری کیا بات ہی مجھے بعد لیے
مت دو ہمیں کرای کہ جلد رخصت کرو * سامان ارک نے
جو دیکھا کہ یہہ میری نصیحت مطلق نہیں سنتا بس جانے نہیں

ضرب المثل ہو جائیگا اور جو کوئی ایسا پیدا ہوگا تو تیرا ثانی کہلائیگا
یہہ کہکر اپنے وزیر سے فرمایا کہ سامان اُس کے حمام بادگرد کے
دربان کو سوغات کا جو کچھہ کہ چاہا لیکر و بعد اُسکے اُٹھہ کھڑا ہوا
حاتم کو گلے لگا کر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آب دیدہ
ہوا کتنے لوگ ساتھہ کر کے رخصت کیا جب تک حاتم نظر
آیا یہہ ٹکٹکی باندھے رہا جس وقت آنکھون سے اُوجھل ہوا
بادشاہ تخت سے اُٹھہ کر غمزدون کی طرح محل مین چلا گیا *
اور حاتم نے شہر سے نکل کر جنگل کی راہ لی غرض ہمراہیون
سے قال و مقال کرتا ہوا چلا جاتا تھا * بعد پندرہ روز کے
حمام نظر آنے لگا * حاتم نے اُن سے پوچھا یہہ قلعہ ہی یا
پہاڑ کیا دکھلائی دیتا ہی * اُنھون نے عرض کی یہی حمام کا
دروازہ ہی * دیکھنے مین نزدیک ہی پر سات روز مین پہنچیگا
یہہ کہکر آگے بڑھا * ساتوین دن دروازے کے متصل جا پہنچے *
حاتم کیا دیکھتا ہی کہ وہان ایک پہاڑ کے دامن مین لشکر عظیم
پڑا ہی * پوچھا اُسنے یہہ فوج کس کی ہی * ہمراہیون نے
التماس کیا حمام بادگرد کے دربان کی * آخر حاتم اُس لشکر مین
داخل ہوا * اُسکے ہمراہیون کے اکثر وہان جو پہچان و اقربا تھے
باہم ملے اور پوچھنے لگے کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا * اُنھون نے کہا

سوال رکھی تھی اور شہزادہ عہدہ برا نہیں ہوسکا * میں نے
اُسپر رحم کھاکے اپنے ذمہ لئیے ملکہ سے عہد کیا کہ میں اسکو پورا
کئیے بغیر نہ رہونگا تا بچہ چھہ سوالوں کا جواب دے چکا ہوں اب
بھی ایک ساتواں سوال باقی رہ گیا ہی جناب الہی سے
توقع رکھتا ہوں کہ وہاں بھی جا پہنچوں اور حمام بادگرد کی تمام
کیفیت بیان کروں * اور حسن بانو سے جاکر کہوں اور بیاہ
اُسکا اُسی شاہزادے منیر کے ساتھہ کروا دوں * کہ مدت سے
بعد وہ عاشق زار اپنی مراد کو پہنچے اتنی بات کو سنکر بادشاہ نے
کہا ای جوان آفریں تیری ہمت پر اور رحمت تیری ماں باپ پر
کہ تو اوروں کے واسطے اپنے تئیں رنج و مصیبت میں ڈالا *
یہاں تک کہ اپنا مرنا گوارا کیا اس لئے کہ اُدھر کا گیا ہوا پھر ادھر
نہیں آتا * بہت سے شہزادے سوداگر بچے وہیں جا کھپے
سلامت کوئی نہ پھر آیا ہی اُن کو بھی اُسی نے کھپایا ہو *
بارے یہہ تو کہہ کہ تو کس شہر کا رہنے والا ہی اور نام تیرا کیا ہی *
اُسنے کہا وطن میرا یمن ہی نام حاتم بن طی یہہ سنتے ہی حارث
شاہ اُٹھا بغل گیر ہوا * اور اپنے برابر اُسکو بٹھلا کر کہنے لگا کہ
نشان بادشاہت کا تیری پیشانی سے ظاہر ہی اور ملک
میں مشہور ہی * بلکہ اوس سے زیادہ ہوگی یہاں تک کہ نام تیرا

میں آپ کا تابعدار ہون جو آپ کی مرضی ہوگی بجا لاؤنگا* شہریار نے سر اُٹھا کر فرمایا ای عزیز کیونکر ایسا مستقل رہون* مجھے کئی طرح کے اندیشے ہیں پہلے تو مین نے قسم کھائی ہی کہ کسی کو حمام بادگرد کی طرف نجانے دونگا* اگر تجھکو وہانکے جانے کی پروانگی دون تو عہدشکنی ہوتی ہی* دوسرے یہ کہ تجھسا جوان خوبصورت بیکس مسیر اپنی جان سے ہاتھ دھوبیٹھے جا یہ ہی* تیسرے یہ کہ جیتا تو ہی کوئی ایسا آج تک میرے پاس نہین آیا* چوتھے یہ اگر تجھکو رخصت کرون تو درد جدائی کیونکر سہون* نے یہ اگر اجازت نہ دون تو ابھی کے قول سے پھرتا ہون یہ بادشاہون کے حق میں مناسب نہین کیونکہ اگر بدعہد مشہور ہون تو پھر کوئی میرے قول وقسم کا اعتبار نکریگا اکبر سلطنت کے کامون مین خلل پڑیگا حاتم نے عرض کی مین خدا سے امیدوار ہون انشاء اللہ تعالی جلد خیروعافیت سے آپکی خدمت مین پھر حاضر ہوتا ہون* کسی طرح کا اندیشہ خاطر مبارک مین نہ لائے* سوا اس مجھے اجازت دیجئے کیونکہ مین اِس امر سے تا مقدور دست بردار نہین ہو سکتا* اِسواسطے کہ منیر شامی شہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہی* وہ ساتھ

کر بیٹے تو اپنی بستی بھی تیرے حوالے کروں ملک و مال تو
کیا چیز ہے * حاتم نے سر جھکا کر عرض کی * کہ حضرت کی بستی
کو میں اپنی بستی نہیں جانتا ہوں یہ دھیان مجھے بھی نہیں
لیکن بندہ اور ہی ہے * پر اُس طرح سے میں التماس نہیں کرتا تا
قول نہ ہو میں کہا کر لوگوں میں شرمندہ ہوں * بادشاہ نے پھر
مہربانی سے ارشاد کیا ای عزیز میں تیرے احسان کا
احسان مند ہوں * اگر تخت خلافت بھی چاہے تو ابھی بخش دوں
بلا تامل کے جو چاہے سو لے تیرا ہی ہے * حاتم نے ہاتھ
جوڑ کر عرض کی یہ آپ کیا فرماتے ہیں * وہ سر میرے کام آئے
والدہ کے ہیں * اور تخت خلافت کا آپ کو مبارک رہے *
میری عرض اور ہی ہے تب نوجوان شاہ نے کہا بھائی
خدا کے واسطے کہیں جلد کہہ میرا جی اُکتا گیا ہی * اُس نے
کہا شرط یہ ہے آپ قول دیں تو عرض کروں * بادشاہ نے وہیں
عہد کیا اور قسم کھائی * تب حاتم نے التماس کیا تمام باغ کو
کے دیکھنے کی ایک آرزو ہی جو ارشاد ہو تو اُسکی سیر کروں
جی کی کلفت دھوؤں * بادشاہ نے جو یہ بات سنی متفکر ہو کر
سر جھکا لیا چپکا رہ گیا * حاتم نے جو بادشاہ کو اس حالت میں
متفکر دیکھا تو پوچھا حضرت اس قدر متفکر کیوں ہیں میں ہر طرح

بھی یہہ سنکر کہنے حضرت بجا فرماتے ہیں یہہ مرد ایساہی خوش
خلق و شیرین کلام ہی * اس کا رہنا بادشاہون کی صحبت مین
بہت مناسب ہی ایک دن کا ذکر ہی حاتم نے جو جار شاہ
کو خوش و خرم دیکھا * کئی لعل و زمرد و الماس بیش فیمت
پھر نذر گذرانے * فرمایا ای جوان مین تیرا دل سے ممنون
ہون بار بار شرمندہ کیون کرتا ہی مین تجھہ سے منجال ہوتا ہون
کیونکہ ایک مدت سے تو میری خدمت مین حاضر ہی * پر کچھہ
فرمایش نہین کرتا * اب میرا جی یون چاہتا ہی کہ جو کچھہ تجھہ
درکار ہو بیتکلف مانگ مین عزیز نکرونگا بلا توقف تجھہ دونگا
حاتم نے بولا آپ کی بدولت سب کچھہ موجود ہی * کسی بات
کی کمی نہین سب بیاحون کو مکافات دنیا اس سے زیادہ کیا درکار
نہین * بادشاہ نے کہا یہہ کون بات ہی میرا تمام ملک تیرا ہی
ہی جو کچھہ تو چاہے سو پوچھہ اپنے تصرف مین لا یا کسی کو
دے ڈال مختار ہی * جو کام چاہے اہلکارون سے لے
تیرے تابعدار ہین * کیا مجال جو عذر کرین حاتم نے کہا عمر
شاہ کی بڑھے * سلطنت مدام قایم رہے * میری دل کی آرزوئین
سب نکل چکی ہین مگر ایک باقی ہی * سو تا دم مرگ دل سے
نجائیگی * شاہ نے پوچھا وہ ایسی کیا ہی کیونکہ اگر تو رغبت

مدد رہی * حاتم نے یہہ سنکر التماس کیا اگرچہ ہم لوگوں کو دوچار
روز بھی ایک جگہہ رہنا دشوار ہی * پر تمہ سے بادشاہ
صاحب انصاف دو ست پرور کی خدمت میں حاضر رہنا سب
طرح سے بہتر ہی میں نے دل و جان سے قبول کیا * پھر بادشاہ
نے پوچھا حاتم کہاں اُتر رہو * اُسنے عرض کی کاروان سرائے
میں * یہہ سنکر دیوان خاص کے داروغہ کو حکم کیا کہ ایک مکان مختصر
پاکیزہ آراستہ کر کے اُنکو وہاں اُتروادو * اور انکا دل سے کہدو
کہ دونوں وقت سات سات خوان کھانے کے بے تکلف پہنچایا کرے *
اور کیتے خدمتگار بھی کاروبار کے لئے متعین کردو * یہہ کہکر
حاتم کی طرف متوجہ ہوئے * کہ اے جوان ہماری خوشی اسی میں
ہی وہاں سے اُٹھہ اور یہیں رہنا اختیار کر ہر روز ہماری
مجلس کی رونق بڑھا * اور اپنا کام شہر میں اکر اوقات بنا *
القصہ حاتم وہیں آرہا بادشاہ سے صحبت گرم کی عجایب چند دنے
اسی طرح گذر گئے * بدان حارث شاہ ایسا اُسپر مبتلا ہوا جو
ایکدن بدیکھتا تو اُسے چین نہ پڑتا * ناچار پہلوانی لبا عرض حال
و دل سے بھی زیادہ دوست رکھتا تھا * اور اکثر اپنے ندیموں
سے اُسکی تعریف کرکے کہتا اگر یہہ میرے شہر میں اپنی
بود و باش ہمیشہ اختیار کرے تو اوقات بہ ہی کٹتے * دے

حضور مین جاکر عرض کی ارشاد ہوا کہ اُسکا احوال تحقیق کر کر
آؤ * چوبدارون نے جاکر حاتم سے پوچھا تم کہان سے آئے ہو
کیا نام تمھارا ہے * اُسنے کہا مین سوداگر ہون آیا شاہ آباد سے
ہوا ہی اُمیدوار ملازمت کا ہون * یہہ اُنھون نے اپنے
داروغہ کی وساطت سے حضور پرنور مین عرض کیا کہ ایک جوان
طرحدار خوش گفتار سوداگر پیشہ شاہ آباد سے آیا ہی قدم
بوسی کی آرزو رکھتا ہی * بادشاہ نے حکم کیا بلاؤ * وے جاکر
حاتم کو حضور عالی مین لے آئے * وہ مجرا گاہ مین کھڑا ہو کر آداب
شاہانہ بجالایا اور تعریف کر کر آگے بڑھا وہ جواہر نذر گذرانا *
بادشاہ کا رنگ اُس جواہر کو دیکھکر مارے خوشی کے دمکنے لگا
اُسے کرسی پر بٹھلایا احوال پوچھا اُسنے عرض کی کہ ایک
مدت سے سوداگری کرتا تھا * اب اِس دنیا کو ہیچ سمجھہ کر
تجارت چھوڑ دی سلاطینون کی ملاقات ترک کی سیاحی کرتی
اِس شہر مین آکر حضور کے اوصاف حمیدہ یہان تک سنے
کہ بے اختیار دوڑا آیا کیونکہ ایسے بادشاہ عادل کا دیکھنا
سعادت ابدی و دولت سرمدی ہی * بادشاہ نے اُسکی
گفتگو سنکر بہت نوازش سے فرمایا * ای جوان چند روز
اِس ملک مین رہو اور ہمکو اپنی صحبت سے مسرور کر یہی میری

طرف کھاجاتا ہیں پھرا * اپنے تئیں کون ہلاکت میں ڈالتا ہی *
وہ بولا جو ہونی ہو سو ہو مجھے جانا چاہئیے * اور وہاں کی خبر لانا
ضرور ہی * غرض ہر چند بادشاہ نے منع کیا اور نصیحت کیں
پند دیں * پر اُسنے نہ مانا * بے علاج دو آدمی ساتھ کر دئے
کہ شہر قطاں کی راہ پر اُسکو پہنچا دو * حاتم رخصت ہوا شہر
سے باہر نکل کر رستہ پکڑا * بعد چند روز کے ایک مقام پر
پہنچ کر رہبروں نے عرض کی کہ ہماری حد تمام ہو چکی یہ سرحد
شہر قطاں کی ہی ہمیں رخصت کرو * حاتم اُنکو وداع کر کے
آگے بڑھا جب قریب پہنچا تو اُس نواح کے لوگ اُسکو
دیکھکر کہنے لگے * ای جوان کس رادسے آتا ہی اُسنے کہا فلانی
طرف سے * اگرچہ اُس میں بہت سی آفتیں تھیں لیکن خدا نے
کرم نے اُس راہ کو اپنے کرم سے پاک کیا * آفتیں دور
کیں مجھے صحیح و سلامت یہاں تک پہنچایا * یہ بات سنکر سبکے
سب خوش ہوئے * حاتم شہر قطاں میں داخل ہوا اور کاروان
سرا میں اُترا * ایک دن دو موتی بیش قیمت اور دو
لعل گراں بہا کہ اُنکا ثانی سرکار عالی میں نہ تھا ایک تھیلی میں
رکھکر بادشاہ کے دروولت پر گیا * چوبدار دں نے اپنے
داروغہ سے کہا کہ ایک مسافر کسی شہر سے آتا ہی * اُسنے

کہ یہ شیوہ بھلے آدمیون کا نہین ہی * تمہارے بھی اسبارے مین
آزردہ نہین ہوتا * کیونکہ عادلون کو یون ہین چاہئے * خدا تمکو
اپنی پناہ مین رکھے مالک * تمہارا ہمیشہ تمہارے قصر مین رہے *
اور جو کچھ مجھکو عنایت ہوا ہی میرے کس کام کا ہی کیونکہ
بار برداری نہین رکھتا * مین تن تنہا اسکو کس طرح لیجاون
بادشاہ نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو مین بار برداری اور تھوڑے
سے لوگ نگہبانی کے واسطے ساتھ کر دونگا * کہ تمہارے
وطن تک پہنچاوین * حاتم نے التماس کیا مجھے ایک کام ضروری
درپیش ہی جبتک اُسے نہین کر چکونگا وطن کی طرف
تو منہ بھی نکرونگا جانا تو ایک طرف * شہریار نے پوچھا کہ وہ
کون سا کام ہی * اگر ہمکو معلوم ہو تو ہم بھی اُس مین شریک
ہون کوتاہی نکرین * حاتم بولا یہ حضرت کا الطاف ہی * لیکن
مین سوا اپنے خالق کے کسی مخلوق سے مدد نہین چاہتا * پر ایک
رہبر ساتھ کر دیجئے جو شہر قطان کا رستہ بتادے یہ بھی احسان
سے خالی نہین * بادشاہ نے فرمایا تم کو اُس شہر مین کیا کام ہی *
اُسنے کہا مین نے سنا ہی کہ حمام بادگرد اُسی سرزمین مین ہی *
مین اُسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون شاہ نے ارشاد کیا *
ای جوان اِس خیال کو اپنے دل سے اُٹھا * کیونکہ جو کوئی اُسکی

چھپ کلسوں کے جنگل سے صحیح و سلامت گذرے و ر
پھر * چند روز کے بعد اپنے شہر میں آپہنچے * بادشاہ سے عرض
کی کہ جو کچھ اس مسافر نے کہا تھا سچ ہی * واقعی کوئی آدت اس
راہ میں نہیں رہی * تب شہر یار نے ہر ایک طرف اشتہار لکھوانا
کہ قافلہ اور راہ آفتوں سے پاک ہو چکی جس کا جی چاہے بے دھڑکے
آئے جائے * اور حاتم کی بہت سی معذرت و منت کی * اور کہا
ای جوان مجھ سے کچھ خطا ہوئی ہی تو معاف کر پھر بہت سا
زر و جواہر اس کے آگے رکھا * حاتم بولا کچھ آپ کا قصور
ظاہر مجھے معلوم نہیں ہوتا * کیونکہ جس روز سے تمہارے
شہر میں آیا ہوں آرام تمام رہا ہوں * پھر کہا کاہی جو تم
معذرت کرتے رہو * بادشاہ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہیں ظاہر
سلوک کرتا تھا کہ پالوں کی طرح رکھتا تھا لیکن کتنے
لوگ تمہارے سے پیش کئے تھے * کہ جب تلک اس جنگل کی
خبر آوے تم کہاں جانے پاؤ * اگر وہ جھوٹھے ہوتے تو شہر
کے باہر سولی دی جاتی * کہ پھر کوئی ایسی افواہ نہ
اُڑاتا اس بات کو سنکر حاتم نے عرض کی کہ یہ اوصاف انصاف
ہی بادشاہوں کا کہ سچے کو سرفراز کریں جھوٹھے کی گردن
ماریں * تم حسب قدر کرتے ہو * میں نے بھی جھوٹھ نہ کہا تھا *

مین سوا ے اژدھا کے ریزون اور ببول کے کانتون کے
کوئی گزندہ باقی نہین * سوداگر جو وہان اُترے ہوئے تھے اس
بات کو حاتم کی زبانی سنکر مستعد ہوئے کہ اب اسی راہ سے
جائیے * دور کی راہ کس طرح اختیار کیجئے * کیونکہ یہہ رستہ
صاف ہو چکا ہے کچھ خدشہ نہین * اگر سوداگر آیا جایا کرینگے شہر
بھی آباد ہو جائگا * آخر لاد باندھہ کر چلے گئے * یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی
کہ کاروانون نے ایک مسافر کے کہنے پر اس راہ مین
اژدھا اور ببول کا جنگل بتاتا تھا اُسی رستے گئے * حکم کیا
کہ ہرکارے اُنکے پیچھے پیچھے چلے جائین راہ کا احوال
قرار واقعی تحقیق کر کے پھر آئین * اور حاتم کو بلاکر اپنے پاس
رکھا * اور کہا ای مسافر راہ کے جادو اور مسافری کے صدمے
بہت سے تو نے اُٹھائے ہین چند روز یہان دم لے قدرے
آرام کر ہمارا ہم صحبت ہو پھر جہان چاہیو وہان جائیو * پر
مطلب اُس کا یہہ تھا کہ اگر سچ کہا ہے تو بہتر نہین تو سولی دونگا *
اس ارادے سے بہر حند روز اُسکو رکھا * کتنے نگہبان تعینات
کئے کہ کہین آنے جانے نہ پائے * اور وے لوگ جو راہ کی خبر
لینے گئے تھے اُس قافلے کے پیچھے لگے گئے * جا بجا اُسکو
اُترے کی نشانی پائی * آخر کہین نہ دیکھی جب سوداگر

ہو جائے کہ پکڑ معاملہ کر سکوں * اُس بزرگ نے کہا کچھ اندیشہ مت کر وہی مہرہ منہ میں پھر اُنکی رو برو ڈال دے قدرت خدا کا تماشا دیکھ * حاتم نے پھر منہ مہرے کے نکالنے کا قصد کیا پر ہاتھ اُسکے کا پہیے لگے نکال نسکا * آخر اُسی پیر مرد نے نکال کر اُسکے ہاتھ میں دیا کہ پڑھ بسم اللہ کر کے زمین پر ڈال دے حاتم نے جو اُس مہرے کو پھینکا وہیں زمین پھٹ کلسون کے شکل کی طرح رنگ بدلنے لگی * سب کالے ہو گئی بچھو بھی آپس میں لڑنے لگے ایک نے ڈنک سے دوسرے کا بدن شکست کیا حاتم نے کھڑا دیکھتا تھا کہ آپس میں لڑ کر دس روز کے عرصے میں دونو بھی تمام ہو گئے * پھر بھی وہاں رہا * چوتھے روز اُس مہرے کو اُٹھا دوگانہ شکر کا ادا کر روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر عظیم دکھائی دیا * پھر اُس میں داخل ہوا لوگوں نے جو اُسے اجنبی دیکھا پاس آکر پوچھا * اے جوان تو کس راہ سے آیا * حاتم نے کہا داہنی طرف کی راہ سے * وے حیران ہو کر کہنے لگے کہ یہ کیا کہہ رہا * کیا چھپ کلسون اور سولی کے کانٹوں کی صعوبت اژدہات کے شکل اور بچھو کی آفت تجھ پر نہ پڑی * حاتم بولا عزیزو اللہ ان بلاؤں میں مبتلا ہوا تھا لیکن مدد الٰہی سے چھپ کلسون اور بچھوں کو قتل کر کے نکالا * اب اس راہ

خیرا اب پچھتانے سے کچھ فائدہ نہین * جو تجھہ پر پڑے اُسے گوارا
کر * جس طرح چلا جائے چل خدا نباہنے والا ہی آخرکار ہزار
محنت و مشقت سے اُس جنگل کو طی کیا * الحمد للہ کہکر
ایک جگہہ بیٹھہ گیا پانون سے جوتیان اُتار کر جو دیکھین تو تمام
پانون چھلنی ہو گئے ہیں * ریزے اُن سے ہر ایک
سوراخ مین اُبھر آئے ہیں * نکالنے لگا جب سب نکال چکا
پانون پر کپڑا لپیٹ جوتیان پہن کر لنگڑاتا ہوا چل نکلا * اور
اپنے جی مین خوش تھا کہ مین اُس بلا سے نجات پائی *
پر یہہ نجانتا تھا کہ ایک اور آفت عظیم در پیش ہی یونہی چند
قدم اُس جنگل مین چلا تھا جو وہان کیا دیکھتا ہے کہ آدمی کی بو پاکر
دوڑے * کتنے ان مین ہاتھی کے برابر اور کتنے لومڑی کے
برابر تھے * مین اُنکی گیدڑ کی سی پانون مرغ کے سے گردنین
شتر کی مانند * حاتم کی نگاہ جو اُن پر پڑی سہم کر کانپنے لگا اور
ایسا گھبرایا کہ سدھ جاتی رہی * ہاتھہ پانون پھول گئے اِدھر اُدھر
تکنے لگا * کہ وہین مایہ مرد مددگار پھر آ پہنچا * ہاتھہ پکڑ کر کہنے لگا
خاطر جمع رکھہ ہراسان مت ہو استقلال کو ہاتھہ سے نہ دے حاتم بولا
اے مرد خدا کیا کرون مجھکو طاقت نہین اِن سے ہون یہہ جنگلے
درندے ایسے ہین کہ اگر پتھر پر مارین تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو

جس راستے وقت میں اسے دلی کو گیا اُس نے مجھ کو یہ
صندوقچہ اور اسباب سے لدا ہوا اپنا گھوڑا حوالے کر دیا۔ بس پھر
غور کر کے جو دیکھا تو ایک کو اُس میں جیتا پایا ارادہ کیا
مہرے کو اٹھا لیجئے وہیں وہاں آتا شاید اسکے اٹھا رہے
وہ ہی آنکھیں اور مجھے کہا جائیں تو جان کی جان جاتی اور
محبت کی محنت برباد ہو جاتی۔ کیا چاہیئے یہاں تک صبر کیا کہ
اُس کا گوشت پوست نکل گیا تو پسلی نکل آئی۔ حاتم اپنا
مہرہ اُٹھا کر آگے کو چلا بعد تھوڑے دنوں کے ایک جنگل
اژدہات کا ملا ہر ایک وہاں کا زہرہ اُسکے پانو کی کفش کو
چھید کر پشت پا سے گذر جاتا تھا زخم پڑتا۔ تو تمہارا اپنے
کپڑوں سے جو بہتر تھا پھاڑ پھاڑ کر جوتوں کے اندر رکھ لیا
بدان اُسکے پانوؤں بچاؤ ہو گیا۔ اپنے دل میں کہنے لگا کہ ای
حاتم تیرے برابر جہان میں کوئی بیوقوف ہوگا کہ اس
بزرگ نے مجھے مکرر منع کیا تھا کہ بابا وہ بایاں رستہ بہت برا ہے
اُدھر سے مت جانا * اور خدا نے جو ہوش گوش آدمی کو
اسی واسطے دیا ہے کہ بھلے برے کو پہچانے سنبھل کر
چلے قدم سوچ کر دھرے * تو بھلا چنگا اُسکو چھوڑ کر بائیں طرف
کیوں گیا تھا * پھر یہ کیا کم بختی تھی جو اُسکو چھوڑ کر داہنی طرف گیا*

بہزار خرابی وہ کتنے دنوں میں اُس جنگل سے نکلا اور آگے
بڑھا * کہ چھپکلیوں کے جنگل میں پہنچا * وے سب کی سب
آدمی کی بو پاتے ہی اکٹھا ہو کر اُسکو دوڑیاں * حاتم نے
دیکھا کہ ہزاروں چھپکلیاں جیسے اور کتے کے برابر سیکڑوں
لومڑی اور گیدڑ کی مانند دوڑی آتی ہیں ڈرا اور کانپنے لگا
کہ اِس بلا کا آنا بے سبب نہیں * اغلب ہے کہ میرے ہی کھانے
کو آتی ہیں * لیکن مجبور ہوں کچھ تدبیر نہیں کر سکتا اتنے میں وے
قریب آ پہنچیں ایک بڈھا نورانی صورت داہنے ہاتھ کو نمود
ہوا * اور کہنے لگا اے جوان بزرگوں کا کہنا تو نے نہ مانا آخر
پشیمان ہوا * حاتم بولا کیا میں اپنی تقصیر پر نادم ہوں *
تب اُس بزرگ نے فرمایا کہ مہرہ خرس کی پیشانی کا نکال کر زمین
پر ڈال دے آپ غائب ہو گئیں * اُسنے فی الفور مہرے کو
کیسے سے نکال کر زمین پر رکھ دیا * پہلے تو زمین زرد ہو گئی
پھر سیاہ آخر سبز ہو کر سرخ ہو گئی چھپکلیاں جو دوڑی آتی تھیں
دیوانیاں ہو کر آپس میں لڑ مریں * اور تین گھڑی کے عرصے
میں تمام ہو گئیں * حاتم نے یہ احوال دیکھ کر متعجب ہو کر کہا
کہ الٰہی اُن میں ایسی کیا دشمنی ہو گئی جو ایک ایک کو مار کر
مر گئی یقین ہے کہ اِس مہرے کا یہ اثر ہے خدا کا شکر کیا چاہیئے

دور تک چلا گیا تب اُس سے نکلا ایک دوراہا نظر پڑا * وہاں
کھڑا ہو کر اپنے جی میں سوچنے لگا کہ اُس پیر مرد نے کہا تھا کہ
داہنی طرف کی راہ میں بہت سی آفتیں ہیں تو اُدھر سے
مت جانا * اِس وقت اُسکے کہنے پر عمل کیا چاہئے اور بائیں طرف کا
رستہ لیجئے اِس خیال پر بائیں طرف روانہ ہوا تھوڑی دور
جاکر اُسنے یوں سمجھا کہ اِس راہ سے جانا کچھ حاصل نہیں مگر
یہی کہ داہنی طرف چلوں جو خدا مدد کریگا تو کوئی بلا میرے
سامنے نہ آسکے گی اور اگر آجاوے گی تو اُسکی مدد سے رد
کرونگا رستہ مسافروں کا پاک ہو جائیگا اور جو میں مارا جاؤنگا تو
بھی داخل ثواب ہوگا یہ بات ٹھہرا کر اِس رستے سے پھرا
اور داہنی طرف چلا گیا * جنگل ببول کا کانٹوں سے بھرا دکھائی
دیا لیکن خدا پہ اُسمیں پہنچا اور قدم اُٹھائے پھر اُدھر چلا تھوڑی
سی راہ طے کی آخر درختوں کے کانٹوں سے کپڑے پھٹکر پُرزے پُرزے
ہوئے بدن لہولہان ہوا اور دیر تک کانٹوں سے تلوے چھد
گئے پاؤں سوج اُٹھے بےدم ہوکر کہنے لگا وہ بزرگ
سچ کہتا تھا مجھ کم بخت نے اُسکا کہنا نہ مانا اپنے تئیں آپ
مصیبت میں ڈالا * اندیشہ یہی کہ اِسکے آگے مبادا اور
کوئی جنگل پر خطر ہو تو وہاں پناہ کی صورت کیونکر ہوگی * غرض

اقرار ثابت کیا مگر کسی نے اُسکی فریاد نہ سنی * آخر حاکم بےبس ہو گیا * پھر حاتم نے اُن سب لوگون سے کہا اے تھوڑی سی زمین کھدوا کر اُسکو گڑوا کر اپنے گھرون مین جا چین کرو * خدا نے اِس بلا کو تمہارے سر سے دور کیا نہین تو خدا جانے تمہارا کیا حال ہوتا اور وہ موذی کیا ستم کرتا * بادشاہ نے یہہ حال دیکھکر حاتم کی تحسین و آفرین بہت سی کی * شہر کے باشندے سب کے سب پاؤن پر گر پڑے * پھر شاہ نے بہت سی اشرفی اور روپے کتنی کشتیان ملبوس و جواہر کی منگوا کر اُسکے حضور رکھین * اُسنے کہا مجھے درکار نہین خدا نے مجھے دیا ہی اگر منظور ہی تو فقیرون کو حوالہ کرو جو خدا کی خوشی ہووے اور تمہین اجر دیوے کیونکہ جو شخص خدا کی راہ مین دیتا ہی سو مزدوری نہین لیتا * شہریار نے اُسی گھڑی فقیرون غریبون محتاجون کو بلوا کر اُس مال کو تقسیم کر دیا * حاتم کو تین روز تک مہمان رکھا * چوتھے روز وہ رخصت ہو کر آگے بڑھا * بعد کتنے دنون کے اُس پہاڑ کے نیچے جا پہنچا جس کا مذکور اُس پیرمرد نے کیا تھا * تب ایک دن دیکھتا کہ اُسکے اوپر چڑھا * جب اُس سے گذر گیا تو ایک بڑا جنگل دکھلائی دیا اُسی مین جا بیٹھا * دیکھے تو ہر قسم کے میوے رکھا تا ہوا کئی

پتھر سے پانی میں رگڑ کر اُسکے حوالے کیا * جس کا کھانا تھا کہ
اُسکے حق میں اُسکا پینا سم ہی مار ضرور کے زبان ہی لگی *
ایک لحظہ علم بھی اُسنے فراموش کیا * اُسپر سے تنہائی سے
کہنے لگا * اب کوئی اور رسم باقی ہو تو اُسکے بھی بجا لانے کو حاضر
ہوں حاتم بولا دوسری رسم یہ ہی کہ ایک گولی میں تم اُترو اُسکا
منہ باندھ دیں پھر اُسکے باہر نکل آؤ تب ہم خوشی اِس لڑکی کو
تمھارے حوالے کریں * اور جو اُسمیں سے نکلو تو ہزار لعل اور
دو ہزار الماس اور ایک موتی مرغابی کے انڈے برابر جو
پریوں کے ملک میں ہی گنہگاری لیں * وہ بادان اپنے زور
کے گھمنڈ سے پھولا ہوا تھا بڑا اصرار کہہ تھا جلد لاؤ وہ گولی
کہاں ہی حاتم نے ایک بڑی سی گولی منگوا کر آنگن میں آگے
دھری اور کہا بسم اللہ * وہیں وہ اُس میں اُتر پڑا * حاتم
نے اُسکے منہ پہ ڈھکنا ڈھاک مضبوط باندھ اسم اعظم
پڑھنا شروع کیا * اور اُسنے کہا کہ اب باہر نکل * اُس اسم
کی برکت سے ڈھکنا اُسکا پہاڑ سا بھاری ہو گیا * کتنا ہی اُسنے
زور لگایا نکل نہ سکا * تب حاتم نے لوگوں سے کہا کہ اب
انگنے آس پاس بالے اوپر لکڑیاں رکھ کر آگ سلگا دو *
انھوں نے وہیں اُسکے کہنے پر عمل کیا * جن زمین جلا میں جلا

میرے حوالے کرو * اِس بات کو سنکر بادشاہ نے کہا کہ
ایک بہر آبزرگ زادہ کتنے دنوں سے نکل گیا تھا بالفعل آیا
ہے اب ہم اُسکے بغیر کچھ کام نہیں کر سکتے * والا ایک آن
میں پتا اس مین بتا دیگا * صلاح یہہ ہی کہ آپ اُسکو بلوا دیں
وہ جو کچھ کہیگا سو کرینگے * اُسنے سر جھکا کر کہا کہ اب تک وہ
کہاں تھا آج کسو کا آپکا اچھا ہوا یہہ تو وہاں قناعت کر تیرے لگا ہی
رہا تھا پایا تبھی اُسکے روبرو آکھڑا ہوا * دیو نے پوچھا کہ اے
جوان میں ایک مدت سے اِس شہر میں آتا جاتا ہوں پر تو کبھی
میری نظر نہیں پڑا اب کہاں سے آگیا سچ بتا تو کون ہی اور
کسواسطے ہمارے تابعداروں کو گمراہ کرتے ہے اِس ملک کو
خراب کروایا چاہتا ہی حاتم نے کہا کہ جب تک میں اِس ملک
شہر میں نہ تھا تب تک اُنھوں نے تیرا کہا کیا * اب اِس
ملک کا مالک میں آیا ہوں اور سرکار یہاں کا مجھ سے تعلق
رکھتا ہی جو کوئی ہمارے باپ دادا کی رسمیں نکالتا ہی بیٹی
اُسی کو دیتے ہیں * جن نے پوچھا وے کیا ہیں بیان کر *
حاتم نے کہا کہ میرے پاس ایک مہرہ ہی یہاں تو اُسکو گھس
کر پلاتا ہوں * وہ بولا جو یہہ رسم ہی تو لے آ میں پیونگا حاتم
نے وہ مہرہ جو خرس کی بیٹی نے دیا تھا اپنی جیب سے نکال کر

کہ ایک میں بھی اُسکو دیکھوں پھر اُٹھ کر اہوا اور خیمے
کے باہر نکلا تو دیکھا کیا ہی کہ ایک اژدہا آسمان سے سر لگائے
ہوئے چلا آتا ہی * درازی کا اُسکے ٹھکانا نہیں دو بھی اُسکا
سا ہے نہیں کر سکتا آدمی کا تو کیا مقدور جو آنکھ اٹھاکر دیکھ سکے
جو بھر اور درخت اُسکی چڑھائی کے لیے آتا ہی سو پس کر سرمہ
ہو جاتا ہی * حاتم جو اُسکو اس ہیبت سے آتے دیکھا
کہا الٰہی پناہ میری تو ہی اس سے بچا * وہ اژدہا دہ صاحب
نزدیک آیا اور اپنی دم ایسی سخت کر کے ہلاتی کہ آدمی
سب کے سب سر جھکائے زمین پر گر پڑے پھر وہ چار طرف نگاہ
کر کے زمین پر لیٹ کر ایک خوب صورت آدمی بن گیا سب
انھوں نے اُٹھ کے ادب سے سلام کیا اور بادشاہ اُسکو
آگے آکر اپنے خیمے میں لے آیا ایک تخت جواہر نگار پر بٹھایا
وہ ایکدم بیٹھکر اٹھا اور کہنے لگا کہ اپنی اپنی لڑکیاں مجھے دکھلاؤ *
بادشاہ نے کہا جب بہتر دیکھئے سب اسے بارگاہ سے نکل کر
سب سرداروں اور سوداگروں اور غریبوں کی لڑکیاں دیکھیں
پر کسیکو پسند نہ کیا البتہ پھر بادشاہ کے خیمے میں آیا * جہاں
شہزادی بیٹھی تھی وہاں گیا اور اُسی کو منظور نظر کر کے بعد
ایکدم کے بادشاہ سے سوال کیا کہ مجھے بیٹی تیری کی خواہش ہی

آزاری اختیار کرتی ہی * بادشاہ بولا ای جوان مرد اگر یہہ حسن
تیرے ہاتھہ سے مارا جائے یا ہمارے شہر سے دور ہو تو مین
بادشاہت سمیت تیری اطاعت کرون * مالکہ حسن تابکے
تیرے احسان مند رہون حاتم نے کہا مین جو کام کرتا ہون سو خدا
کے واسطے کرتا ہون جو قدم آگے برھاتا ہون اپنے مولا کی راہ
مین دھرتا ہون اگر یہہ بھی کام کرونگا تو کسی پر احسان نہیں ہے
جو کچھ مین تم سے کہون سو قبول کرو شاہ نے فرمایا بسر و چشم *
پھر حاتم نے کہا جسوقت وہ آوے اور حسن کی لرکی پر نظر
کرے اسوقت وہ اُس سے کہے کہ صاحب تم
ایسا کرنے مین مختار ہو پر اتنی بات ہماری بھی سنو کہ تمہارا ایک
برابر دار زادہ مدت کے بعد آج آیا ہی * اب ہم سب
اُسکے تابع دار ہیں * کہے اُسکے اس لرکی کو تمہارے
ساتھہ نہیں کرسکتے * اگر تمہارے حوالے کرین تو عین خطا ہی
کیونکہ تم غصے ہو گے تو ایک دم مین ہمارے ملک کو خراب
کرو گے * جو وہ غصے ہوگا تو ایک آن مین خاک سیاہ کر
دیگا القصہ بادشاہ نے تمام دن حاتم کو اپنی بارگاہ مین بٹھا رکھا *
جب شام ہوئی سانپ کی آمد آمد کا غل ہوا لوگوں نے حاتم
سے کہا ای جوان وہ موذی آپہنچا اُسے سنتے ہی شاہ سے عرض کی

لڑکی پسند کرے اور اسکا سہرا ایک کو ہی دھرکا ہی
آج شہزادے نے تجھے دیکھا ہی کل جاتی تھیے دیکھو ایک دن
کی شادی اور سات دن کا غم ہمکو ہر سال ہی سے اس میں
کیا کریں شام کے وقت معمول وہ آوے گا کہیں نہ کسی کے سر پر
آوے او رہیگا * یہ ماجرا سنکر حاتم اپنے جی میں کہا کہ یہ کام
جن کا ہی فی الحقیقت وہ سانپ نہیں پھر اُن سے مخاطب ہوا
ای عزیزو یہ پری کا ملازم ہوتی ہی انہوں نے کہا کہ پھر کیا کریں
اسمیں کچھ اختیار نہیں جو خدا چاہے سو کرے یہ مثل مشہور ہی سنگ
آمد سخت آمد ایسا ہم کسکو نہیں دیکھتے جو خدا کے واسطے اس
آفت کو ہمارے سر سے ٹالے * حاتم نے کہا انشاء اللہ تعالی
اس آفت کو میں آج کی رات تمہارے سر سے دفع کرتا ہوں * تم
مردانہ وار رہو کچھ اپنے جی میں اندیشہ نہ کرو * انہوں نے
یہ دیکھکر جاکر اپنے سرداروں سے کہا وے سنتے ہی انہوں
ہاتھوں ہاتھ اسکو بادشاہ کے پاس لے گئے اور ماجرا تمام بیان کیا *
جب بادشاہ نے احوال پرسی کی اور اپنی کرسی پر بٹھلاکر کہا
ای جوان تجھے کچھ معلوم ہی کہ یہ کیا آفت ہی اور یہ کیا
اسرار * حاتم نے کہا میں خوب جانتا ہوں وہ جن ہی جب اُسکی
وہ قوم فساد کیا چاہتی ہی راہ راست چھوڑ کسی مردم

اژدہا کر نجا * دیکھ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا
خراب ہوگا عرض حاتم اسکو رخصت کرکے آپ روانہ ہوا
بعد چند روز کے ایک شہر نظر آیا اور نقارون کی آواز کثرت سے
سنی جی مین کہنے لگا آج اس شہر مین کیا کسی کے یہان شادی
ہے تب لوگ جمع ہین شہر کے بادشاہی سراچے کھڑے
ہین اور تمام ڈیرے سراپے تا دو فرش ماکیز سب شہر آبادی
ہر ایک طرف بچھا ہے * جا بجا لوگ بیٹھے ہین ہر ایک جمع
کر فریہ نقارے بج رہے ہین * مجلس مین راگ ناچ
ہو رہا ہے جوان بر دیگاین کھڑی کر رہی ہین * کھا رہے
رہے ہین یہہ کیفیت دیکھ کر پوچھنے لگا ای یار وصحیح کہو آج
اس شہر مین کیا شادی ہے وے بولے اس ملک کی رسم
ہے کہ ہر سوین دن ہر ایک امیر غریب ملک بادشاہ وزیر سبھی
اپنی اپنی لڑکیون کو جو بالغ ہین دلہن بنا کر عطر او را آگے
مین بسا خیمون مین بٹھا دیتے ہین * پھر ایک پر آسمان سے جنگل
کی طرف سے آتا ہے اور ایک جوان کی شکل بن کر ہر ایک
خیمہ کے بیچ جاکر ان سبھون کو دیکھتا پھرتا ہے جو پسند آتی ہے
اسکو لیجاتا ہے ہمنے اسکی دہشت سے یہ رسم رہائی کا نقارہ
سر پر ڈال کر مجبور یہہ شادی مچائی ہے * دیکھئے کس کی

ہی لیکن جو بات خدا کے واسطے ہو اُس سے منہ پھیرنا خوب
نہیں* کیونکہ دیانت و تقوی سے بہت دور ہی* کرم الہی
سے امیدوار ہوں کہ اُس جوان کی مراد میرے ہاتھ سے بر
آوے* خدا کے واسطے جو تو جانتا ہی تو شہر قطان کی راہ مجھے
دکھا دے جو اپنی راہ لگوں* اُس مرد درویش نے جو دیکھا کہ
کہ اسکا ارادہ کامل ہی ساتھ ہو لیا اور شہر کے باہر جا کر کہا*
ای مسافر داہنی طرف کا رستہ یہاں سے اختیار کر آگے بہت
سے شہر دیسے ملینگے اُن کے بعد ایک پہاڑ نظر آئیگا وہاں اکثر
ملیچھ ہزاروں آدمی بلائیں ہیں اگر اُن سے بچ نکلیگا تو ایک
صحرائے معظم ملیگا* وہاں خدا کی قدرت نظر آئے گی تھوڑی
دور جا کر دو راہا ملیگا* بائیں طرف کو جائیو کہ وہ راہ نزدیک اور صاف
ہی جلدی شہر قطان میں پہنچیگا* اگرچہ داہنی طرف کی راہ
نزدیک ہی پر خطر ہے اُس میں بہت سی آفتیں ہیں* جا کر
تو زندگی سے کوئی جی نہیں سکتا اور نہ داخل شہر ہو سکتا
پھر قریب کا رستہ ساتھ ہو کر راہ بعید کیوں اختیار کروں*
مدعے تو کہا نہیں سنا ہی تو جو بزرگوں نے کہا ہی* بیت*
چل راہ راست گرچہ ہو پر خطر دور ہی* جو رہ کہ ہو نزدیک اگرچہ
وہ جور ہی* کو کہ مرنا چاہیں کوئی نہ موت* لیکن تو منہ میں

بھائی بند زن و فرزند سمیت وہان سے نکال کر ایا اور دریا کی طرف چلا * ہرچند کہ آبی جانورون کو خشکی مین جانا بہت دشوار ہی تو بھی وہ اچھلتا کودتا خورسندی بہ خورسندی چلا جاتا تھا * قضاکار راہ مین ایک چشمہ مل گیا * اُس مین ایک سانپ تھا کہ اُسنے وہان کے مینڈک سب کھا لئے تھے * چند روز سے غذا جو نہ پائی تھی بھوکہ سے بلبلا رہا تھا دیکہتے ہی بے اختیار اُن پر لپکا ایک ایک کو چن چن کر کھایا * جون تون وہ مینڈک آپ بھاگ کر دریا سے قدیم مین آپڑا * لیکن جورو لڑکے برباد گئے اُسکی قوم بہت جالی دیکھکر یون طعنے دینے لگی * ای نادان یہہ کیا کیا تو نے مفت مین اپنا گھر اپنے ہاتہ سے اُجڑوا دیا * بارے اپنا احوال کہہ کہ تجھہ پر کیا گذری * وہ بیچارہ بال بچون کے غم کا مارا سر جھکائے اور کیئے پر ندامت کھینچے چپکا بیٹھا سب کی سنتا تھا * ہرچند کہ وے لعنت ملامت کرتے تھے یہہ دم نہ مارتا تھا جواب دینا تو درکنار * غرض جو کوئی اپنے بزرگون کا کہنا نہین کرتا اُسکا یہی حال ہوتا ہی * بس ای جوان میرا کہا مان یہیں سے پھر جا گرمی نکر کیونکہ حمام بادگرد مین کوئی نہین پہنچا تیرا کیون سر پھرا ہی اپنا علاج کر * اُن باتون کو سنکر حاتم نے جواب دیا * ای بزرگ جو تو کہتا ہی میری ہی بہتری

کے ہاتھ سے پائیے * اپنی حیات کو مارا کر ... ہی کہ
آسودگی میں چلے ڈھونڈھوں اور اُسکے کام سے پہلو تہی کروں
پس خدا کو کیا جواب دونگا * کیونکہ جو کوئی عبداللہ کی یاد ہمسا
ہی جھوٹھہ نہیں بولتا اور ڈھونڈھوں خدا کی راہ میں اسا گھربار
چھوڑا ہی وہ بے حصول مطلب نہیں پھرے * اُس جہاں دیدہ
نے کہا ای جوان اپنی جوانی پر رحم کر بہار اُس طرف مت جا
کیونکہ وہاں کا جانا جہان سے جانا ہی * اگر میرا کہا نہ مانیگا تو
پشیمان ہوگا * جیسے سندک نے اپنی قوم کا کہا نہ مانا پشیمانی
کھینچی * حاتم نے پوچھا کہ اُسکی حقیقت کیونکر ہی * تب کہا کہ اگلا
اطراف شام میں ایک دریا تھا * اُس میں بہت سے سندک
رہتے تھے ایک دن اُن میں سے کسی خوک نے اپنی قوم
سے کہا * جی یوں چاہتا ہی کہ یہاں سے سفر کر کسی اور دریا
میں جا کر رہیں * کیونکہ مسافرت میں فائدے بہت ہیں *
تغیر بھی ہوجاتے ہیں اور مفلس مال دار * ہرگز وطن میں کسی
کو دولت حاصل نہیں ہوتی بدون ہاتھ پاؤں ہلائے نعمت ہاتھ
نہیں آتی * یہ سنکر اُسکی قوم نے کہا ای نادان یہ خیال باطل
تیرے دل میں آتا ہی اسے دور کر ہرگز راحت نہ پائیگا بہ
رنج اٹھائیگا * آخر اپنے کئے پر پچھتائیگا * اُسنے نہ مانا پس

آو ... پہلے اُس ... میرے ... ... لے آو * معلوم نہین اُسکے
پالا ... کی وجہ اپنے روبرو کیا ہی * مار ڈالتا ہی یا اُسکو
چھوڑ دیتا ہی یہہ سنکر حاتم ... کہا کہ ... مانو سوداگر بچہ بھی پر
منیر شامی شہزادہ عاشق ہوا ہی * اپنا خانمان برباد کر کر اُسکے
شہر مین کاروان سرا ... بیچ بیٹھہ رہا ہی * مین اُسکے
واسطے یہہ رنج اپنے اُوپر گوارا کر کر کئی برس ... اُسکے
کام مین عند اللہ پھرتا ہون * اور اُس ... سوداگر بچی ... جہہ
سوال خدا کے فضل وکرم ... پورے کر چکا ہون * اب ... ساتوان
سوال حمام بادگرد کی خبر ہی سو لینے جاتا ہون * دیکھون ... ...
کیا دکھاوے * بابیرمرد بولا آفرین تجھہ پر اور رحمت تیرے ماباپ
پر * جو تنگا ... واسطے اپنے عیش و عشرت چھوڑ کر محنت
اختیار کی * یہہ عیب ... ہی * ایک صلاح یہہ ہی کہ اب اس
خیال محال کو دل سے دور کر * یہین سے پھر جا اُسکے کہ وہ
طلسمات ... ہی کوئی اُس ... نہیں جاتا اور اُس کا پتا کہیں نہیں ملتا *
یہہ بات ... سنکر حاتم بولا استغفر اللہ تجھہ ... طرح سے بولون
بات ... کیونکر بناون یہہ انصاف نہیں کہ وہ عاشق بیچارہ ... مدید
سے دردانتظار ... جان ب... ہی * فقط امید وصال پر
دم اُسکا ٹھہرا ہا ہی * قرین ... ہی کہ ... وصال اپنی معشوقہ

کے باہر پہنچا گیا * بعد ایک مدت کے ایک بستی نظر آئی *
اُسکی شہر پناہ کے باہر ایک بڈھا پیر مرد کھڑا تھا حاتم پر جوں
اُسکی نظر پڑی * کہا اُسنے السلام علیک * ای جوان مرحبا *
سے کہا علیک السلام ای پیر مرد باصفا * بعد اُسکے اُسنے
پوچھا ای مسافر آج کی رات میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیے
اور آپ و نمک کے شریک ہو جئیے تو میں مہربانی ہی *
حاتم بولا سکی کا کیا پوچھنا * بداں وہ پیر مرد اُسکو اپنے گھر
لے آیا مدارات بانیں شائستہ کی * بعد کھانے کے بدلے
پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی اور کہاں جائیگا * اُسنے کہا
حاتم نام ہی * یمن کا رہنے والا ہوں * حمام بادگرد کی خبر کو
جاتا ہوں سنتی ہی اُسنے سر نیچا کر لیا * بعد ایک ساعت کے
سر اُٹھا کر کہا کہ ای عزیز وہ کون تیرا دشمن تھا جسنے تجھے اسی
جگہہ بھیجا * اول تو یہہ ہی کہ اُسکا نشان معلوم نہیں دوسرے
جو کوئی وہاں گیا سو گیا * پھر نہ پھرا * جو کوئی وہاں جانے کا قصد
کرے اپنی جان سے ہاتھ دھووے * مثل مشہور ہے جی
کا لاو ہے * کیونکہ اُسکا رستہ اول منزل سے کم نہیں * اور
جسنے نہیں جانا سو قطان شہر قطان کے بادشاہ نے اُسکی سرحد
ہیں چوکی بیٹھائی ہی * کہ جو کوئی اُس حمام کی خواہش کرکے

اکتیسوین دن حاتم نے اُٹھکر اُس جوان سے کہا مجھکو کام
ضرور ہی آ... نہین رہ سکتا * جو تم نے وعدہ کیا ہی اُسکو وفا
کرو * پری بول اُٹھی بہت بہتر حاتم نے کہا بشرطیکہ تم وعدہ
مضبوط کرو * حضرت سلیمان کو درمیان دو * تب مجھے باور
ہو پری نے قسم کھاکر کہا مین اِس قول سے ہرگز نہ پھرونگی
تم خاطرجمع رکھو * پھر اپنی پریون سے کہا اِن دونون جوانون کو
کوئے پر پہنچا آو * اُنھون نے ایک ہی دم مین دونون کو
کوئے پر پہنچا دیا * اور ادھر وہ دیکھکر اچنبھے مین آ گئے * اور
اُسکے باپ دوڑکر حاتم کے قدمون پر گر پڑے * خوشی بخوشی
اپنے شہر مین داخل ہوئے * حاتم کی نہایت خاطرداری کی ضیافت
کی ناچ راگ رنگ شروع ہو گیا * گھر گھر شادیانے بجنے لگے
چودہ دن تلک حاتم کو مہمان رکھا * اور پری بھی اپنے وعدے
پر آنے جانے لگی * باپ نے یہی معمول رکھا حاتم نے اُسکی
راستی اور درستی دیکھکر اپنے جی مین کہا * سبحان اللہ
اِس قول پر کہو رستے بھی اچھی ہی اور سیرت بھی * سچ
ہی وہ ... بے لطف ہی اگر وفا نہو * اور وہ آنکھ
کیفیت ... ہی جس مین حیا نہو * القصہ پندرھوین دن حاتم
وہان سے رخصت ہو جنگل کا رستہ لیا * جوان بھی اُسکو شہر

صدقے رہا جان اور مال سے * یہہ سنکر بری لونڈی ایسی باتیں کہنے لگی کہ بہت سی میں کیا واہی ک رہا ہی * میں جانوں کہ تو مجھے جانتا ہی جو کچھ کہوں گی وہی کا لا * رہ وہ بیچارہ فی الفور اٹھہ کھڑا ہوا کہ دیرکیوں کرتی ہو * جو منظور رہی جلد فرماؤ * اُسنے اپنے لوگوں سے کہا کہ ایک کڑاہ بیں گھی بھر کر چولہے پر چڑھا دو جب گھی اُٹھنے کڑکڑاوے مجھے خبر کرو * اُنھوں نے وہی کیا جب خوب گھی کھولنے لگا اسوقت جوان کا ہاتھہ پکڑکر کہا * کیوں جی تم ہمیں چاہتے ہو تو اِسمیں کود پڑو * جوان نے بامال خوشی کے اُس کڑاہ کی طرف جانا چاہتا تھا کہ اپنے تئیں اُسمیں گرا دے * کہ پری دیوانوں کی طرح دوڑ پڑی نے باہ اُسکو گلے سے لپٹ گئی * کہ تو عاشق صادق ہی * مجھکو اِطمیس ہوا اب جو کہے سو کروں مجھے قبول ہی * پھر حکم کیا کہ مجلس طرف آراستہ کرو * اور سامان گلی اندام چڑاؤ شہر ی سے بھری کلا بتوں میں شراب لعل فام بھر کر لے آویں * دونوں کا حکم شروع کریں اُنکے فرمانے رہی کی دیر تھی * مہیا ہوگیا * غرض اُسی طرح عیش و عشرت و مہمانداری میں ایک مہینا گذر گیا * اور وہاں کوئے کراُدھر جو لوگ ستے تھے وہ شماری کر رہے تھے * کہنے لگے اگر آج تھی تو جوان نہ نکلا تو اپنے گھر چلے جائینگے * الغرض

خاطر خاطر سے نہ بھلاوگی * یہہ بات سنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا
بعد ایک دم کے بڑی زاری سے پھر کہا خدا کے واسطے تو اسپر
مہربان ہو * اور جو کہتا ہی مان لے بڑی تیوری چڑھا کر بولی
یہہ حال ہماری قوم کی نہین جو مین کرون * یہہ پھیکا حوصلہ مجھے
نہین بھاتی اتنی گرمی نہ کیجئے اختلاط زیادہ سر آشنائی چڑھتی ہی *
حاتم نے پھر کہا اگر معشوق اِس گرفتار کے حال پر تک ایک رحم
کہا اور تو مین کچھ عرض کرون * کیونکہ مین نے لڑائی اور فالتو
ہر دو کی بریون سے سنا اور ملاقات کی ہی * اور اکثر لطف
و احسان عاشقون کے احوال پر ایسے زیادہ دیکھے ہین نہین *
تم کہتی ہو کہ ہماری قوم مین اِسطرح کے ساتھ کوئی نہین کرتا
مین کیونکر مانون * بلکہ آدم نام لڑکا و حفا کار ہین پری زاد
ہی عالم دوستی مین وفادار و فرمان بردار رہین * یہہ سنکر اُس نے
منہہ پھیر لیا * اور کہا یہہ جھوٹا لبایا ہی * مجھ جیسے نہین
جانتا * یہہ تیری بناوٹ ہی * جوان بولا جو کچھ تم فرماتی ہو سچ
ہی اِس فہمید کے صدقے جائیے * مین نے اپنا گھربار تمہاری
خاطر چھوڑا * جان سے ہاتھ دھو کر اپنے تئین اِس کوئین گرایا *
سکیا کیا صدمے اُٹھا کر یہان تک پہنچایا تو بھی مین جاننے والا
نہ ٹھہرا * بیدرد * ہونہ تم نہ واقف میرے حال سے * مین

ہر ایک رات عیش و آرام میں کٹتی ہی حاتم نے کہا تو نہ ہی تو یہاں رنگ رلیاں منا رہا ہی * وہاں تیرے ماں باپ کا احوال تباہ ہو رہا ہی * یہ کیا انصاف ہی وہ بولا اب مجھ گرفتار کا اختیار ملکہ کے ہاتھ ہی * اگر یہ رخصت دے تو جاؤں اُن کی تسلی کر آؤں * حاتم نے کہا اللہ کے مہر کر میں تیرا احوال ابھی عرض کرتا ہوں * یہ کہکر پری کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ اے سراپا ناز قدرداں اہل نیاز دلوں کی دستیار احسان و مہربانی سے دور ہی کہ اسکے ماں باپ آتش ہجر سے جلیں اور سوز مفارقت سے سر تا پا شمع کی مانند گلیں * بہتر ہی کہ اس جوان کو دو دن کی رخصت دے جو یہ جا کر ان کی جدائی مٹائے اور آنکھاں ٹھنڈی کرے وہ مسکرا کر بولی کہ یہاں کس نے اُسے منع کیا ہی ابھی چلا جائے * یہ اپنے ہی مبتلا ہو کر یہاں آیا ہی * میں نے تھوڑا ہی اسے بلایا تھا * اختیار رکھتا ہی جہاں چاہے وہاں جائے یہ سنکر حاتم نے کہا اُٹھ کھڑا ہو * پری نے پروانگی دی وہ بولا یہ اجازت نہیں ہی ملکہ کیا کہتی ہی * دل ماندی یہ ہی کہ مجھ سے اس طرح قول کرے کہ تو خاطر جمع سے اپنے گھر جا * میں ہر ایک ہفتے میں دو تین بار رات کے وقت تیرے پاس جاؤنگی اور تجھے اپنی

چھاتیان پھٹی جاتی ہین * وے سرآہ بھر کر بولے کہ اِس کوئے مین
ہمارا یوسف ثانی گم ہوگیا ہی * اور ہمارے سب جی ڈوبے
جاتے ہین * کوئی ایسا نہین جو خدا کے واسطے اِس مین جا کر
اُسکی لاش نکال لاوے * جب مین نے یہہ کلمہ سنا بے اختیار
اپنے تئین اِس کوئے مین گرا دیا * یہان تک آپہنچا اب مین
نہین جانتا کہ اُن کا بیٹا تو ہی ہی یا کوئی اور * پر ایک آدمی کو
دیکھتا ہون یہہ سنکر اُس جوان نے کہا کہ ای بھائی وہ شخص
جو یعقوب صفت اپنی بی بی سمیت وہان تھا مین اُسی کا بیٹا
ہون * ایکدن کا ذکر ہی کہ اُس کوئے پر آنکلا * کہ یہہ رشک
زلیخا میری نظر پڑ گئی * وہ وہین اُسکے ایک جلوے پر
دامون بک گیا اور اُسکی چاہ سے باولا ہوگیا وہین بیٹھہ رہا *
یہہ پری وش بھی ہر روز اپنی جھانکی دیکھا کر چلی جاتی تھی *
لیکن مجھے اِتنی دیکھا بھالی سے تسلی نہ ہوتی تھی * آخر اُسکے
سلسلۂ محبت کی کشش نے کھینچ کر میرے تئین اُس چاہ عمیق
مین گرا دیا * پھر باد صبا کی طرح اِس گل خوبی کی ... وجہ
مین گرتا پڑتا اِس باغ میں آپہنچا یار نے اُسنے میری خستہ
حالی دیکھکر نہایت مہربانی فرمائی * اور مجھہ تشنۂ آب وصال
کو اپنے جام وصال سے سیراب کیا اب بآرام گذرتی تھی *

پھوآری دور برتھ کر گنجان درختوں میں چھپ رہا اور تماشا دیکھنے لگا * اتنے میں اتار پریوں کی اُس سرجا پرتی * تاکا کی چمن مار پر نگس * کہی یہ آدمی زاد نامحرم کہاں سے آیا پھر جاکرا۔ پریزاد سے عرض کی کہ ایک شخص آدم کی قوم سے والے درختوں میں چھپا ہوا کھڑا ہی * یہ سنتے ہی پریزاد نے اُس جوان سے کہا کہ تمہارا بھائی سدا ایک اور بھی یہاں آپہنچا اگر کہو تو تمہارے پاس لے آویں شرط مہمانداری کی بجا لاویں وہ بولا بہت بہتر مجھے بھی ا۔ پرہم جس کا کمال اشتیاق تھا الحمدللہ خدا نے پہنچ دیا * اُس پری نے اپنی دو ایک مصاحبوں سے کہا کہ جاکر تم اُسکو پاس شائستہ لے آؤ * ونے جاکر اُسی طرح لے آئیں * جب قریب تخت کے پہنچا تو پریزاد اور وہ جوان اُٹھ کھڑے ہوئے ا۔ نے پاس بٹھالیا رسمیں مہمانداری کی بجا لائی احوال پوچھنے لگی کہ تم کون ہو کیا نام ہی کہاں سے آئے ہو * حاتم بولا میں کا رہنے والا ہوں شاہ آباد سے آتا ہوں حاتم نام ہو کر جاتا ہوں نام میرا حاتم ہی * اتفاقاً اُس کوئے پر آ نکلا تعاقب سے لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا * خصوصاً اِس جوان بیر سے پاس کے حال سے بری حالت بسر ہوگئی بے اختیار اُن کے پاس جاکر پوچھا کہ تم اِس طرح کیوں نالاں رہتے ہو * جو سنے والوں کی

یہہ سنکر حاتم بولا خاطر جمع رکھو مین اپنے سر کو خدا کی راہ مین
ہتھیلی پر دھرے پھرتا ہون * یہی آرزو ہی کہ میری جان کسی
کے کام آوے عند اللہ اس کوئین مین جاکر تمہارے بیٹے کی
لاش ڈھونڈھ لاتا ہون * تم میرے آنے تک یہین منتظر
رہیو * اُنھون نے کہا ای جوان جاتے کا تو کیا ذکر ہی ہم
اپنی بود و باش یہین کرینگے * حاتم بولا ایک مہینے تک میری
راہ دیکھنا اگر آیا تو بہتر نہیں تو اپنے کاروبار مین مشغول
ہو جیو اتنی بات کہکر کوئین کو دپڑا اکئی غوطے کھائے ندان
پانون تہ کو جا لگے آنکھین کھول دین نہ کواں ہی نظر آیا نہ پانی ہی
مگر ایک میدان وسیع روشن دکھائی دیا آگے چلا پھر
ایک باغ پاکیزہ پر فضا دروازہ کھلا ہوا نظر پڑا * بے تامل
اُسکے اندر چلا گیا ہر طرف کہ پھول پھولے ہوئے دیکھے *
اور درخت خوب صورت میون سے لدے ہوئے اور وہ
باغ خوشبوؤن سے ایسا مہکتا تھا کہ اُسکا بھی دماغ معطر
ہو گیا اُسکے جی مین آیا کہ ایسی خوشبو کس پھولونکی ہی اس
امتحان کر لیئے پھر ایک تختے کی طرف آتا جاتا تھا * کہ ایک
جماعت پریزادونکی کسی جگہہ بیٹھی ہوئی دکھلائی دی اور ایک
تخت مرصع پر ایک جوان خوش رو بھی بیٹھا نظر آیا * حاتم

اور دستان ڈال کر ڈھونڈھتے ہیں پر لاش اسکی نہیں
ملتی معلوم نہیں کہ اس میں کیا بلا تھی جو اسے تحت الثرا میں
لیگئی یا پانی ہی میں بہ آیا ہو* پر ایسے ہاتھ لگا کوئی ایسے جان کے
خطرے سے آمر بانچھی نہیں سارا اسکے بیچ اڑ دہا ہو آور نگل
جاوے* یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اسکے ماں باپ کر سان پھاڑتے
سر میں خاک ڈالے وہاں آپہونچے* اور کوئی بر شتہ کرا ایسے
ورد سے رو دئے کہ بے دید رہوا کے بھی دریا در کر ڈبکے لیکہ
پتھرون کے جگر بھی پانی ہو گئے * غرض یہ حالت دیکھ کر
عالم کا بھی دل بھر آیا * آب دیدہ ہو کر سمجھانے لگا کہ
خواہش الہی سے چارہ نہیں صبر و شکر کرنا چاہیے * دے
بولے کہ اے جوان تو سچ کہتا ہے لیکن جو اسکی لاش بھی ہاتھ
آوے تو دفن کر کے اسکی قبر ہی سے اپنے دل سے تاسے
کو تھوڑی بہت تسلی دیں اور صبر کریں * کیونکہ موئے ہوئے کی
ایسی ہی نشانی بہت ایسی جاتی ہر ایک کی بہت کر تہیں*
بلکہ ہزاروں روپئے بھی دینے کو موجود ہیں لیکن کوئی ہمارے
حال زار پر رحم نہیں کرتا اور نہیں اترتا * آج یہ ارادہ ہی کہ
اپنے تئیں اس کوئے میں ڈالیں * اور اسکی لاش تلاش کر کے
نکالیں* دوسرے کو کیا غرض ہی جو پرائے واسطے اپنی جان کھووے

اوس کہو نکر نہا تے ہین * لازم ہی کہ اس کا احوال اور اُسکی بنیاد کا تحقیق کر کر آو * حاتم نے کہا اتنی جانتی ہو کہ وہ کدھر ہی حسن بانو بولی دکھن اور پچھم کے کو نے مین پر اُسکی پیدا ئش نہین معلوم * اور یہہ بھی نہین جانتی کہ کس سر د سے مین ہی * یہہ بات سنکر حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا * اور مہمان سرا ئے مین آیا * منیر شامی کی بہت تسلی اور دلداری کی * اور کہا انشاءالله تعالی اس کا سفر کر آؤن تو تیری معشوقہ کو تجھہ سے ملاؤن اپنے قول سے سچا ہون یہہ کہکر منیر شامی سے رخصت ہوا *

* ساتوان سوال حمام باد گرد کی خبر لانیکا *
* منیر شامی اور حسن بانوکی باہر جانے *
* اور حاتم کی اپنے گھر آنیکے احوال مین *

جب حاتم شہر سے نکلا دکھن کی راہ لی * چند روز کے بعد ایک شہر کے قریب جا پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک کو ئے کے گرد بہت سے زن و مرد اکھٹے ہین * پوچھا اُسنے کہ ایسا ہجوم اور ایسی دھوم کیونکر رکھی ہی کسی نے کہا ای عزیز یہان کے حاکم کا بیٹا اِس کوئے پر دیوانہ ہوکر بیٹھہ رہا تھا * آج تیسرا دن ہی کہ اُسنے اپنے تئین اِسی مین گرا دیا * ہرچند ہم اِسمین کانٹے

جوان پھر صحیح و سلامت آن پہنچا اسے بدستور اندر داخل کر کر
اندر بلا لیا اور ایک طلائی کرسی پر بٹھلایا حاتم نے الجھ بات کی
پیچھے ہی دلیماں سے اس موتی کو نکال کر لوگوں کو دکھلایا
پھر اس میں رکھہ لیا اور سرگذشت ساری بیان کی پھر نکال کر
حسن بانو کو دیا وہ ماہ سیما شاد ہوئی اور حاتم کی پر آفریں
و تحسین کرنے لگی اتنے میں حاتم اٹھہ کھڑا ہوا اسے رخصت
ہو کر مہمان سرا میں آیا * اور منیر شامی سے بالا ساتمام ماجرا
کہہ سنایا * پھر اسکا ہاتھہ اپنے ہاتھہ میں لے کر کہنے لگا کہ
اے عزیز ہو خاطر جمع رکھہ وصال یار نزدیک ہی * ایک
سوال رہ گیا ہی * انشاء اللہ تعالی اسکو بھی پورا کرتا ہوں
منیر شامی یہہ سنکر بے اختیار حاتم کے پانو پر گر پڑا * اسے اٹھا کر
گلے لگا لیا * غرض دونوں بیٹھے * سات روز تک باہم رہے *
حاتم نے دیکھا ماندگی بدن کی بالکل رفع ہوئی * آٹھویں
دن پوشاک بدل حسن بانو کے دروازے پر آیا *
چوبداروں نے خبر کی * اسے بدستور اندر لاکر کرسی مرصع پر
بٹھایا * حاتم نے کہا اب ساتواں سوال بیان کیجئے * حسن بانو
بولی حمام بادگرد کی خبر لا دو * کیونکہ حمام کو گردش سے کیا کام *
مگر سنا ہی کہ وہ چکی کی طرح پھرتا ہی * پھر اس میں

تا مجھی الحمد للہ یہہ جیتا جاگتا خدا کے فضل سے اور تمھاری
دولت سے آملا پھر مہر آور شاہ کو لشکر سمیت ایک باغ مین اُتارا
چالیس روز تک مجلس نشاط و عیش گرم رکھی غرض حق حقوق
مہمانداری کے بجا لایا کتالیسوین دن شہزادہ مہر آور
نے حاتم اور شمس بادشاہ سے رخصت چاہی اپنے ملک
کی راہ لی * بعد اُسکے بادشاہ نے حاتم سے کہا اے یمن کے
شہزادے تو نے بہت سی راہ کی مشقت سفر کی مصیبت
کھینچی ہی اب بھی تیرا ملک دور ہی لیکن خاطر جمع رکھہ کہ
ایک دم مین تجھے تیرے شہر مین پہنچا دیتا ہون یہہ کہکر کئی
پریزادون سے فرمایا کہ ابھی شہزادہ حاتم کو اُڑن کھٹولے
پر بٹھا کر یمن مین پہنچا دو حاتم نے کہا مجھکو یمن سے کچھ کام نہین
بلکہ شاہ آباد کو جانا منظور ہی * یہہ فرمائیے کہ وہین پہنچا دین.
پریزادون نے وہین اُسکو کھٹولے پر بٹھالا کر شاہ آباد کا
رستہ لیا * راتون دن چلے گئے * جب ماندے ہوتے کسی
دلکش جگہہ اُتر پڑتے جسقدر دم لیکر پھر اُڑتے اسی
طرح سے بعد ایک مہینے کے نواح شہر مین جا پہنچے حاتم نے
اپنی [illegible] لکھہ کر پریزادون کو دی اور رخصت کیا * آپ
شہر مین داخل ہوا * لوگون نے حسن بانو کو خبر پہنچائی کہ وہ

دونوں کو خبر پہنچی لہ بیرزادوں کا لشکر آ پہنچا ہی * وہ بھی جمع ہو کر سرراہ آپر ے مہرآور نے ایک پیرزادکو لکھا کہ ای عزیز ہم دونوں حضرت سلیمان کے خانہ زاد ہیں ہمارا قصد تم سے لڑنے کا نہیں ہی تم ہمارے مقابل کیوں ہوئے ہو ہم شمس بادشاہ کی مبارکباد کرنے واسطے جاتے ہیں کہ اُسنے بعد مدت کے عقدہ حدا سے نجات پائی ہی اُنھوں نے کہلا بھیجا کہ ہمکو بھی تم سے لڑنے کا ارادہ نہیں ہی صرف ملاقات کو آئے ہیں * غرض اُنکے سرداروں کو بلا کر ملاقات کی * حاتم کو ایک کوے میں چھپا رکھا پھر اُن کو انواع واقسام کے کھانے کھلا کر طرح طرح کی شرابیں پلا کر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہوا * چند روز میں دیو کی سرحد سے نکلا * شمس بادشاہ کو خبر پہنچی کہ حاتم اور مہرآور آپ کی ملاقات کو آتے ہیں یہ سنکر وہ بھی اپنا لشکر ہمراہ لیکر اُنکے استقبال کے لیئے چلا * اثناء راہ میں باہم ملاقات ہوئی خوش ہو ہو کر بغل گیر ہوئے تمام ماجرا حاتم نے اسا اور مہرآور کا بیان کیا شمس بادشاہ نے سنکر مہرآور کی بہت سی معذرت کی * اور کہا کہ یہ احسان تمہارا مجھ پر ہی جو اس جوان کو صحیح و سلامت مجھ تک پہنچایا * میں رات دن اسکے لیئے غمگین رہتا تھا بلکہ زندگانی مختصر

ہین بانو آیا حاتم کی جو ہیں نگاہ اُس پر پڑی بول اُٹھا کہ یہہ میری
بہن ہی اسکو میں نے شہزادۂ مہرآور کو دیا یہہ اُسی کے
لائق ہے چاہیے کہ تم بھی اپنی رسم کے موافق اِن دونوں کی
شادی کردو* اور موتی مجھے بخشو کہ میں حسن بانو کو دون ماہیار
ماہیار نے مجلس نشاط کا حکم کیا اور لڑکی کو اپنے دستور
و قاعدے کے موافق مہرآور کے ساتھ بیاہ دیا* الحمد للہ کہ
عاشق و معشوق اپنی اپنی مراد کو پہنچے* بعد ایک مہینے کے
دونوں شہزادے شہزادی سمیت بادشاہ سے رخصت ہو کر
چند روز میں اُسی دریا کنارے پر پھر آئے حاتم نے کہا بھائی
یہان سے تم اپنے ملک میں سدھارو میں اپنے شہر کو جاتا ہون *
مہرآور بولا بھائی جان یہہ بات مروت سے بہت دور ہے جو
ایسے مکان خطرناک میں تجھے اِس وقت تنہا چھوڑون اور
آپ اِس جاہ و حشم سے گھر کی راہ لوں* ارادہ میرا یہہ
ہے کہ ایسی تجمل سے تجھکو شمس بادشاہ تک پہنچاؤں آپ
بھی اُس سے ملاقات کروں* پھر اپنے لشکر کو فرمایا جلد سرانجام
تیار کریں اور زنانی سواریوں سمیت پار اُتریں یہہ کہہ کر حاتم
اور آپ بعد اسکے گھوڑوں پر سوار ہوئے رستہ پکڑا چند روز
میں دریا سے قہرمان کے پار ہوئے اور ایک جنگل میں اُترے

مانگا * حاتم بولا میں نے چاہی کہ آپ کی سرکار میں ہی مرحمت کریں تو میں اپنی مراد کو پہنچوں * بادشاہ نے فرمایا اگر تو سری ایک شرط بجا لاوے تو موتی کے ساتھ اپنی بیٹی بھی دوں * حاتم نے سر نیچا کیا بعد ایک ساعت کے اُٹھا کر التماس کیا * مجھکو تو موتی ہی درکار ہے صاحبزادی کے آپ مختار ہیں * جسے چاہیں اُسے دیں * بادشاہ نے فرمایا جب تو اُسکی پیدائش کا احوال بیان کریگا موتی اور لڑکی تیرے حوالے کرونگا * پھر میرا اختیار ہے جسے چاہو اُسے دیجو * حاتم نے پھر عرض کی کہ پہر آدھ پہر دن ہے کو باہوا اچھیئے * اُسنے وہیں بلوا لیا کلیجے لگا کر ایک کرسی پر اُسکو بیٹھنے سنتھلا باسن حاتم رخصت ہو کر اُس موتی کی پیدائش کا احوال کہنا شروع کیا بادشاہ بار بار شاباش سر ہلانے لگا * غرض جو کچھ اُسنے مرد سے سنا تھا تمام و کمال کہہ سنایا * بادشاہ سنتے ہی واہ واہ کر کے تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا * اور محل میں جا کر موتی لے آیا پھر ارشاد کیا کہ بادشاہزادی کو داس دائیں بیاہ کی ساری کریں حاتم موتی کو دیکھکر بہت خوش ہوا * بعد اسکے بہت سے اچھے گھوڑے جڑاؤ ساز و یراق سے منگوائے اور شاہزادی کو ساتھ کئی سہیلیاں جو سن بلوغ کو پہنچی تھیں اور تمام چیزیں جو لاک محبت کا مالک

ہی یہہ سنکر اُسنے شہزادہ مہرآور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت
سے یہان ڈیرا کرین بادشاہ سے بخوبی ملاقات ہوگی * اپنے بادشاہ کو
اِس مضمون کی عرضی بھیجی * فرمایا جو یہہ ارادہ ہی تو اپنے
ساتھہ بعزت تمام لے آو * ایک مکان بہت تکلف مین اُتارو *
غرض حاتم اور مہرآور چند مصاحب اور تھوڑے سے لوگون سمیت
شہر مین داخل ہوئے * لشکر کو قریب شہر کے کسی باغ مین
اُترنے کا حکم کیا پھر ماہیار سلیمانی نے ایک امیر کو مہرآور کے
پاس بھیجا کہ آپ اپنے کیون تشریف نہ لائے ہمین اُسنے
کہا کہ شاہزادہ یمن کو آپکے قدم دیکھنے کی نہایت آرزو
ہی * چنانچہ مین اُسکو لے آیا ہون وہ بہت خوش گو و خوش رو
ہی * آپ دیکھکر کمال محظوظ ہو گئے یہہ سنکر بادشاہ نے پہلے
تو مہمانی بھیجی * دوسرے روز حاتم کو بلوا کر ایک طرف کرسی پر
بٹھلایا مہربانی سے پوچھا * کہ اِس ملک مین تم کس ارادے
سے آئے ہو اور کیونکر یہان تک پہنچے * حاتم نے کہا خداے کریم
ہی ہر طرح سے اُسنے ہمین پہنچایا پھر مرغابی کے انڈا جو حسن
بانو نے اُسے موتی کا نمونہ دیا تھا اُسکے آگے رکھہ دیا * اور یہہ
کہا مطلب یہہ ہی اگر اُسکی جوڑ کا موتی حضور سے عنایت ہو
تو عجب الطاف ہی * ماہیار نے کہا دوسرا اُسکا کہان ہی

اپنے گناہ پھرو؟ دونوں باغ سے باہر آئے * حاتم نے دیکھا
کہ ایک لشکر عظیم الشان اُترا ہوا ہی اور ایک بارگاہ شاہانہ
کھڑی ہی پوچھا کہ یہ بارگاہ لشکر کس کا ہی * مہرآور نے
کہا کہ آپ ہی کا ہی پھر اُسے اُسکا ہاتھ پکڑ سرا پچے کے اندر
لے گیا اور تخت مرصع پر بٹھا با خاصہ باور ما یا * حاتم نے بعد
ایک مدت کے جو انواع اقسام کے کھانے دیکھے رغبت
تمام نوش جان کیئے * پھر طائفوں کو یاد کیا ناچ ہو نے لگا *
غرض تمام رات عیش عشرت سے کاٹی * صبح ہو نے ہی کوچ
کا نقارہ کیا سوار ہوئے * یہ خبر مرد برزخ کے بادشاہ کو پہنچی
کہ ہر براورد کا لشکر بے شمار قریب آپہنچا ہی پر مطلب اُن کے
آنے کا معلوم نہیں وہ اُسے غضب ہو کر ایک سردار کے ساتھ
کئی ہزار سپاہ کر کے فرمایا کہ جلد جا کر اُن کی راہ بند کرو آگے
نہ آنے پائیں * وہ لشکر حسب حکم راہ اُتر پر آ گئی دن کے
بعد جو دیکھے وہاں جا پہنچے دیکھا کہ لشکر عظیم راہ روکے ہوئے
پڑا ہی * رک رہے آپسے میں خبر پہنچی کہ بادشاہ سپاہ کو
تم سے لڑنے کو فوج بھیجی ہی * شہزادہ نے ایک مرد معقول
اُس سردار کے پاس بھیجا * کہ ہم لڑنے کے ارادے سے نہیں
آئے ہیں بلکہ تمہارے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو نے کی آرزو

قریب چھوڑ آیا ہون * عجب آدمی ہی کہ زبان دیو پری کی
بھی جانتا ہی * اُنھون نے پوچھا پھر تیرے آنے کا موجب
کیا ہی * اُسنے التماس کیا ارادہ غلام کا یہہ ہی کہ لاو لشکر
ساتھ لیکر مانند بادشاہون کے شہر مین داخل ہون * بادشاہ
نے سنتے ہی کئی ہزار پریزاد سواری کے اسباب سمیت
ساتھ کر دیا * شہزادہ اُسی گھڑی روانہ ہوا * وہ جسوقت
وہان جا پہنچا لشکر کو دریا کنارے چھوڑا * حاتم کے مکان پر آیا
اُسکو جو نہ پایا حیران ہوا کہ کیا اُسنے وعدہ خلافی کی جو پہلے چلا
گیا * اِتنے مین حاتم کے گھوڑے کو جو دیکھا کر پہچانا کہ
وہی گھوڑا ہی * پھر پریزادون کو کہا کہ اِس باغ مین جاکر اُسکو
ڈھونڈو وہین وہ سب باغ مین آکر تلاش کرنے لگے * اِتنے مین
کسی پریزاد کی نظر حاتم پر جا پڑی کہ ایک جوان خوش رو ایک
درخت کے تلے بیٹھا تماشا دیکھتا ہی * وہ اُلٹے پانو پھرا اور
یہہ احوال شہزادے سے عرض کیا کہ مین ایک آدمی کو بیٹھے
دیکھہ آیا ہون خدا جانے وہی ہی یا کوئی اور * جلد اُٹھہ
کھڑا ہوا ننگے پانو اُٹھا وہان چلا گیا * دیکھتا کیا ہی کہ حاتم سر جھکائے
متفکر بیٹھا ہی * پکارا ای بھائی سر اُٹھا کس سوچ مین ہی حاتم
نے جو آنکھہ اُٹھا کر دیکھا تو مہر آور ہی * اُٹھہ کر گلے ملے

تو یہ ہی کہ اپنے س کی بھی صورت نہ تھی خدا کسی کافر کی مثل
یہ حالت نہ پہنچاوے * مالکہ کسی ستر کو یہ دکھ نہ دکھلاوے
لیکن طالع مبارک ۔ تھہ کہ ایک آدم زاد یمنی حاتم نام
شاہ آباد سے تلاش میں اُس موتی کے جو مرغابی کے انڈے
برابر ہی نکلا تھا جاتے جنگل میں صحرا سے ملا * حقیقت میں
اپنا احوال اُسسے بیان کیا * اُسنے مجھے قول دیا کہ جس
وقت وہ موتی میسر ہو ہاتھ لگے کا تاجدار ساسانی کی بیٹی تیرے
حوالے کر دونگا * اس بات کو سنکر اُسکے ماں باپ ہنس
پڑے اور کہنے لگے کہ اب تک ناداں اور شاہزادے لڑکوں کی
طرح تجھہ سے نہیں گئی * پر اور جو اُسکے تجھہ کو بیان کرتی ہیں
تیرے آدمی بیدار ہو کر کیا عالم ہی جو اُسکا احوال اظہار کرنگا * اور
تاجدار ساسانی سے شہید برا ہوگا * شہزادے نے پھر عرض
کی کہ وہ ایسا ویسا نہیں ہی جس کا نام شاہزادہ ہی * عقل و
ہنر میں جن و پری سے بھی زیادہ ہی * ایک ترد کے جو آ کے
رکھدیئے اُس موتی کی اُسنے بیان کرکے بشارت دی
ہی * جانکہ جو کچھ تاجدار ساسانی کی زبانی میں نے سنا تھا اُسنے میرے
سامنے مفصل ظاہر کیا مجھکو یقین ہوا ہی کہ اُس موتی کا احوال
وہ ٹھیک ٹھیک جانتا ہی * بالفعل میں اُسے جو بدہ برآح

بھوں بھان کہا نہ لگا* بعد فراغت کے پانی پیا اور خدا کا شکر
کر سو رہا اسی صورت سے کئی دن کاٹے ایکدن جنگل میں سیر
کرتا پھرتا تھا کہ سامنے سے دروازہ کھلا ہوا ایک باغ کا دکھائی
دیا* اُسکے اندر چلا گیا* کیا دیکھتا ہے کہ درخت میوہ دار ہر ہر
قسم کے میووں سے لدرہے ہیں اور پھولوں کے پھول رہے
ہیں نہایت محظوظ ہوا اسنے رہنا وہیں اختیار کیا گھوڑا ایسا
وفادار تھا کہ دن بھر چراگاہ میں دریا کنارے چرتا پھرتا رات
کے وقت اُسی باغ میں آرہتا غرض اُسی طرح سے ایک اٹھوارا
آخر ہوا* اور شہزادہ مہرآور جو اپنے جزیرے میں پہنچا پریزاد
پہچان کر پانو پر گر پڑے سرفراز ہوئے شہزادہ بعضو کو تسلی دے
کنوں کو گلے لگا باپ کے پاس گیا* آداب بجا لاکر قدم بوس
ہوا اُنھوں نے چھاتی سے لگا کر احوال پوچھا کہ تو تو لشکرو
جرنیلوں سمیت جزیرہ برزخ کو گیا تھا پھر اُنسے کیونکر جدا
ہوکر کس گوشے میں جا چھپا کہ فوج تجھے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
تھک تھک کر ہو گئی ایک عمر ڈھونڈھا کی آخر ناچار ہو کر پھر آئی*
بارے یہ کہہ تیری مراد ملی ماہ یار کی بیٹی ہاتھ لگی شہزادے نے
سر نیچا کر کے عرض کی کہ غلام نے جو آپ کا کہنا نہ مانا اسکے
عوض بہت سی ایذائیں کھینچیں مہینوں اوقات آہ و زاری میں کاٹی سچ

کہا وہ شہر یہاں سے کتنی دور ہوگا * بولا دس روز کی راہ *
پھر اُسنے کہا تو بیٹھے کیوں ہو چلے چلو * مہرآور نے التماس کیا
ایک بات کہوں اگر تم مانو * حاتم بولا سر و چشم فرمایئے
تب مہرآور نے کہا میرا ملک یہاں سے نزدیک ہی چاہتا ہوں
کہ جا کر لشکر لے آؤں تاکہ ہم تم کروفر سے شہر میں داخل ہوں
حاتم نے کہا ای عزیز ہم کچھ تیار سامانی سے لڑنے نہیں آئے
ہیں جو لاؤ لشکر چاہیئے سنکر وہ بولا میری یہ غرض نہیں * بلکہ
اس واسطے کہتا ہوں کہ حالت غربت میں جو پہنچیگے تو کسی
پرواہ نہ ہو ہماری خبر نہ لیگا * اور جو اس ٹھاٹھ سے جائینگے تو
ہمارے پہنچنے کے پہلے ہی اُسکا احوال معلوم ہوگا * تم گھبراوگے
نہیں میں ایک ہفتے میں آ پہنچتا ہوں اُسنے کہا میں تنہا یہاں رہوں *
وہ بولا کیا مضائقہ * کیونکہ یہاں کوئی مفسد اور ڈاکو نام کو
نہیں * حاتم نے کہا خدا حافظ و ناصر * مہرآور روانہ ہوا ہوگا *
تب حاتم کی نظروں سے غائب ہوگیا حاتم نے مہرہ نکال کر
جلائی اُسکی راکھ پانی میں گھول کر پیا بدن ترسی جیسا تھا ویسا ہی
ہوا پھر تیر و کمان لے کر ایک بارہ سنگا شکار کر لایا اُسے
صاف کر اچھے اچھے گوشت کے کباب لون مرچ لگا سیخوں
پر چڑھا دئیے * پھر وہاں سے آگے جھاڑ کر ٹیاں جلا کر اُن کو

کروائے۔ ہاں تمہارا تمام عمر مجھے سر رہیگا شہزادہ اٹھکر بغل گیر
ہوا اور اپنے طویلہ میں لے آیا کہ سب گھوڑے بے حاضر
ہیں قصہ مختصر دو گھوڑے چالاک اُڑن تختکر مہر آور
کر حوالہ کئے شہزادہ دونوں گھوڑوں سمیت طرفۃ العین
میں آ پہنچا اور کہا اٹھو جلد سوار ہو حاتم وہیں ایک گھوڑے پر
چڑھ بیٹھا دوسرے پر یہ سوار ہو کہنے لگا خبردار اسکی باگ
نچھوڑ دیجیو اٹھائے رہیو غرض وہ اُن دونوں کو کتا کر ہوا ہو
گئے * بعد کئی دن کے بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی * برزاد
نے کہا میرے پاس تھوڑا سا میوہ اور ایک صراحی پانی کی
موجود ہے جو کھا پی لو * حاتم نے لیکر دو چار دانے میوے
کے کھائے دو تین گھونٹ پانی کے پئے قدرے توانائی آئی
پھر مستعد ہو بیٹھا بعد چند روز کے کنارہ نظر آیا برزاد نے کہا
بھائی اب باگ ڈال دو گھوڑے زمین پر اُترے * حاتم
نے کہا ای مہر آور ہمنے سنا ہے کہ جزیرہ برزخ دریا کے
درمیان ہے * وہ بولا ابتدا اس جزیرے کی یہیں سے ہے *
جہاں ہم تم بیٹھے ہیں مت گمان کرو کہ دریا سے قہرمان سے
پار ہو گئے ہیں * بلکہ اُسکا دوسرا کنارہ نہیں ہے ایک بھی
تا نوے کئی جزیرے ہیں اس میں اور بھی بہت ہیں * حاتم

بھائی اس دریا کے پار کس طرح جا سکے گے اور اُسکی لہروں کے
صدمے ہم سے ناتواں کیونکر اُٹھا سکے گے * مہر آور بولا سچ ہی
طیر پرند کی بھی مجال نہیں کہ سات دن کے عرصے میں اسکے
اُس کنارے پر پہنچے * چنانچہ میں پر برباد ہو کر یہ جرات نہیں کر
سکتا تیرے تو حق اطرف ہی بہت مگر حاتم نے کہا مجھکو
ہمیں ہر طرح کے خطرے میں جانا ہی * وہ بولا اگر چند روز
یہاں ٹھہرو تو میں اس دریا سے اُترنے کی تدبیر کروں اُسنے
کہا بہت اچھا پھر مہر آور بولا کہ یہاں سے کئی کوس پر پردہ نادران
ہی * وہاں کی بادشاہت شہنشاہ پر برباد کرتا ہی * اُسکے پاس
دریائی گھوڑے اچھے اچھے مبارک اور اُڑنے ہیں * چاہتا ہوں
کہ اُسکے پاس جاکر دو گھوڑے مانگ لے آؤں * حاتم نے کہا مبارک *
وہ وہیں اُڑ کر رات سے وہاں جا پہنچا * اُس بادشاہ سے ملا *
پوچھا اُسنے آپ کس کر آنے کا سبب کہا ہی فرمائیے * مہر آور نے
کہا مجھکو دو گھوڑے ضرور ہیں اگر مرحمت کرو تو بڑی بات
ہی * وہ پھر پوچھنے لگا کہ تم کہاں سے آئے ہو کہا پردہ ناوان سے *
بادشاہ بولا میں تجھے پہچانتا ہوں اعلیٰ ہی کہ تو مہر آور شہر
طاماں کا ہی * اکیلے آنے کا کیا سبب اُسنے کہا سچ کہتے ہو لیکن میں
ایک بلا میں گرفتار ہوں اُس لئے عرض ہے لاچار ہوں اُسی مدد

انھون نے کہا کہ تم کس بردے سے کہو سچ کہو حاتم بولا تمنے
نہین سنا کہ ایک آدمی برزخ کے جزیرے کو جاتا تھا اُسکی خاطر سے
شمس بادشاہ نے مقربون کو جلا دیا * اور ملک اُسکا
چھین لیا * لازم ہے کہ تم اُسکو تلاش کر کے اپنے بادشاہ پاس
لیجاؤ دیون نے پھر پوچھا یہہ بریزاد کس بردے کا ہے * حاتم
نے کہا بردہ طوفان کا ہے یہی خبر لئے جاتا ہے * کہ شمس بادشاہ
پیدا ہوا اور مقربون کو مار کر اُسنے ملک اُسکا لے لیا ہے *
یہہ سنکر دیو بولے تم آرام کرو ہم اُسے ڈھونڈھنے جاتے
ہین * غرض اُنکو رستہ بتا کر آپ نے راہ لی * بعد تین روز کے
ایک دریا پر جا پہنچے * مہر آور نے کہا کہ دریا ہے قہرمان یہی
ہے حاتم دیکھا کہ اُسکا کنارہ اُدھر کا نظر نہین آتا * موجین آسمان کو
پہنچتی ہین آبی جانور یعنے ہاتھی اونٹ گھوڑے بیاں گھریال
مگر اُدھر کے کنارے سے اکثر لوگ تیر رہے ہین * لطیفین قازین
بانکہ ہر طرف ہم کر جانور ہاتھی سے بھی بڑے بڑے پھرتے ہین
ہین اور ہزارون پرند سے جو پتنگ بہا تارون یا بون پر کھڑیال
گلیانین کر رہے ہین یہہ قدرت الہی دیکھکر اور بھی قایل ہوا * کہ سچ
ہے تیری صفت کو عقل کی کیا تاب جو بیان سکے اور خیال کی کیا
مجال جو اُسکی کنہ کو پہنچ سکے * پھر گھبرا کر مہر آور سے کہنے لگا

میں سے ایک اُنکے سرہا ر آپہچا * دیکھا اُسنے کہ ایک
دیو اور پری راد پاس پاس سو رہیں اُسنے جاکر اور دیوں
سے حرکی مت د ر آئے یو دیکھکر آپس میں کہنے لگے * کہ اِنکو
اپنے بادشاہ کے پاس لے چلا چاہئے اُنھوں میں سے ایک نے
کہا ای یاروان بیچاروں کو ایذا دیا کیا ضرور رہی * یہہ
ہماری قوم سے نہیں ہیں اور نہ کچھ اُنھوں نے تقصیر کی ہی
شاید اور کسی پرد ر کر ہیں کچھ کام کو جاتے ہیں رات کا
وقت دیکھکر سو رہے ہیں لیکن یہ پریزادی الہی جاگتا تھا
اُنکی پاس اِسے سی * پھر دیوں نے کہا کہ اِنکو جگاکر
پوچھا چاہئے شاید پرد ر سے سرخ کے ہوں * وہیں کے
ایک دیو نے کہا تاامرس دہیں کر ہوں تو تمہیں کیا * دوسرا
بولا بادشاہ ملوک ایکدن کہتا تھا کہ بہت دنوں سے پردہ درخ
کی کچھ خبر نہیں معلوم مگر مجھے اُسکا ڈر نہیں جو اسی بات کہتا
ہی اگر یہہ بات جاکر کوئی بادشاہ سے کہدے کہ ایک دیو اور
پریزاد کسی پرد ر کے یہاں سوتے ہیں لے
دیکھکر حضور میں خبر نہ پہنچائی اُسو - تو کیا جواب دیگا اور ہمارا
کیا احوال ہوگا آخر دوں کو جگادیا * جاگ نے دیوں کو دیکھکر
اُنھین کی بولی میں کہا تم کیوں ہوگا یا کیا کام ہی *

مہرآور ہیں جو شاہ آباد سے نکلا تھا متفکر ہوا کہ ایسا موتی کس دریا مین ہوتا ہی اور مین کیونکر پاوُنگا غرض تھکر کر ایک درخت کے تلے سر بزانو بیٹھ گیا کہ ایک جوڑا خوش رنگ جانورونکا بھی اُسی درخت پر آ بیٹھا * مادہ نے کہا تو اُس جنگل کی آفت و ہوا کو پسند کر کے اُسنے برا کہا * پھر دریا کے قہرمان کا ماجرا بیان کرکے میرا احوال پوچھا کہ کون ہی جو اِس صورت سے غمگین بیٹھا ہی اُسنے میری سرگذشت اور پیدایش اُن موتیون کی * حقیقت اُن جانورون کی مانند ہو کی جنکے یہہ انڈے ہیں بیان کی * اور مجھ اپنے پر ڈینے * اور مفصل احوال ماہیار سیاہ کے روبرو کہو نگا تو دن لیجیو * حاصل یہہ ہی کہ حاتم نے سارا ماجرا اُس سے کہہ کہا * اِس واسطے کہ مبادا یہہ آگے چلا جائے اساکام کر کے مین محروم رہ جاون * غرض مہرآور کی اِتنے ہی احوال سے خاطرجمع ہو گئی کہ میرا کام بھی اِسی کی مدد سے ہوگا یہہ باتین آپس مین کر کے مہرآور تو آسمان کی طرف ہوا ہوا * حاتم آگے چلا غرض رات کو تو ایک جا رہتے صبح کو اپنے طور پر راہی ہوتے تھے ایک رات کا ذکر ہی کہ ایک سوہانی سی جگہہ میں دونون سو گئے تھے کہ ساتھ کے نماز کر دیوون

پھر تو وہ لگا ہر حال میں شہر اشر تک رہو لگا بداں حاتم کہتو نے
سے اُس پری زاد چار دن کو رخصت کیا پھر مہر آور سے کہا کہ مجھ کو
یہ منظور نہیں جو میرے باعث سے تجھ کو کچھ ایذا پہنچے * لیکن
اسباب درماندت کیا چاہتا ہوں کہ اس جنگل سے گذار آپکو کہ ہو
اُسنے کہا آپ کہ لو پر یا او بھی اُس طرف نکلنے کا سکیے تم کسو کہ
یہاں کے دیو اُن کو ستاتے تم تاکہ جان کے خواہاں ہو ت
پھر * چنانچہ ایک دن پری زاد بہت سے جمع ہو کر دیووں
سے لڑے * طرفین کے ہزاروں ہی مارے پریزادے مرد آزار
اور انداز بہت ہوئے تہیں * حاتم نے کہا اگر میں دیووں کو اس جنگل
سے جانوں تو کسو طرح راہ طے کرے * مہر آذر بولا میں تمام دن
ہوا میں اُڑ کے گا رات پر ہے یہ رہتا ہوں تو مرے گا اُس پر تو دیگا *
تب حاتم رہا اور گالال سرخ کر جلایا اور پانی میں اُسکو ڈال کر
گھول کر اپنے بدن پر ملی وہیں دیو کی صورت ہو گیا * جنگل کے
ہر بد در بدی بھاگنے لگے * غرض تمام دن چلا شام کو جہاں رہ جاتا
وہیں مہر آور بھی آ جاتا ایک دن مہر آور نے پوچھا ای حاتم
یہ پر کس جانور کے ہیں * اُسنے کہا اُن کے جن سے اس موتی
کے پیدا ہونے کی خاصیت اور حسن صورت ہے ایک موتی
مہرور کے ہاتھ لگا تھا اُسکی کیفیت بس گئی تھی اور کہا ای

لگایا کھانا تو ایک طرف * اُسنے فرمایا تم دیو ہو تجھپر ہرگز
باور نہیں آتا * یہانتک تو ذکر یہہ ہے اور وہ پری زاد حاتم سمیت
جب دوریا سے قہرمان پر پہنچے اتفاقا مہاکال کا ایک دیو بھی
اُنکے جزیرے مین گیا تھا اُنکو پہچان کر اُتر پڑا * چاہتا تھا کہ
حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اُڑا لیجاے وہین شہزادہ مہرآور نے
ایک ایسی تلوار ماری کہ اُسکا ہاتھ شانے سے جدا ہو کر
گر پڑا اور وہ یہہ کہتا ہوا بھاگا بھاگا گیا اے پری زاد تمنے آدمی کی
خاطر میرے ہاتھ مین تلوار ماری * ابھی اپنے سردار سے کہکر
دیوون کو خبر کرتا ہون * کہ کئی پری زاد آدمی کو لئے جاتے
ہیں دیکھو تو کیسا بدلا لیتا ہون مہرآور نے یہہ سنکر کہا کہ تو کس
پہر دیو کا رہنے والا ہی * وہ بولا مین مہاکال کے دیوون مین
سے ہون * شہزادے نے فرمایا جا اپنے مہاکال سے کہہ کہ
مین اس آدمی کو لئے جاتا ہون خبردار رہ * اگر اودھر سے پھر دیکھونگا
تو تیرے شہر کو تاخت و تاراج کرکے خاک سیاہ کر دونگا *
یہہ سنکر وہ دیو ہوا ہو گیا * پھر اُنکو بھی پریزاد بدستور لے
اُڑے * اتنے مین قریب ایک جنگل کے جا پہنچے * وہان
حاتم سے کہنے لگے کہ یہان ہماری حد تمام ہوئی آگے نہین جا سکتے
ہمکو رخصت کرو * مہرآور بولا اے جوان مین تیرا احسان ہاتھ

مہ جو آدھی رات گئے باغ کے دروازہ مقفل کر پاسبان
پلنگ بچھا کر سو رہے * پر یہ کوئی نہ سمجھا کہ پھر آدھ چار فرشتے
لئے جان نکلنے کی گھات میں لگ رہا ہے * القصہ دیووں کو
غافل پا کر حاتم کو کھٹولے پر اٹھا کر آسمان کی طرف ہوا ہوا *
سورج نکلتے نکلتے باغ سے سو کوس پر نکل گئے * جب دن چڑھا
ایک محفوظ جگہ دیکھ کر اتر پڑے * کچھ تماشہ کر کر سو رہے
دیووں کو جو اس بات سے خبر ہوئی کہ قیدی کو کوئی لے گیا
ہی * خاطر جمع سے باہر نکلے چوکی دینا کیا اور وے رات دن
چلے گئے جہاں جوت جگاتے نظر پڑتی وہاں اتر قدم لے کر
پھرتے جو کر چل نکلے * جب وہ بھی گذر گئے مہاکال نے کہا کہ
دوسری رات جن آدمی کو ڈھونڈتے گئے تھے انہیں اسے لے آؤ *
وہیں کئی دیو اس باغ میں آئے اور انکو نہ پایا * مہاکال
سے جا کر پھر عرض کی کہ وہ آدمی وہاں نہیں ہیں وہ غصے ہو کر
آپ ہی اس باغ میں جو آیا دیکھا تو واقعی نہیں ہیں * پھر تو
دیووں پر بہت جھنجھلایا کہ ایک جاسوس مقرر رکھیں جو
انکو کھاتا ہے دیکھو تو کیا مزا چکھاتا ہوں یہ کہکر کئی دیووں
سے کہا کہ ان کو بند کر کے جوتے مارو انہوں نے دھرت
مہر سلیمان کی قسم کھا کر عرض کی کہ ہم نے اسکو ہاتھ بھی نہیں

اگر کچھ بھی اِس سے ایذا پہنچیگی تو تجھ سے لونگا اُسنے کہا کہ جو مکان آپکی رہنے کے ہے وہیں چھوڑ جائیے غرض ایک باغ کو پسند کر کر اُس میں چھوڑا * اور اُس سے کہا تو اپنے دیووں سے کہدے کہ اِس کی نگہبانی بخوبی کریں میں دو تین دن میں دس آدمی تیرے واسطے لیے آتا ہوں * وہ بولا بہت بہتر * آخر شہزادہ اُن چاروں پری زاد سمیت ایک جنگل میں آیا اور ایک کونے میں بیٹھکر مشورت کرنے لگا * کہ اگر اپنے ملک میں جاکر فوجین لاؤں تو دیر لگیگی وعدہ ٹل جائیگا * وہ مالک میں ہوں اُسے مقرر اذیت پہنچائیگا صلاح یہی ہے کہ کہاں میں لگے رہیں جب دیووں کو غافل پائیں اُس آدمی کو لیکر ہوا ہو جائیں * اغلب یہی کہ صبح ہو تے ہوتے تمہارا تمہ ستر کوس نکل جائینگے * پھر ہمیں کون پاتا ہی اُن پری زادوں نے اِس مصلحت کو بہت پسند کیا اور کہا کہ یہ ایک طرف اگر یہ جو کئی سو دیووں نے ہی میں کہا کہ پری زاد کچھ آدمی کو چرا کر تھوڑا ہی لیجائینگے * اور وہ یہیں رکھتا ہو تو اُسے چھوڑ جائیگا اِس گمان پر کئی اُن میں سے شکار کے واسطے گئے * چنانچہ کتنے ہیں چرندے پرندے مار کر لے آئے * آخر اُن کو بھون کر بھونکے پیٹ بھر کھایا اور شراب غفلت سے...

اُسنے اوچھا کہ یہہ پر برادکون ہی مہرآور آپ ہی بولا ای
دیو تو مجھے معلوم کیا میں مہرآور شہزادہ مہرور بادشاد کا بیٹا
ہوں اُسنے کہا ای شہزاد ے تجھکو آدمی سے کیا کام ہی
اپنی راہ لے * میں تجھے کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ یو حضرت
سلیمان کے بر برادکی اولاد سے ہی یہہ کہکر حاتم کو کھوٹے سے
کھینچ لیا مہرآور ... دیو اولا ای دیو حضرت سلیمان سے جو قول
کیا تھا اُسے معلوم کیا دکھہ مردم آزاری کر اُسنے جواب
دیا کہ وے اب کہاں ہیں جو ہم اُس قول پر رہیں میں
آدمی کو نہ چھوڑونگا بعد مدت کے ہاتھہ لگا ہی دزا بو سہہ
سلو ماکرون مہرآور ... دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھہ کر باولا
گیا ہی اُسکو پرت دیا چاہئے تولا کوای ہاکال ایک آدمی
کر کھانے سے کیا فائدہ میں دس آدمی تجھکو لا دونگا جو میرے
قول تو ر ہے اور اِس آدمی کو میر ے حوالے کرے کیونکہ
میرا کام اِسے سرانجام ہوتا ہی دیو بولے کہا کہ ای شہزادے
میں تیرے خاندان سے بوسال رکھتا ہوں اِسکو میرے پاس
چھوڑ جا اور جو کہتا ہی اُسے کر دکھلا تو میں اِسکو تیرے حوالے
کردوں شہزادے نے دیکھا کہ علاج کچھ نہیں ہو سکتا لاچار ہوکر کہا
کہ یہہ آدمی میرا آشنا ہی چاہئے کہ اُسے کسی جگہہ بونی رکھے

وہ گوہر صدف نہین ہی اور وہ جزیرہ بھی آگے آدمیون سے آباد اور تصرف مین تھا لیکن تھوڑے سے ساتھ چار پریزاد نے یہہ بات سنکر حاتم کو کچھ ستا جانا اُٹھ کر ساتھ ہوا تھا * حاتم نے اُن چار پریزادون سے پوچھا تم مین اتنا زور ہی کہ ہم دونون کو اس کھٹولے پر بٹھا کے لیجاوے بولے اگر تم سے چار ہون تو بھی نخوبی لیجاوین مطلق نہ گھبراوین * غرض ان دونون کو کھٹولے پر بٹھا کے اُڑے راہ مین مہاکال دیو کا باغ تھا جو اُنکا گذر اُدھر سے ہوا وہ بیٹھا سیر کر رہا تھا * اتفاقاً نگاہ اُسکی اُن پرجاتے گئی دیون کو حکم کیا دوڑو اور کھٹولے سمیت اُن پریزادونکو میرے پاس لے آو دیو اُڑے اور اُنکو معہ کھٹولے اُسکے پاس لے آئے مہاکال نے کہا سچ کہو اس آدمی کو کہان لیجاتے ہو * اُنھون نے کہا شمس شاہ بادشاہ کے ملک سے آتے ہین * وہ بولا کہ وہ ایک مدت سے غائب ہے اور اُسکا ملک بھی انسانون سے آباد نہین پریزادون نے کہا تم سچ کہتے ہو یون ہی تھا لیکن اس آدمی کی دعا سے وہ اپنی صورت اصلی پر آیا ہم سب بھی اپنے حال پر درست ہو گئے دیو نے کہا سچ کہو تم کہان جاتے ہو بولے زنجبار کے جزیرے کو

سان اور امیرزادی کی سنتے ہی میں آپ سے باہر ہوا * آخر
بڑی منت سے اُس جزیرے میں گیا * اور اسکے بادشاہ کے پاس
بصد ادب پہنچا * اُسنے دیکھکر مجھے اپنی بارگاہ میں بلایا عزت
تمام بٹھلایا * پھر اُس موتی کو منگوا کر میرے سامنے رکھدیا *
اور پوچھا کہ یہہ موتی کس دریا کا ہی * اُسکی پیدائش کدہر
ہی کہاں سے ہاتھ لگا * میں نہ جانتا تھا کہ میرے سر پر رنگ بھی
اُسکی حقیقت سے واقف نہ تھی جواب کچھ دے سکا اپنا
سا منہ لیکر رہ گیا اُسنے اپنی مجلس سے باہر نکلوا دیا * ادہرما
اُسوقت وہ آدمی جان اور غارت گر اسباب کو پیچھے پر لاد کر
بھگنے لگا * میری اُسپر جان پر تھی * ہم نشیں تو آگے ہی ہو رہا
تھا مرہی گیا * جو ہو کہا میں ذکر کچھ نہ مارا جہاں بستی کا علاج
اس پہاڑ پر آکر گزرتا * مارے غیرت کے اپنے ملک نہ گیا *
اب دن کو در دری اور رات بے بانی و دربداری میں
کٹتی ہی * یہ حال میرا ہی نہ جانا ہے ملامت ہوتی ہی *
حاتم نے ہنسکر کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ اگر وہ موتی لوگکا موتی والی
مجھے دو گانا ہی ہی براہ میں اس موتی کی پیدائش سے آگاہ
ہوں دیکھنگا تو کرتیر نہ ملا ہے کس طرح اُسکا احوال بیان
کرتا ہوں پہر برادر نے کہا کہ مجھے یاد رہیں آیا تو لگا کہ حاتم تو کہ

ہی اُدھر چلا * ایک دم مین جا پہنچا * تو ایک جوان بری زاد خوب صورت کو سر برانون رو تے دیکھا * پوچھا ای بندۂ خدا تو کون ہی اور اس جگہہ کسواسطے روتا ہی * اُسنے آنکھہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک آدمی سامنے کھڑا ہی * بولا ای شخص تو یہان کہان سے آیا اور سچ بتلا کیونکر آیا کیا کام ہی * حاتم نے کہا کہ مین مرغابی کے انڈے کے برابر ایک موتی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہون * کیونکہ وہ بسامونی جزیرۂ برزخ کے بادشاہ پاس ہی * اُسنے یہ بات کو سنکر ہنس دیا * اور کہنے لگا ای آدم زاد اُس موتی کا تیرے ہاتھہ لگنا محال ہی * اسواسطے کہ وہان کا بادشاہ کچھہ سوال رکھتا ہی * ہر ایک سے پوچھتا ہی کوئی اُسکا جواب نہین دے سکتا * ناحق ہم بری زاد ہوکر تو عہدہ برا ہو ہی نہین سکتے پھر تو آدمی ہو کے کیونکر بر آئیگا * اُس موتی کی پیدایش کا احوال کس طرح بتاویگا حاتم نے کہا خدا قادر ہی * تو اپنی حقیقت کہہ اس حال سے کیون بر آیا ہی بری زادے نے ایک آہ سرد بھر کے کہا * کہ اُس جزیرے کے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہون * نام میرا شہزادہ مہرآور ہی * باپ میرا جزیرہ طومان کا بادشاہ مہرور ہی نام * ایک دن مجلس مین بیٹھا تھا مین کہ کسی شخص نے اُسکے حسن کا

سے خبردار رہو * پھر حاتم سے پوچھا کہ اب کا ارادہ
کیا ہے * اُسنے کہا وہی جو میں نے پہلے عرض کیا تھا بار بار کہنے
سے کیا فایدہ * جس طرح سے ہو مجھکو اُس جزیرے میں لے جا
اور اُس موتی کو لا بتا * بادشاہ نے اپنے لوگوں کو فرمایا کہ
ای عزیزو تم میں جو کوئی دو تین سال تو ... کار آزمودہ
ہو اِسکے ساتھ جاے اور وہاں پہنچا آئے یہ سنکر چار پریزاد
اُسی عمر اور اُسی وضع کے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ یہ خدمت ہمارے
ذمے ہی ہم بجا لاوینگے بادشاہ نے بہت مہربانی
فرمائی اور حاتم کے ساتھ رخصت کیا * وے اُسی طرح سے
اُسکو اُڑن کھٹولے پر بٹھا کر لے اُڑے * رات دن چلے جاتے
تھے جب بھوکے پیاسے ہوتے تو محفوظ جگہ کہیں
دیکھکر اُتر پڑتے کچھ کھا پی لیتے * اِسی صورت سے سولہ
روز تک برابر چلے گئے سولھویں دن اُس پہاڑ پر اُترے
جسکو شہزادہ طوماں ایک پریزاد جو سرو کے برج کی بیٹی
پر عاشق ہوکر اپنا مسکن کیا تھا * اور اُسکے فراق میں آہیں
مار مار کر رو رہا تھا * اتفاقاً اُسکے رونے کی آواز حاتم نے سنتے ہی
بے اختیار ہو کر پوچھنے لگا * کہ ای عزیزو اِس درد سے کون
روتا ہی اِسے تحقیق کیا چاہیے * یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور آپ

حاضر کرتا ہون شمس بادشاہ نے کہا ہمارے تیرے درمیان
حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں ہم کبھی تجھ سے وعدہ خلافی نکرینگے*
اُس نے اپنے نوکرون سے کہا کہ فلانے کوٹھے مین ایک آدمی
پریزاد سمیت قید ہی جلد لے آؤ* وے دوڑے حاتم کو مع
پری زاد لے آئے* بادشاہ نے شہزادے کو تخت پر بٹھا لیا*
اور کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ دیو راہ مین بیٹھے ہین مردم آزار
ہیں تجھے جیتا نہ چھوڑینگے حاتم بولا جو کچھ تقدیر مین ہی وہی
ہوتا ہی* ہر حالت مین خدا کا شکر کیا چاہیئے پھر شاہ نے حکم کیا
کہ اُس ملعون مقرب کو چھوڑنا صلاح نہیں* جلد اُس انبار
مین رکھ کر جلا دو کہ فتنہ عالم سے اُٹھ جاوے* یہ
سنتے ہی مقربون کو اُٹھا کر دیوون سمیت پریزادون نے
انبار مین ڈال دیا اور آگ لگا دی* تب وہ پکارا کیون
صاحب تم نے حضرت سلیمان کو درمیان دیکر ہی قول
کیا تھا شاہ نے فرمایا اے دغاباز ہرگاہ کہ تو بے تقصیر کے قصور قول
دے کر پھر گیا خدا سے نہ ڈرا* اگر مین نے تجھ سے عہد کی
تو کیا عجب ہے سوا اسکے تو فتنہ انگیز ہی تیرا جلانا بہتر
ہی* حاصل یہ ہی کہ اُسے دیوون سمیت جلوا دیا* اور
اپنے چھوٹے بھائی کو وہان متعین کر کے فرمایا کہ تم اُس ملک

تو بادشاہ مجھکو اِس حرکت سے کب باز رکھیگا * جواب
اِسی میں ہی کہ اُس آدمی کو بہ رادِ ہمت لا کر حاضر کر * وہ
بولا میں اُسکو اسی وقت کھا گیا آدمی کو کب زندہ چھوڑتا ہی *
پادشاہ نے یہ بات سُن طیش کھا کر کہا ای روسیاہ حضرت
سلیمان نے تم کو آدمیوں کے ستانے سے منع نہیں کیا تھا
اور تمنے یہ قول نہیں دیا تھا کہ ہم اُنکو دکھ نہ دینگے اور نہ کھائینگے *
دیو نے کہا کہ وہ بات حضرت سلیمان ہی کے ساتھ گئی *
یہ سن بادشاہ مارے غصے کے کانپنے لگا اور کہا کہ جلد اسکو
اسیر کرکے اس کافر کو ہمراہیوں سمیت جلا دو * مہر لیس نے
جب دیکھا کہ اب کچھ بس نہیں چلتا اور یہ بن جلائے نہیں رہتا *
کسی طرح یا اسمعیل اُسکے ہاتھ سے چھوٹے پھر آ کر سمجھ
لینگے * یہ اِسی سوچ میں تھا کہ بادشاہ نے بسہولت کہا * ای
ظالم اُس آدمی کے ساتھ مجھے نہایت الفت ہی جو اُسکو
صحیح و سلامت میرے حوالے کردو تو میرے تیرے
کچھ کدورت نہیں * کسی طرح کا تو اپنے جی میں اندیشہ نہ رکھ
نہ تو اُسکو جان سے مارونگا مقرر اس نے کہا اگر تم حضرت سلیمان
کی قسم کھا کر کہو کہ میں آدمی کو لیکر تجھے چھوڑ دونگا اور کچھ
نہ کہونگا * تو میں ابھی اُس آدمی کو لیکر براہِ ہمت حضور میں

پہر ہوشیار ہو کر اُٹھ بیٹھا * اُسکے ساتھی اُسکو پکڑ کر بادشاہ کے
پاس لے گئے ہیں * ہم بھی اُسکو باندھ کر حضور میں لے آئے
ہیں اگر حکم بادشاہ ہو * بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکو ہمارے روبرو
لاؤ * وے لے آئے * ارشاد کیا مقریس اب تک جیتا ہی
اور ہمیں بھول گیا * اُسنے عرض کی کہ جہان پناہ تو ایک مدت
سے غائب تھے آج اُن پریزادوں سے احوال آپکے
ظاہر ہونیکا معلوم ہوا * لیکن مجھے اعتبار نہ تھا اب جانا کہ یہہ
سچے ہیں * بادشاہ نہایت غصے ہوا اور فرمایا کہ جلد لشکر
تیار ہو * بعد ان تیس ہزار پریزاد سے اُسکے ملک کو چڑھ دوڑا *
تین دن کے بعد شہر کے قریب جا پہنچا وہیں ڈیرا کیا پھر کئی
جاسوسوں کو کہا کہ مقریس کی خبر لاؤ کہاں ہی * وے سنتے ہی
اُڑے بعد ایکدم کے آکر عرض کی فلانے جنگل میں شکار
کھیلتا ہی * بادشاہ سنتے ہی تیس ہزار پریزاد سے
اُسپر جا پڑا * لوگ اُسکے سنبھال نہ سکے * بہت سے
زخمی ہوئے کتنے مارے گئے آخر مقریس کئی مصاحبوں
سمیت گرفتار ہو کر حضور میں آیا بادشاہ نے فرمایا کہ
ای کافر تو ہم کو بھول گیا * اتنا نا جانا کہ شمس بادشاہ
اب تک جیتا ہی * میں اُسکے ماتحت بندوں کو پکڑ کر جو قید کرونگا

آو ر * ا سے میں جو جو ر سے دیکھا ایک سکھے پا ما
چھوڑا سا پانی اسکے منہہ میں چوا تا کہ اس اسے کھول دیں *
ـہ ـ انھوں ر پوچھا کہ تو کون ہی * اور تیرا ٹھکانہ کہاں
ہی اسنے کہا کہ میں مقرسس کے دیووں میں سے ہوں ایک
سری راد کے ہاتھ سے میرا یہہ حال پہنچا ہی سرا سکو بھی ایک
آدمی حمست مقرسس کے پاس دیو پکڑ کر لے گئے ہیں
سری راد اس بات کے سبب ہی اس دیو کو پکڑ کرا پنے
ملک میں لے آئے * اور بادشاہ کی بارگاہ میں آکر داد خواہ ہوئے *
شاہ ر اُکی فریاد سنکر فرمایا کہ دیکھو کیسے ان پر ظلم کیا ہی
اور وہ جوان بھی کہ جسکے ہاتھ بہ گئے تھے وہ کہاں ہی
انھوں ے آداب بجا لا کر عرض کی * وہاں پہاڑ ہم دونوں
راتوں جو پلی ہم چلے گئے * یہاں ـ ـ تھو کہ ساس اور
ماندگی حرحانہ کیا * ـ ـ انھکے اُس آدمی راد کو کسی
درخت کے تلے بٹھایا ایک اور سری زاد کو اُسکے پاس چھوڑ کر
تو کی تلاش میں گئے * ایک آن کے بعد آکر جو دیکھا
اُنکو یہ سپاہ ... ... دیکھے ... ... کیا احوال
... ... اپنے میں اس دیو کو ... دیکھا تو
... ... منہہ میں تنکا ... ارے

تو کتنے لوگ گرد ہو گئے جب شامت ہزار غال صحا نے کہا *
کہ یہہ آدمی زاد یہان کہان سے آیا * وہ پری زاد اُنکو دیکھکر
ڈرا چاہتا تھا کہ حاتم کو چھوڑ کر بھاگ جاے کہ چار دیو اُس
سے ملکر لڑے دو تین اُسنے مار رکھے آخر ہار آ گیا پھر وے
دیو اُس پریزاد کو حاتم سمیت اپنے گھر لے آئے * اور پوچھا
کہ اِس آدمی کو کہان سے لایا ہی اور کہان لئے جاتا ہی اُسنے
کہا یہہ جوان یمنی شمس شاہ کا برادر و صدقہ ہی اِسکو مت ستاو
نہین تو خراب ہو گے * اُنھون نے کہا وہ شاہ تو ایک مدت
سے غایب ہی اُسکا احوال کچھ معلوم نہین ہے کہان سے پیدا
ہوا * پریزادون نے تمام ماجرا بیان کیا دیوون کے سردار نے
سر نیچا کر کے کہا کہ اِس آدمی کو پریزاد سمیت فلانے کوئے مین
قید کرو رات کی وقت کھانا کر کے بعد کھاونگا اُنھون نے
وہی کیا وے جو چھوٹے پریزاد جوان کو چھوڑ کر قوت کی فکر مین
گئے تھے اُس درخت کے تلے آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ دو تین
لاشین دیوون کی پڑی ہین * نہ حاتم ہی نہ وہ پری زاد نہایت
حیران و پریشان ہو کر آپس مین کہنے لگے کہ یہہ دیو کس نے
کے ہین * اور اِنھین کسنے مارا اُس آدمی و پریزاد کو کون
لے گیا چاہئیے کہ اِن کو ڈھونڈیں کہ پوچھا بیکھو گوشی نہ کرنی چاہیے

ہم رکاب سعادت میں حاضر ہیں * لیکن ایسے لوگوں سے یہہ
کام انجام ہو گا شاہ نے یہہ فرمایا ای جوان مرد و لازم ہی کہ
اس جوان کا احسان بربادہو کسی صورت سے اسکو وہاں
پہنچادو اس بات کو سنکر سات برادر ہمت باندھ کر
بولے کر اس جوان کو آپ کے اقبال سے ہم پہنچائینگے
لیکن جو راہ میں کچھ خلل واقع ہو تو جہاں پناہ مدد کریں * بادشاہ نے
اس بات کو قبول کیا سب و برادر ایک اُڑن کھٹولا لائے حاتم کو
اُسپر بٹھالا چار شخصوں نے تو پایے پکڑ ے بس ساتھ
ہو لیئے غرض اس صورت سے آسمان کی طرف ہوا ہوئے *
بس رات دن چلے گئے چوتھے دن جس جگہہ کر د نور رہتے تھے
پر برادروں نے کھولے سے وہاں کھٹولا ایک درخت کے
تلے اُتارا اور آپس میں کہا کہ بس دن سے کچھہ کھانا پینا نہیں ہوا *
بہتر ہی یہاں گھڑی دو گھڑی آرام کریں کچھہ کھائیں پئیں *
اس بات کو سنکر حاتم نے بھی کہا مختار ہو جو مناسب جانو سو
کرو پر برادر منتشر ہو کر اِدھر اُدھر چلے گئے * ایک حاتم
کے پاس کھڑا رہا اتنے میں کئی ہزار دیو شکار کھیلتے ہوئے
اُدھر آ نکلے * کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کھٹولے پر بیٹھا
ہی * پاس اُسکے ایک پر برادر کھڑا ہی * دو چار ہزار

یہہ سنکر شمس شاہ نے کہا سچ کہتے ہو اِس جوڑی کا موتی
جو اعلی ہی وہ اُس جزیرے کے بادشاہ پاس ہی * لیکن اُسنے
شرط کی ہی جو کوئی اُسکی پیدایش کا احوال کہے اپنی بیٹی
موتی سمیت اُسکے حوالے کرون * پر تو کیونکر پہنچ سکیگا کہ
رستے مین آفتیں بہت سی ہیں انسان کی اِتنی طاقت نہین
جو عہدہ برا ہو حاتم نے کہا جو ہونی ہو سو ہو مین جاے بن نہین
رہنیکا خدا میرا نگہبان ہی * بادشاہ نے فرمایا خاطر جمع رکھہ
مین بھی بہت سے پریزاد تیرے ساتھہ کر دیتا ہون * وے
تیرے مددگار رہینگے * یہہ کہکر پریزادون کو ارشاد کیا کہ ای
عزیزو اُسکی طفیل تم نے ایسی بلا سے عظیم سے نجات پائی
ہی * تم اِس مہم مین اِسکا ساتھہ دو * اُنھون نے عرض کی ہم
جان و دل سے حاضر ہین جو حضور سے حکم ہوگا بجا لائینگے *
بادشاہ نے کہا کہ تم اُسکو برزخ کے جزیرے مین پہنچا دو
اِس سخن کے سنتے ہی وے سہمکے اپنا اپنا سر جھکا کر
دم بخود رہ گئے پھر ایک دم کے بعد سر اُٹھا کر عرض کرنے
لگے * جہان پناہ اُس جزیرے مین پہنچنا بہت مشکل
ہی کیونکہ ایسے ایسے دیو رستے مین ہین جو ہمیں جیتا
نچھوڑینگے اگر جہان پناہ اُدھر کا قصد کرین تو بھی لڑائی ہوگی *

ہی * لوگوں نے کہا کہ صاحب شہر ... ہے میں آزاد کیا
اب پس مالک کو جانو وہ لڑکی بولی حاتم کے خاندان کی مروت سے
امید ہی کہ اپنی ماں پھر آئے اور اپنی قوم کو ہلاک میں
ڈال جائے * کس زندگی پر آخر مرنا ہی * پھر یہ ہی جو اُنکا حال
ہو وہی میرا حال ہو * لوگوں نے عرض کی کہ حضرت وہ اپنی
قوم سے جدا نہیں ہوتی * سرور کونین نے فرمایا کہ حاتم مرد سخی
تھا اُسکی خاطر سے سب کو آزاد کیا * جب اُس لڑکی نے اپنی
قوم سمیت رہائی پائی وہیں حاتم کی یاد آئی * کہنے لگی کہ مجھکو
حضور رسالت میں لے چلو * جب سب سمیت وہاں پہنچی آداب
بجا لائی پھر سلام حاتم کا عرض کیا اور مسلمان ہوئی * بلکہ ساری
قوم اُس لڑکی کے ساتھ ہی ایمان لائی * غرض حاتم کی دعا کا
قبول ہونا اُس پر اور کے حق میں اس سبب سے تھا * کہ سرور
انبیا صلعم ایک دن آ سکے حق میں دعا کرینگے اور بوجہ
فرمائینگے * آخر الامر ... پر اور کے پر نکل آئے * اور وہ بھی
اپنی صورت اصلی پر قائم رہا * پھر اُسنے حاتم سے پوچھا کہ
صاحب یہاں کسواسطے آئے ہیں اور کہاں جائینگے * حاتم نے کہا
اب تو میں شاہ آباد سے آتا ہوں ... کے ... کو جاؤنگا یہ
کہکر وہ موتی ... کا جو لیا اور ... کے ہاتھ دکھلایا *

با کیزہ بھنر بر یزاد کر حق ہیں دل سے دعا کی * اُسکی درگاہ
مین قبول ہوئی * حاتم اگرچہ قوم یہود سے تھا پر خدا کو ایک
جانتا تھا * دن رات اُسی کے ذکر مین مشغول رہتا تھا * چنانچہ
مرنے کے وقت اُسنے اپنے اقربا سے کہا تھا کہ ہماری قوم نے
گمراہی مین اوقات کاٹی * جو دو ہزار برس کے بعد پیغمبر
آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہونگے * یہ سخن میرا راست
ہی * وہ لوگون سے بیعت چاہینگے تم میرا سلام اُن سے
کہکر کہیو کہ وے میرے حق مین دعائین کریں * لوگون نے
کہا اُسوقت تک ہم رہینگے جو سلام تیرا پہنچاوینگے * یا ہماری
تمہاری اولاد میں سے کوئی رہیگا جو کہیگا حاتم بولا مین خوب جانتا
ہون کہ کوئی میری اولاد مین سے ایمان لاویگا * اور میرا سلام
آنحضرت سے پہنچاویگا * جب حضرت کا زمانہ آیا حاتم کی اولاد
سے ایک لڑکی بنی طی کے ساتھ بند مین آئی تھی * حضرت
علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی اُن مین سے ایمان نہ لاوے اُسکی
گردن مارو اُس لڑکی نے فریاد کی ای مومنون میرا سلام
حضرت کی خدمت مین عرض کرو * کہ ایک لڑکی حاتم کے
اولاد سے اِس گروہ مین ہی * حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اُسے چھوڑ دو * کیونکہ وہ مرد سخی کی اولاد سے

الحاح و زاری کی کہ اب میری بات ہو ایسا دھیان بار دیگر خاطر میں نہ لاوےگا * سب یہ ہوا آئی کہ ایک دن جوان ہمیں سب بُرس کا اِدھر آ ویگا * تو اُسکے دیکھتے ہی تُو بجنسہ اصلی صورت پر آ جاویگا * چاہئیے کہ تو اسکی خدمت دل کر * کیونکہ جو وہ میرے حق میں دعا مانگیگا تو تو پھر اپنی صورت اصلی پر رہیگا * نہیں تو سانپ کی شکل پھر ہو جائیگی غرض اُسی برس سے میں سانپ کی صورت ہو گیا ہوں * اور سب برس اس جنگل میں تیرا منتظر تھا * تجھے دیکھتے ہی میں نے جانا کہ جوان یہی ہے * اس امید پر تیری خدمت دل و جان سے میں نے کی * اگر میرے حق میں دعا کرے تو تو یہ بہت بہتر بات اور بندہ پروری ہے * حاتم نے کہا وہ قول کون سا تھا جس سے تو پھر گیا * وہ ایک آہ بھر کر بولا * کہ ہماری قوم نے حضرت سلیمان نبی علیہ السلام سے قرار کیا تھا * کہ اگر ہمارے بعد ہم آدمیوں کو ایذا دیں یا اُنکے ملک کا قصد کریں تو خدا کا قہر ہم پر پڑے * اُس دن سے ہماری قوم نے کسی شہر کو تکلیف نہیں دی * مگر ایک دن میرے دل میں یہ خیال فاسد گذرا تھا کہ یہ کچھ سزا پائی * اب میں بصدق دل سے توبہ کرتا ہوں کہ بار دیگر ایسا دھیان نہ کرونگا میرا حق گواہ ہے * حاتم نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ

کی سی ہوئی اس کا کیا سبب ہے وہ بولا ای جوان مین پری کے
قوم سے ہون * اور نام میرا شمس شاہ ہی * ایک دن مین حضرت
سلیمان علیہ السلام کے وقت مین اپنے باغ کی سیر کر رہا تھا *
یون خیال گذرا کہ اپنے لشکر سمیت آدمیون کے ملک پر چڑھ
جاون اُن کو قتل کر کے ملک چھین لون کیون کہ وہ ملک
نہایت پاکیزہ و آراستہ ہی * یہہ سوچکر اہلکارون سے کہا
کہ تمام فوج تیار رہے صبح کو چڑھائی کی ہمت دل مین ہی *
اسیمین رات ہو گئی * بعد فراغت کے خوابگاہ مین جاکر
آرام کیا * صبح کے وقت جو جاگا اپنے تئین تمام لشکر سمیت
مسافر کی صورت پایا سارے دن ماہی بے آب کی طرح
زمین پر تڑپا کیا اور شام سے صبح تک گریہ کر جناب الٰہی
مین توبہ کی بارے فضل الٰہی سے تمام فوج میری صورت
اصلی پر آگئی لیکن پر کسی کے نہ ہوئے * پھر مین نے گریہ و زاری
بہت سی کی * تب یہہ آواز آئی * جو کوئی اپنے قول سے پھرتا
ہی اُسکا یہی احوال ہوتا ہی قصہ مختصر ہر رات یہی صدا آیا
کرتی تھی ایک رات مین نے بہت عجز و زاری سے توبہ کی
اور کہا کہ پھر ایسا خطرہ دل مین کبھی نہ لاونگا * الٰہی میرا گناہ
بخشیو * حکم ہوا کہ تھوڑے دن اور صبر کر * مین نے پھر

رو کون ہی * پھر لعطسم کو اُٹھ کھڑا ہوا * اُسنے حاتم کو پکڑ کر
پاس اپنے مسند پر بٹھایا * اور پوچھا کہ تم مجھے پہچانتے ہو *
وہ بولا جو کچھ دیکھا ہو تو البتہ پہچانوں تب اُسنے مسکرا کر کہا
میں وہی ہوں جو تمھیں لے آیا * حاتم بولا ای عزیز پہلے تیری
صورت صاحب کی تھی اب آدمی کی شکل کیونکر ہوئی *
اُسنے کہا کہ یہ بھید بعد کھانا کھانے کے کھل جاویگا پھر دسترخوان
بچھوایا کھانا چنوایا اتنے میں حراؤ چلمچی آفتابہ زر لیے زیر
اندار ... دو برابر لائے * اور آگے ہاتھ دھلائے تو وہ کھانے
میں مشغول ہوئے * پر برادر ... اپنے اپنے کاموں میں لگ
گئے * حاتم کھانا کھاتا تھا اور جی میں کہتا تھا * کہ میں نے اس
مزے کا کھانا یہاں کھانا ہی نہیں ... ساتھ کو
خدا ہی * اتفاقاً یہ کہ یہ شخص بھی ... کی قوم سے
ہو * بعد کھانے کے جو اس عطر ... اور پاندان
مرصع کے لے آئے * حاتم ... خوشبو عطر کی دماغ اُسکا مہک گیا *
حیران ہوا کہ پروردگارا ایسی نعمتیں اور ایسی خوشبوئیں
تو نے اس قوم کو عطا کیں نہیں کہ انسان کو میسر نہیں اس
میں کیا حکمت ہی * تو ہی جانتا ہی بعد اُسکے صاحب
خانہ سے پوچھا * پہلے تمھاری شکل صاحب کی تھی اب بدی

مین گر پڑا بعد ایکدم کے کتنے پریزاد سونے کے خوان
جواہر سے بھرے ہوئے سرون پر رکھے اُس حوض سے نکلے
حاتم کو سلام کر کے خوان آگے رکھ دیئے * اُسنے پوچھا کہ اے
خدا کے بندو سچ کہو تم کون ہو اُنھون نے عرض کی ہم اُسکے
خدمتگار ہین جو تمکو اپنے ساتھ لایا ہی * اور یہہ جواہر
تمہارے واسطے بھیجوایا ہی لازم ہی کہ قبول کرو * اُسنے
کہا یہہ میرے کس کام کا ہی اِسقدر مال مین کسو طرح اُٹھاؤن
اور کسپر لاد کر لیجاؤن اِتنے مین پھر کتنے ایک پریزاد اُسی
طرح سے کئی خوان جواہر کے لئے ہوئے حاتم کے پاس آئے
پوچھا اُسنے اِسمین کیا ہی وے بولے کہ جواہر بطریق
تحفے کے تمھین بھیجا ہی حاتم نے کہا کہ یہہ بھی میری نظرون
مین نہین سماتا * اِس مین اور بہت سے پریزاد سر پر گنگا جمنی
خوان زربفت اور بادلے کے خوان پوشون سے ڈھانکے لیے
ہوئے اُسی حوض سے نکلے * اُسنے پوچھا اِس مین کیا ہی اُنھون
نے عرض کی آپکے واسطے کھانا لائے ہین حاتم نے کہا بہت اچھا
مہمان حاضر ہی پر صاحب خانہ کہان ہی * وہ نہین وہ سانپ
ایک جوان حسین بنا ہوا چالیس پریزادون سمیت حوض سے
نکل آیا حاتم اُسکو دیکھکر متعجب ہوا کہ یہہ جوان حوض مین

که پھرے جو وہ بول اُٹھا ای جوان میں کیوں پھر چلا تو کس
کام کے واسطے یہاں آیا * شہزادے نے روکو اسکو مانع کر تے
دیکھا گھبرا کر کہنے لگا * ای مرد خدا میں شدت سے پیاسا تھا
دور سے تیرے رنگ کی سفیدی پانی کی مانند جو نظر آئی
ادھر چلا آیا * اے خدا کی قدرت کا تماشا دیکھکر پھر خاسات نے
کہا ای عزیز تجھ کو یہاں سے کچھ میسر ہو جاویگا خاطر جمع رکھ * الغصہ
سانپ روانہ ہوا اور حاتم اپنے دل میں سوچا ہر چند کہ یہ
سانپ مانع کرتا ہی پر اسکے ساتھ جانا خوب ہی کیونکہ
موذی ہی * اسی میں یہ خیال گذرا کہ جو کچھ تقدیر میں ہی
وہی ہوگا چلا چاہئے پس پیچھی آہستہ آہستہ قدم رکھنے لگا سانپ
نے جو دیکھا کہ یہ جانے میں استادگی کرتا ہی * کہا ای مرد
خدا کچھ وسواس نکر تا ہوں اتھا حاتم اُسکے ساتھ بے کھٹکے روانہ
ہوا غرض ایک گلزار دیکھا بہار میں جانچھپا وہاں کی ہوا سے جی
ایسا کا کھلی گیا بہت باغ باغ ہوا کیونکہ اُس قطعہ کا باغ کہیں
نہ دیکھا تھا مگر پریوں کے ملک میں * پھر ادھر اُدھر کی سیر کرتا ہوا
ایک مکان میں جا نکلا وہاں فرش شاہانہ سراسر بچھا ہوا تھا اور
حوض کے کنارے ایک مسند بچھا لگی ہوئی تھی سانپ
رکھا کر یہاں ذرا تو ٹھیرو میں پھر آتا ہوں * یہ کہکر حوض

حاتم بولا کہ مجھکو آدمی سے ایسا کیا دشمنی ہی جو جوان کو واسطے اُسکے ماروں * اگر تجھکو آدمی کا لہو ہی درکار ہی تو کہہ کس جگہہ کا چاہتی ہی ابھی حوالے کرتا ہوں * اُسنے کہا کہیں کا ہو مگر گرم ہو حاتم نے ترکش میں سے تیر نکال کر بائیں ہاتھ کی ہفت اندام کھولی * اور کہا کہ ای روباہ جتنا لہو تجھکو درکار ہی لے * وہ اپنے بچے کو اُسکے پاس لے آئی * اور کہا کہ جسقدر اِسکے منہہ میں ڈالو گے عین مہربانی ہی * حاتم نے اُسکے کہنے کے موافق اتنا لہو ملایا کہ اُسکا پیٹ بھر گیا اور قوت اصلی پر آرہا * تب حاتم نے ہاتھہ پر پٹی باندھکر کہا ای روباہ اب تو مجھسے راضی ہوئی * لومڑی بموجب رسم کے اُسکے پاؤں پر گر پڑی * حاتم اُسکو دلاسا دیکر آگے بڑھا * جب بھوکھ لگتی تھی جنگل کا میوہ کھا لیتا تھا * اور پیاس میں وہیں کسی ندی نالے کا پانی پی لیتا * بعد ایک مدت کے کسی جنگل میں جا پہنچا وہاں طپش آفتاب کی اِس قدر رہوئی کہ مارے پیاس کے مرتا سا ہو گیا * ہر طرف پانی ڈھونڈنے لگا کہ ایک چشمہ سفید برف سا دور سے نظر آیا حاتم اشتیاق سے بے اختیار اُسکی طرف دوڑا * جب نزدیک پہنچا تو کچھ نہ دیکھا مگر ایک سفید گنبد لی مار سے نظر پڑا * چاہتا تھا

نہیں جیسی درکار ہوں اُن کو پسند کر یہ کہکر اُن ساتوں کو
حاتم کے روبرو لے آیا * اُسنے سات ستارہ دکر
هاتوں کو لے لیا اور جنگل لاکر ہاتھ پانو کی رسیاں کھول
کر چھوڑ دیا * بچے تو کچھ اُلفت رکھتے تھے دوڑ کر اپنی
ماں کے پہاڑ سے جالگے * وہ اُنکو پیار کر کے ہرن کے پاس جو آئی *
تو کیا دیکھتی ہی کہ وہ دم مرگ کو پہنچا ہی * لگی لوٹنے ہانپنے
اور سر پر خاک ڈالنے * حاتم نے کہا ای روباہ اب کیوں
جزع و فزع کر رہی ہی * وہ بولی کہ آج میرے سر کا تاج ڈھلا
جاتا ہی کیونکر نہ جزع کروں * نہیں سنا ہی تو کہ مردوں کو
عورتوں کے سر کا چھتر کہتے ہیں یہ مجھکو اُسکا بڑا بھاری سوا
جاتا ہی * حاتم نے کہا کہ ای نادان اسکی عمر اتنی ہی تھی *
کیونکہ شیر خوار نہ مدت رہیں اور یہ ایسا بےطاقت
ہو جاتا ہے * کہ سایہ اُس تھی نہ لے سکے * لومڑی نے کہا
کہ اُسکی یہ حالت میری جدائی اور بچوں کے غم نے
پہنچائی ہی اگر ابھی اسکا علاج ہووے تو اچھا ہو جاتا ہی
مرے * حاتم نے پوچھا کہ کونسی دوا ہی بتا تاکہ تلاش
کی جائے اُسنے کہا کہ اگر جیتے ہو ئے آدمی کو مار کر اُسکا
گرم گرم لہو اسکے منہ میں ٹپکاؤ تو ابھی بحال و توانا ہو جاوے *

خدا کی قسم ہم تجھسے بد سلوکی نکرونگا * تو دھر کے مجھکو
اُس گاؤن تک لیجا کہ مین اُس شخص سے تیرے خاوند
اور بچون کو چھڑا دون * اس بات کو سنکر وہ خوش ہوئی
اور اسکے ہمراہ آفرین کر کے آگے ہولی * حاتم اُسکے
پیچھے پیچھے چل نکلا * جب پہر رات گئی اُس گاؤن کے قریب
جا پہنچے * حاتم نے کہا اب تو یہان کہین چھپ رہ مین
رہتی ہین جاکر صیاد کو ڈھونڈھ نکالتا ہون * وہ کسی جھاڑی
مین دبکی مار کر بیٹھ رہی * حاتم صبح تک یاد الٰہی مین مشغول
رہا * جو نہین آفتاب نکلا اُٹھ کر صیاد کے دروازے پر آیا
دستک دی * وہ نکل کر پوچھنے لگا کہ ای جوان مجھسے
کیا کام ہی تجھے * جو ایسا صبح ہی آیا ہی * تو تو ہمارے گاؤن
کا نہین معلوم ہوتا * حاتم نے کہا ای صیاد مجھے ایک ایسا ہی
آزار ہوا ہی کہ جسکا علاج مجھسے ماہر سے نہین ہوسکتا کیونکہ ایک
حکیم نے بتایا ہی اگر تازہ لہو لومڑی کا لوا پنے بدن مین لے تو
بھی اچھا ہوتا ہی * اسواسطے مین تیرے پاس آیا ہون
کہ تو اکثر لومڑیون گیدڑون کو شکار کرتا ہی * اگر تیرے
پاس تین چار بچے لومڑی کے ہو تو مجھے دے اور اُنکی قیمت
و حاتم سے لے * صیاد نے کہا کہ ہمارے لومڑیان مین نے بکری

اسکے بچوں اور بر کو کیا کیا * اسنے عرض کی کہ خداوند کئی
دن کی بات ہی کہ میں نے آپ ہی کے ہاتھہ بیاہی * اگر
اسکی نے کسی پر رحم کر تیرہ ہو تو اسکو اسکے حوالے کرو
تمہت مجھہ سے پھیر لو * اُسنے کہا کہ اب تو میں اُن سے
ایسا ہی بھلا چاہوں کہو کرون * کوئی اور تدبیر بتلا کہ جس سے
اسکو بھی سکھ ہو * اور وے بھی میرے پاس رہیں *
صیاد نے کہا مناسب یہہ ہی کہ اسکو بھی پکڑ کر اُنھیں میں
بند ہوا دیجئیے * حاصل یہہ ہی کہ صیاد نے مکر وحیلے سے بدر بیا
کو بھی پکڑ دیا * جب دہقان نے دیکھا کہ وہ بھی پکڑی گئی
اُس مالدار کو کہلا بھیجا کہ تو بدر بیا اور اسکے بچوں اور بر
حضرت حاضر ہو * وہ اُن سبھوں کو لئے ہوئے زمیندار کے
پاس گیا اُسنے دیکھتے ہی بدر بیا کے بچوں کو بسمل کیا * کہ
یہہ بہتر دنیاں رہیں پر مادہ کو تم لیجاو * بدان بدر بیا
بچوں کے درد جدائی سے مر گئی تو بھی اُسکے غم میں ہلاک
ہوا * اے جوان انسان کی بیوفائی اور جفاکاری سے ہی
تو نے * پھر کس طرح تیری بات سے بہاؤں شاید ایسا ہی
سلوک تو مجھہ سے کرے اور بلا میں ڈال دے *
حاتم نے کہا اے لومڑی اپنی خاطر جمع رکھہ میں اُن لوگوں میں نہیں *

کل مین جاکر ایک گرھے مین بچے دیے تھے * اتفاقا ایکدن
س جنگل مین کوئی صیاد جا نکلا * پھر اُس گرھے مین اپنے باپ
کے ساتھ بیٹھے تھے * صیاد نے گھات سے پکڑا اور لے جاکر
ایک دولتمند کے ہاتھ بیچ ڈالا ہرچند بندریا ہر ایک حیوان
سے بڑی دانا اور ذوفنون تھی * لیکن ہر چند دن جو آگے
ئے ہوش یاری کچھ کام نہ آئی ناری گئی * صورت اُسکی یہہ
ی کہ وہ بندریا اپنے شوہر اور بچون کی جدائی مین سر ٹکرا ٹکرا
وتی پھرتی تھی ایکدن لاچار ہوکر زمیندار کے پاس فریاد کو
ئی اُسنے حال تباہ اُسکا دیکھکر ترس کھا کر کہا کہ ار سے
سسمکس نے ایزادی ہے جو اسی ی مابلاتی ہے * کہی
اہا کہ اِ کھکر خاوند کو بچون سمیت فلانا صیاد پکڑ کر لے گیا
ی فلانی جگہہ رہتا ہے * دہقان نے کہا ابھی تو جاکر اُسکے
بچون اور نر کو چاند چھڑا دے * بموجب اُسکے حکم کے وہ
شخص اُدھر کو روانہ ہوا بندریا بھی ساتھ لگ لی * جب وہ
ر و بندریا سمیت گانون میں پہنچا صیاد کے دروازے پر
آ کر پکارا * وہ وہیں نکل آیا * بندریا نے جاتا کر اُچھل کر
اُسکے جا ور کو نکر سے تھام کر ڈال لیا اتنے میں اُسے
دولتمند نے دیوان خانے سے نکل کر کہا اے عزیز تو نے

آیا ہی سو دیکھئے کیا ہو گیا کہ تو انسان ہی * اور میں حیوان
ہوں * بس یہی کہ تو اپنی قوم کی خاطر کریگا حاکم نے کہا کہ پھر کہا
کیسی ہی * ہماری قوم میں۔ انسان ایک سے نہیں کتنے
ہیں موم دل و نرم خو اور کتنے ہیں سنگ دل و مردم آزار *
اگرچہ میں بھی انسان ہوں لیکن تو سچ کہہ کہ تیرے نر کو اور بچوں
کو کون لے گیا ہی * لومڑی بولی کہ یہاں سے چھ سات کوس
پر ایک گانوں ہی اُس میں ایک [illegible] رہتا ہی اُس
کمبخت کا یہی کام ہی پر یہ کچھ معلوم نہیں کہ اُسکو ہم غریبوں
کے دکھ دینے سے کیا فائدہ ہی بس یہی کہ خدا کرے وہ
سے نہیں ڈرتا حاکم نے کہا [illegible] کے [illegible] سے
اور ان بدوں کو مردم آزاری کا کیا بدلہ ہی *
کہ اُنھوں نے یہی اپنا پیشہ کیا ہی * لازم ہی کہ تو مجھے راہ
بتائے تو میں جا کر تیرے خاوند کو بچوں سمیت صیاد سے
چھڑا دوں * اگر ایسے بدلے وہ پھر اس پر بھی نہ مانیگا تو ضرر کرونگا
کیونکہ یہ خدا کی راہ کا سودا ہی لومڑی نے کہا ای جوان اگر
تیرے ساتھ جاؤں مبادا تو اُس سے مل کر مجھے پکڑ لے
جو میرا احوال بھی اُسی نر کا سا ہو * حاکم نے کہا اُسکی
حکایت کیونکر ہی بیان کر لومڑی بولی کہ ایک بندریا نے کسی

اور مادہ سوا اس بات کے کچھ نہیں جانتی * اتنے میں
صبح ہوگئی وہ جوڑا اُڑ گیا حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک سمت
کو چل نکلا * بعد دو چار دن کے ایک رات کسی درخت کے
تلے سو گیا تھا اتنے میں جانور فریاد کرنے لگے کہ اے
کوئی خدا کے بندوں میں سے ہماری داد کو نہیں پہنچتا اُسکی
آواز کو سنکر حاتم اپنے جی میں کہنے لگا کہ اے حاتم تو بھی خدا ہی
کا بندہ ہے * پس تجھکو لازم ہے کہ تو چلکر اُنکا احوال پوچھے
اور مدد کرے یہ سوچکر اُسی طرف اُٹھ دوڑا جب قریب گیا
تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک لومڑی ہاتھ پاؤں زمین پر دے دے
مارتی ہے اور چلاتی ہے * اس احوال سے اُسکو دیکھکر
حاتم نے نہایت دلسوزی سے پوچھا کہ تجھکو بندگان خدا میں
سے کس نے کتنا ستایا ہے جو اس طرح بیقرار رہی ہے لومڑی
نے کہا اے جوان رحمت خدا تجھ پر اور اس ہمدردی
اور دلاوری پر * جو تو اس بے وقت میں میرے پاس
آیا اور احوال پوچھا * حقیقت یہ ہے کہ ایک صیاد میرے
نر کو بچوں سمیت پکڑ کر لے گیا ہے * میں اُسکی جدائی میں روتی
ہوں اور آنسو کھاتی ہوں * بلکہ ہر ایک طرف فریاد کرتی ہوں
تس پر بھی کوئی میری آہ و زاری نہیں سنتا مگر ایک تو

ہوسے تمام جانور ورند ہرگز نہ رہھاگ جائینگے اسکی صورت سھی دیو کی سی ہو جائیگی جب اُس جنگل کو طی کرکے ہر رح کے حریر ہمں پہنچیگا * سعد بر جاکر اسکی راکھ پانی میں گھول کر بدن میں ملے پھر بہادھو کر صاف کر ڈالے خدا کے فضل سے اُسی گھڑی اپنی اصلی صورت پر آجائیگا * لیکن وہاں کے لوگ اسکو پکڑ کر ماہیار سلیمانی بادشاہ کے پاس لے جائینگے جاہیئے کہ یہہ اپنا مطلب اُسے کہے پر وہ اُسی طلسمانی کو دریپیش کریگا کہ جو کوئی اس سوالی کے بدلا ہو ہے کی جدت سے اطلاع دیوے * اُسکو میں اپنی ہاتی مولی صورت دوں * پھر یہہ ہی کہ اس ماجرے کو یہہ من میں یاد رکھے بھول نہ جاوے کیں نہیں کہ ماہیار سلیمانی اپنے قول سے پھرے * کیونکہ وہ وعدے کا سچا ہی * سمندر اپنی ہاتی پیارہ انگا مارہ لکہا کہ یہہ بے پیر ہمارے کیو نکر یاد ہے اس بات کے سنتے ہی پر لے اپنے یار و صحبت ہہاتے * کیسے جہیں پر گر پڑے حاتم لے کے سن لئیے * بہاست خوش ہوا * پھر یاد وہ بولی ای بر بو فرکیو نکر جانا کہ یہہ شخص اس کام کے واسطے آتا ہی اور آتے * دیے بو فرکیو نکر یاد رکھے جہیں اُنسے کہا ہماری قوم میں جتنے مر جہیں تمام جہان کا احوال ابتدا سے انتہا تک جانتے جہیں *

اور ماہ یار سلیمانی بڑا عالم و فاضل ہی سوا اسکے
اُسوقت کی کتابین اُسکے ہاتھ لگی ہیں اُسنے اُنکو پڑھکر
احوال اُس موتی کے پیدا ہونیکا دریافت کر لیا ہی اور
اُن جانوروں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے
حکم نہین جو کہین اندر دریا سے اسطرح پیدا ہوا اُسکے موتی کا
موقوف ہی بلکہ اب سیاحت کر کہینے کی بھی منا ہی ہی سر مین
ترجو اِس جوان کو احوال ہمہ و اور خدا ترس دیکھا اس لئے
یہہ احوال ظاہر کیا یہہ دل سے نیک کامون کی سعی مین کمر باندھے
پر آپھرتا ہی یقین ہے کہ اپنی مراد کو پہنچیے ماہ یار نے کہا کہ اس
عاجز غریب کی رسائی دریا ئے قہرمان تک کس طرح ہو گی *
کیونکہ وہ سرحد دیون کہلاتی ہی * سوا اسکے اور
بھی آفتین اُس راہ مین بہت سی ہیں * تو لاکہ اس ...
مرد مال کا وہان پہنچنا بہت محال ہی خدا کی قدرت سے کچھ دور
نہین لیکن لازم ہی کہ یہہ تصور ... ہر ہمارا ... پاس
رکھے کسواسطے کہ جب کوہ قاف کی حد مین پہنچیگا تو ایک صحرا
عظیم ایسا پائیگا کہ جس کا اور چھور نہین چاہئیے کہ اُسکے داخل
ہونیکے وقت ہمارا لال سرجلا کر پانی مین گھولے اور
اپنے تمام بدن پر مل لیوے * پھر دہمکر چلا جاوے * اُسکی

لڑکے کو پاس وہ ایک مدت تک اُسکے مال و دولت سے
لاکھوں سپاہی نوکر رکھا کیا کئی ہزار گاؤں اپنے قبضے میں
لایا دراں وہاں کا بادشاہ ہوا * جب وہ مر گیا حضرت سلیمان
نبی علیہ السلام بادشاہ ہوئے تب اُنھوں نے تمام نواحی
کوہ قاف کی اور دور پاس کے طرح طرح کے مکان اور ویرانے اور
و آتشیں مکان جو کچھ کوہ قاف سے علاوہ رکھا تھا سو سب کا سب
دیووں پریوں جادوگروں مردم آزاروں کے رہنے کو دیا اور کہا کہ
تم جب اُسکو آباد کرو آدمیوں کے شہر کی طرف مت جاؤ
چنانچہ وہ سب جو پری ہے اور شہر آباد ہیں قوموں سے آباد نہیں آدمی
کو وہاں سے کچھ تعلق نہیں * غرض رفتہ رفتہ وہ موتی ہشام
پری بُرج کلاہ کے ہاتھ لگا جسا اسے بادشاہ سلیمانی جو آدمی
اور پری سے پیدا ہوا ہے اُسنے لے لیا ہے بالفعل
اس بادشاہ اُسکی بُرج کے جزیرے میں ہے * وہ ایک
لڑکی نہایت حسن میں نظیر نہیں رکھتا ہے لیکن بادشاہ اُسکا اس
شرط پر ٹھہرایا ہی کہ جو کوئی اُس موتی کے پیدایش کا احوال
ظاہر کریگا میں اِس لڑکی کو اُسکے ساتھ بیاہ دونگا یہ شہرہ
سنکر اکثر بہادر اُسکے پاس آئے پر کوئی اُس موتی کی پیدائش
سے آگاہ نہ تھا جو بیاں کر پاتا ایک مایوس ہو کر پھر گیا

مدت سے وہ جانور جاتے رہے * اور اگلے انڈے بھی
اُسی دریا مین ڈوب گئے مگر اُن انڈون مین سے دو انڈے
بادشاہ جم جاہ قہرمانی کے ہاتھ لگے تھے * چنانچہ اُنھین مین سے
ایک بادشاہ شمس شاہ کے ہاتھ چڑھ گیا تھا ہرچند کہ وہ آگے
سے مال و جواہر بہت سا رکھتا تھا بلکہ ایک شہر بھی اُسنے
پر آباد بسایا تھا اب وہ ویران پڑا ہی اتفاقا اُسی کا خزانہ
حسن بانو کے ہاتھ آیا ہی وہ انڈا بھی اُسی مین تھا جو اُسنے
پایا القصہ جب جم جاہ قہرمانی مرگیا اور ملک اُسکا کسی اور نے
لے لیا جورو اُسکی حاملہ وہ موتی لیکر محل سے بھاگی اور ایک
جنگل مین جا رہی * پھر ایک دن تھا کہ دریا ے قہرمان کے
کنارے جا نکلی * قضارا اُسوقت مسعود سوداگر بھی کشتی
پر بیٹھا ہوا وہان آنکلا اس عورت نے کشتی کو دیکھکر غل
مچایا کہ خدا کے واسطے مجھ بیکس کو بھی اِس ناو پر چڑھا لو
سوداگر نے رحم کھا کر کنارے پر ناو بھڑا دی اور اُسکو
بیٹھا کر حقیقت پوچھی اُسنے تمام احوال اپنا کہدیا مسعود
سوداگر نے اُسکو اپنی بیٹی کیا * اور شہر مین لے آیا بعد چند
روز کے وہ عورت لڑکا جنی نام اُسکا بدرزخ رکھا جب وہ
لڑکا ہوشیار ہوا مسعود سوداگر مرگیا سوداگری اُسکی اُسنے

عمکیں ہو سما ہیں کیونکہ اُنکو مرطالی کے انتر ہر ایک
موتی کی تلاش ہی نہ اپنے واسطے بلکہ خدا کی راہ ہر غیر کے واسطے
ایسے اپنی کمر باندھی ہی * چنانچہ منیر شامی شہزادہ حسن بانو
پر عاشق ہوا ہی وہ سات سوال رکھتی ہی شہزادہ نے سوالوں
کے پورے کرنیکی طاقت رکھتا ہی نہ اُنکے چھوڑ نیکی
قدرت اِس سبب سے دیوانہ وار پھرتا پھرتا صحرا ئے یمن میں
جا نکلا تھا اور یہ بھی شکار کھیلتا ہوا اُسی جنگل میں آ پہنچا باہم
ملاقات ہو گئی منیر شامی نے سارا احوال اُس سے کہا اِسے
ترس کھا کر اُسی کے واسطے عرب اختیار کی اور یہ ہمت
اپنے سر پر لی چنانچہ پانچ سوال اُسکے پورے کر چکا ہی اب
چھٹے سوال کی باری ہی اور وہ لانا ایسے موتی کا ہی یہ بیچارہ
اِس درخت کے تلے حیران تھا ہوا اِسی حوض میں ہی کہ کہاں
جاؤں اور ایسا موتی کدھر سے لاؤں فی الواقع آدمی کیونکر
چلے اور ایسا موتی کس طرح سے پیدا کرے لیکن تو کہے تو میں
اُسکو راہ بتاؤں وہ بولی اِس سے کیا بہتر کہ خوان کا احسان
انسان پر ہو * نر اُسکی مرضی پاکر کہنے لگا کہ اُسی موتی کی
پیدائش یوں ہی کہ اگلے زمانے میں کتنے برس بعد ایک
ہرنیکے ورے اُدھر ایک کنارے سے دریا سے ہے اب ایک

ہوحاتم نے کہا * بھائی آخر یہہ کام ہمین کو کرنا ہی پھر دیر لگانی کیا ضرور * آخر حاتم منیر شامی سے رخصت ہو کر دیسے موتی کے تلاش کے لئے روانہ ہوا *

* چوتھا سوال حاتم کے جانیکا اور *
* مرغابی کے انڈے برابر موتی لانیکا *

جب حاتم شاہ آباد سے نکلا * پانچ چھہ کوس پر جا کے ایک پتھر کی سل پر بیٹھ کر سر بزانو ہوا * اور دل مین فکر کرنے لگا * کہ یا الہی ایسا موتی کس دریا مین سے ہاتھہ لگے گا مگر کچھہ تو ہی اپنا فضل کرے تو وہ ایسا گوہر نایاب ملے * اتنے مین شام ہو گئی * ایک جانور ماطرہ کا ہفت رنگی کہ جس کا بسا دریائے قہرمان کے کنارے تھا * قدرت الہی سے وہان ایک درخت پر آ بیٹھا مادہ بولی کہ ہم کو یہان کی آب و ہوا خوش نہین آتی اگرچہ اس جگہہ ہمارے کھانے پینے کی چیزین ہر قسم کی ہین * بہتر ہی کہ یہان سے اوڑ جاوین نر نے کہا میرا قصد تو یہہ تھا کہ چند روز اس جنگل مین رہون پر تیرے کہنے سے اب صبح کو اپنے وطن جاونگا خاطر جمع رکھہ ایک گھڑی چپکی رہ * مادہ نے پھر کہا کہ یہہ شخص کون ہی جو اس جنگل میں سر جھکائے غمگین و متفکر بیٹھا ہی نر بولا یہہ حاتم یمن کا شہزادہ ہی کیا کہے حق بجانب ہے اس کے جی پر ذرہ

اُسکو بھی کہو * تاکہ میں پورا کروں یہہ بات سنکر حسن
بانو نے کہا کہ ایک موتی میرے پاس ہی اُسکے برابر کا دوسرا
تلاش کرکے لاؤ تب حاتم بولا میں اُسے ٹک دیکھہ لوں *
اُسنے منگوا کر دکھلا دیا سچ کہ وہ مرغابی کے انڈے برابر
تھا حاتم نے کہا میں یہہ جانتا ہوں کہ مجھکو تو اُسنے بدلی
لیکن سونپو حوالے کر جو اُسکے برابر ڈھونڈھ لاؤں * حسن بانو
نے ایک موتی اور دو لکا اُسار آسوا کر حاتم کو دیا وہ اُسکو
لیکر مہمان سرائے میں آیا * اور منیر شامی کو دکھلا کر کہنے لگا *
کہ حسن بانو نے اسپر ایک موتی مانگی ہی میں نے
تو ایسا موتی اپنی عمر مین نہ دیکھا ہی نہ سنا ہی * خدا جانے
کس دریا میں اور کس جگہہ پیدا ہوتا ہی منیر شامی نے
کہا کہ بھائی جس جگہہ ایسا موتی پیدا ہوتا ہی پہلے
اُس مکان کو تحقیق کر تب جا حاتم نے کہا کہ تو پوچھا بھی
ضرور نہیں مجھکو میرا خدا وہاں پہنچاویگا * جسنے اتنی مشکلیں
آسان کی ہیں وہ اِسے بھی آسان کریگا * یقین ہی کہ میں اس
دریا پر پہنچونگا اور ایسے موتی لے آؤنگا * میں خدا پر توکل
کئے ہوں سوا اسکے اُسکی کسی سے امید نہیں رکھتا منیر شامی نے
اسباب پر بہت سی آفرین کی * اور کہا خداوند تعالیٰ آرام کرے * اغار

سنایا* حسن بانو نے کہا سچ کہتا ہے* لیکن کچھ نشان بھی
دکھلا* کہ یقین آجاے* حاتم نے بانیان ہاتھ دکھلا دیا* کہ یہہ
سب ریچھ رو ترکا ہو گیا تھا پر مین ایکدن کرے کی آب زلال کے چشمہ
پر جو پہنچا اور اُسکو دھویا* یہہ اپنی اصلی صورت پر آگیا
لیکن ناخن اب تلک بھی رہے ہی کہیں دوسرا نشان یہہ ہے
کہ دریاے زرین کے پانی سے چار دانت سونے کے ہو گئے
ہیں* اور وہ تینون رقم جواہر کے بھی دکھلا دیئے تب
حسن بانو نے بہت سی آو بھگت کی اور کھانا نہایت
پر تکلف منگوا کر روبرو کھوایا حاتم نے کہا بہتر یہہ ہے کہ
اُسکو میرے ساتھ کر دو* مین کاروان سرائے مین جا کر منیر شامی
کے ساتھ کھاؤنگا بھر وہان سے اُٹھکر کاروان سراے مین آیا*
اور منیر شامی سے ملکر کھانا مزے سے باہم کھایا* اور اپنی
سرگذشت مفصل بیان کی اُسنے اُسکی ہمت و جوانمردی
کی نہایت تعریف و توصیف کر کے بہت سی معذرت کی
حاتم نے دو تین دن آرام کر کے حمام کیا* اور نئے کپڑے
پہنکر حسن بانو کے یہان گیا* دربانون نے خبر کی اُسنے
اُسی طور سے پردہ کر کے اندر بلایا* اور کرسی جواہر نگار پر
بٹھلایا حاتم نے کہا صاحب اب چھٹا سوال کیا ہے

قدر رسکاں ہر ایک شخص کو ہوئی تھی اب تو اُسکے ما باپ اور اقربا کا بہاست برا احوال ہی کہ ہر ایک براپنی زندگی وبال ہی خصوصا مالکہ زرین پوش کی تو جان ہی برآ بنی ہی دیکھئے اُسکی ملاقات تک جیتی رہتی ہی یا نہیں * حاتم نے کہا کہ میں تمہارے شہزادے سے چند روز ہوئے چین کی راہ میں ملا تھا * خیر و عافیت سے ہی * تو تم میں جا کر اُسکی طرف سے تجھو تو برتے کی خدمت میں دعا و سلام کہکر یہہ کہیو کہ حاتم شاہ آباد کی طرف گیا * پھر کہا ای دہقان میں بہت پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی ملا * وہ جلدی سے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک چھاچھ کا لے آیا * حاتم نے ہاتھ مر ... سے پیا اور کہا ہزار شکر ہی مدت کے بعد میں نے اپنے ملک کو دیکھا اور یہہ نعمت کھائی * پھر اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہ آباد کا رستہ لیا تھوڑے دنوں میں وہاں جا پہنچا * لوگ دوڑے اور حسن بانو کو اُسکے آنے کی خبر دی * اُسنے پردہ کر کے اندر بلایا * اور ایک سونے کی کرسی پر بٹھلا کر کہا ای فرخ ہی ای جوان کیا خوب ہوا جو تو آیا بارے کو خدا کی خبر کہہ * اور وہاں کے بھید سے مجھے آگاہ کر حاتم نے اپنے سرے سے قصہ شروع کیا اور آخر تک کہہ

مین آپہنچی * اور چکی کی طرح پھرنے لگی * حاتم کو یقین ہوا کہ اب ڈوبتی ہے * خدا کی یاد مین مشغول ہوا * اور آنکھون پر پٹی باندھ کے سر بزانو ہو گیا کہ اب نہین جیتا بچتا * بارے فضل الٰہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارے مین جا لگی * حاتم اُتر پڑا جو آنکھین کھول کر دیکھتا ہے * نہ وہ دریا ہے نہ کشتی ہے ایک میدان سا جنگل نظر آتا ہے پھر منہ کو منھ سے نکال کر پھینک دیا اور آگے چلا تھوڑی سی راہ طے کی تھی جو معلوم ہوا کہ سواد یمن ہے نہایت شاد ہو کر شکر کیا * پھر کسی گانون کی طرف گیا * وہان ایک کھیت پر کھڑے ہو کر کسان سے کہنے لگا کہ یہ نواح کس شہر کی ہے اُس نے کچھ جواب نہ دیا اور رسّی باندھ کر اُسکا منہ دیکھنے لگا * حاتم بولا اے عزیز تو بہرا ہے جو نہین سنتا اُسنے عرض کی کہ تیری صورت مین اپنے حاتم بادشاہزادے کی سی دیکھتا ہون حاتم نے ہنسکر کہا کہ تو کون ہے اور کیا جانتا ہے * وہ بولا اے جوان یہ ملک یمن ہے اور حاتم ہمارا شہزادہ ہے اُسکے باپ کا طی نام یہان کا بادشاہ ہے * لیکن شہزادے کو مدت سے برس ہوئے کہ اِس ملک سے نکل گیا ہے * ایک مرتبہ خبر اُسکی ملکہ زرین پوش سے پہنچی تھی * اُس سے

کہا کر آگے دریائے آتش ہی جو اسکو اپنے منہہ میں رکھہ
لگا تو آگ تجھہ پر کارگر ہو گی * قصہ مختصر قصد ہے چلا جائیگا * پر
یہہ یاد رہے دریا کے پار ہوتے ہی اس مہرے کو پھینک
دیجیو * یہہ کہکر حاتم کی نظر سے غائب ہو گیا وہ رات کی
رات وہیں رہا * صبح کو مہرا اپنے منہہ میں رکھہ کے آگے
چلا بعد میں روز کے سامھنے سے آگ کے شعلے معلوم ہونے
لگے * یہہ ڈرا اور العظمت للہ کہکر آگے بڑھا * جب کنارے
پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہی کہ شعلے کی لہریں آسمان تک جاتی ہیں
اور آنچ نہیں حاتم مدہوش سا ہو کر کبھی آسمان کو دیکھتا تھا
کبھی زمین کو اتنے میں ایک بادشاہی کنارے سے آنکلی * وہ خدا کی
حمد دل میں کر کے کہنے لگا کہ یہہ دیدہ و دانستہ اپنے تئیں آگ
میں ڈالتا ہی * پھر کہا کر دن رات ہی ہی خدا آسان کریگا * جو
اسکی رضا ہی ہی تو راضی رہا چاہئیے * بسم اللہ کر کے کشتی
پر چڑھہ بیٹھا * مہرہ منہہ میں رکھہ لیا اتنے میں ایک طوفان و
کباب سے بھری ہوئی دیکھی * لاچار اسکو کھینچا اور بہت
بھر کر کھایا * غرض کشتی چلی جاتی تھی * یہہ مارے ڈر کے کبھی
آنکھیں کھولتا تھا اور کبھی کھلی جاتی تھیں تو جان ٹکانے لگی
تھی یہہ پھر وہیں بند کر لیتا تھا * وہ کو ناو دریا کی بیچ دھار

سے کر میدان میں جا پہنچا وہاں کا ہر ایک کنکر پتھر ایسا گرم تھا گویا
آگ سے ابھی نکلا ہی * یہہ جون تون چند قدم چلا آخر طاقت
نہ رہی مجبور ہو کر بیٹھہ گیا ہونتھہ مارے گرمی کے سوکھہ گئے *
بلکہ تمام بدن جل اُٹھا تب تو نہایت بیقرار ہو کر مہرہ منہہ مین
رکھہ لیا * پر کچھہ فائدہ نہ دیکھا آخر اُسکو منہہ سے نکال کر پھینکا
دیا اور آپ زمین پر ماہی بے آب کی طرح تڑپھنے لگا * یہان
تک کہ بیہوش ہو گیا بلکہ قریب مرگ کے پہنچا * منہہ کھل
گیا زبان باہر نکل پڑی اُس آن مین وے دونون شخص جو جواہر
لے گئے تھے پیدا ہوئے * اور اُسکو اُٹھا کر ایک شجر بن و سرد
بالا یا * حاتم ہوش مین آیا آنکھین کھول کر دیکھا * وہیں وے
دونون شخص نظر پڑے یہہ بولا آفرین ہی کہ اے یار و بروقت
پہنچے اور بڑی مدد کی * اب کہو کس طرف جاؤن اور یہہ گرمی
کس سبب سے اتنی ہی اُنھون نے کہا اِس سے آگے دریاے
آتش ہی یہہ گرمی بھی اُسیکے باعث سے ہی * پر رستہ یہی
ہی جانا چاہتا ہی خدا کی قدرت سے تو اپنے ٹھکانے مین پہنچ رہیگا * راہ
بتلانا ہمارا کام نہین مگر اِتنا ہو سکتا ہی کہ یہہ آگ دھیمی ہو جاے
اُسنے کہا جو کچھہ تم سے ہو سکے قصور نکرو * یہہ بھی خالی احسان
سے نہین تب اُنھون نے ایک مہرہ نکال کر حاتم کو دیا * اور

پھر یہہ ہی کہ یہاں سے شہر میں لیجاؤ * حاتم اُس پری سے
رخصت ہو کر پہاڑ ہی پہاڑ چلا * دس بیس دن کے بعد پہاڑ
سے اُتر کر کسی جنگل میں جا پہنچا * وہاں ایک سورکا دریا
دکھائی دیا * کہ پانی گلے ہوئے سونے کی مانند لہریں لے رہا ہی
اور موج اُسکی آسمان سے ٹکریں لے رہی ہیں * یہہ دریا کے
فکر میں غرق ہو کر اُسکے کنارے بیٹھ گیا * کہ اس سے کیونکر
پار ہو جئے اتنے میں ایک سونے کی ناو دور سے نظر آئی * اور
وہ بہتے بہتے کنارے پر پہنچی * حاتم نے خدا کا شکر کیا اور اُس پر
بیٹھ لیا وہیں ایک طاق جواہر نگار گرم سے بھرا ہوا نظر
پڑا * جو کھایا تو تھا ہی کمال رغبت سے کھایا * چاہتا تھا کہ دریا
مین ہاتھ ڈالکر پانی پیئے ڈرا کہ مبادا یہاں ہاتھ تو رکا ہو
جائے رکھ کھینچ لیا * پھر ایک کٹورا لعل سے نکالکر بھرا اور
رکھ لے تشنگی غالب تھی تھوڑا سا پانی حلق میں ٹپکایا * اتنے میں
کیا دیکھتا ہی کہ کٹورا اور چار دانت سونے کے ہو گئے
غرض چالیسویں دن کشتی کنارے پر پہنچی * حاتم
کنارے پر اُتر کر دوگانہ شکر کا ادا کیا اور آگے چلا جاتے دور
تک چلا گیا * اور ایسے ایسے تماشے دیکھے کہ ابھی
مدت میں نہ کبھی دیکھے تھے نہ سنے * آٹھوین دن سہ پہر دن

آکر کھڑی ہوئی اور کہنے لگی * اُس نے سر کو ٹھی ہی جلد آکر اُسکے منہہ پر لگایا۔ پھر کر وہیں ایک نازنین دوڑی گئی اور جراؤ گلاب ماش لاکر اُسکے منہہ پر لگایا۔ پھر کہنے لگی * حاتم ہوش مین آیا پھر پری نوش لب ایک تخت مرصع پر جا بیٹھی * اور اُسکو ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھلا کر کہنے لگی * کہ اے جوان خوشرو سچ کہہ کہاں سے آیا ہی * اور کس کام کا ارادہ کر کے یہان تک پہنچا ہی * اور اب کدھر کو جائیگا * حاتم نے تمام احوال اپنا ابتدا سے تا انتہا اُسکے سامہنے بیان کر کر پوچھا کہ اِس مکان کا مالک کون ہی اور اِس پہاڑ کا نام کیا ہی پری نوش لب نے کہا کہ اِس پہاڑ کو کوہ زرین کہتے ہیں یہہ مکان شاہ بال بادشاہ کا ہی اور اُسکی ایک لڑکی ہی کہ اُسکا نام بیستی ہی * مین بھی اُس لڑکی کی ایک خواص ہون چنانچہ ساتوان روز میری باری کا ہی اُس دن روز مین اُسکی خدمت مین حاضر ہوتی ہون اور یہہ مکان کوہ قاف سے تعلق رکھتا ہی اگرچہ دنیا کی حد مین ہی اور یہہ دور سے جو دکھلائی دیتا ہی اُسی کا قلعہ ہی * غرض چار روز تک حاتم کو مہمان رکھا انواع و اقسام کے کھانے اور میوے کھلائے * بہت سی مدارات کی * پانچوین روز کہا کہ یہہ جگہہ تمہارے رہنے کے قابل نہین *

اندر چلا گیا وہاں ایک باغ بہار نظر آیا دیکھا کہ ہرا بھرا
نظر آتا * ہزاروں درخت اُس میں سو رکے بھی جھک
رہے تھے * اور چرانڈ پرندے پھولوں سمیت اُن کے دیکھ رہے
تھے * حاتم دیکھکر حیران ہوا * اور صانع کی صنعت کا شکر
کرنے لگا پھر تھوڑا سا سو قدم آگے جاکر کیا دیکھتا ہے * کہ ایک حوض
نظر پڑا اُسکا صاف و شفاف پانی مانند بلور کے تھا * کنارے
پر اُسکے آ بیٹھا اور دل میں فکر کرنے لگا * کہ یہ باغ کسکا ہے اور
مالک اسکا کون ہے کس سے پوچھئے اتنے میں کئی پریاں
دھم دھماتی پوشاک اور جڑاؤ گہنے سے آراستہ جلوہ گر
ہوئیں * اور حاتم کو دیکھتے ہی مسکراکر چپک سی رہگئیں *
کہ یہ مکان کہاں اور آدم زاد کہاں * حاتم بھی ان کو دیکھکر
مقام حیرت میں آیا * کہ یا الہی یہ کیا حسن ہے جو تو نے انکو
بخشا و ہیں ملکہ زریں پوش یاد آئی کہ وہ بھی ایسا ہی حسن
رکھتی ہے * خدا اُس سے جلد ملاوے اور جمال اُسکا جلد
دکھائے الغرض اُن سے کہنے لگا کہ ای خدا کے بندو تم کون
ہو سچ کہو اور اس جگہہ کا بادشاہ کون ہے سلام اُنھوں نے
کہا کہ یہ محل پری پوش لنکا ہے اتنے میں وہ آئی پہنچیں حاتم
اُسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑا * وہ اُسکے سرہانے

کہ بہت پیاسا تھا جب اُسکے نزدیک پہنچا نگاہ کی تو کنارے
پر اُسکے ہزارون موتی سنگریزون کی طرح پڑے تھے
* لیکن ہر ایک انڈے کے برابر تھا * کہ اُن کی جھمک سے
آنکھین جھپکی جاتی تھین اور قیمت کا تو ٹھکانا نہ تھا
حاتم لالچ مین آکر چاہتا تھا دس بیس اُٹھا لے * کہ اتنے مین
اُن دونون کی نصیحت یاد آئی ڈر کر اُس حرکت سے باز
رہا اور اُسکے کنارے پر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ پانی اُسکا
دودھ اور شہد کے مانند ہے پیاسا تو تھا ہی خوب سا پیٹ
بھر کر پیا * غرض اُس سے بھی چوکی گذر گیا اور آگے
بڑھا * کہ ایک روشنی دور سے نظر آئی * گویا کہ ایک
تختہ سونے کا ہوا مین چمک رہا ہے * اُسی کی طرف چلا *
بعد ایک مہینے کے قریب جا پہنچا * کیا دیکھتا ہے کہ ایک
پہاڑ سونے کا آسمان سے لگا جھم جھما رہا ہے وہ اُسپر
چڑھ گیا * وہان ہر ایک درخت سونے کا بولتا دیکھا
متعجب ہوا * تین روز تک اُسپر چلا گیا ناگہان ایک میدان
وسیع نظر پڑا کہ تمام زمین اُسکی سونے کی رنگت تھی *
پھر اُس سے آگے بڑھا تو ایک محل سونے کا نہایت
خوش اسلوب دیکھا * جب قریب پہنچا دروازہ کھلا پایا

سے مگر چمکار دیکھا میں نے اٹھا کر لیا اُنھوں نے ایک لعل ایک الماس ایک زمرد جو بے بیش قیمت تھے اپنے پلے دیئے میں بھا اُس کو دیا کہا اسای مجھکو بہت ہی بھلے ہیں اُسنے لے لیا اور کہا ای سوداگر ہمارا راز مجھکو دیکھ اور بتلا دو * جو میں کسی طرح سے اپنے ملک کو پہنچوں * وے بولے ای جوان صحت جان جو صحیح و سلامت آیا اور جیتا جاگتا چلا * کیونکہ اس حد سے کوئی آج تک جان سلامت لیکر نہیں گیا اب اس قدر اندیشہ مت کر کہ میری عمر بہتی ہی اس سے آگے ایک جواہر کا دریا ملیگا * بعد اسکے دریائے آتش اگر اُس سے صحیح و سالم اتر گیا تو مقرر اپنے ملک میں پہنچیگا * پر کسی چیز کا لالچ کرنا اسی میں تیری سلامتی ہی عہد کہنا اگر کبھی چیز پر دل آوارہ لگا تو اپنے کئیے کی سزا پاویگا تو یہ کہکر وے پانی میں اتر پڑے اسکی نظر سے چھپ گئے جا تمام رات اُسی مکان پر تنہا اللہ اللہ کیا کیا * صبح کو اُس جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک دریا دکھلائی دیا کہ تمام پانی اُسکا موتی کا سا تھا * مارے اُسے صحیح و سلامت پار اُتر گیا * بعد چند روز کے ایک اور دریا نظر پڑا یہ اُسکو دیکھ نہایت شاد ہو اسواسطے

کہ جسے پیاسا تھا جب اُسکے نزدیک پہنچا نگاہ کی تو کنارے
پر اُسکے ہزارون موتی سنگریزون کی طرح پڑے تھے
* لیکن ہر ایک انڈے کے برابر تھا * کہ اُن کی چمک سے
آنکھیں جھپکی جاتی تھین اور قیمت کا تو ٹھکانا نہ تھا
حاتم لالچ مین آکر چاہتا تھا دس بیس اُٹھا لے * کہ اتنے مین
اُن دونون کی نصیحت یاد آئی ڈر کر اُس حرکت سے باز
رہا اور اُسکے کنارے پر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہی کہ پانی اُسکا
دودھ اور شہد کی مانند ہی پیاسا تو تھا ہی خوب سا پیٹ
بھر کر پیا * غرض اُس سے بھی بخوبی گذر گیا اور آگے
بڑھا * کہ ایک روشنی دور سے نظر آئی * گویا کہ ایک
تختہ سونے کا ہوا مین چمک رہا ہی * اُسی کی طرف چلا *
بعد ایک مہینے کے قریب جا پہنچا * کیا دیکھتا ہی کہ ایک
پہاڑ سونے کا آسمان سے لگا جھم جھما رہا ہی جب اُس پر
چڑھ گیا * وہان ہر ایک درخت سونے کا سو لاکھا دیکھا
متعجب ہوا * تین روز تک اُدھر چلا گیا ایک میدان
وسیع نظر پڑا کہ تمام زمین اُسکی سونے کی رنگت تھی *
پھر اُس سے آگے بڑھا تو ایک محل سونے کا نہایت
خوش اسلوب دیکھا * جب قریب پہنچا دروازہ کھلا پایا

منکر چہ کار دیگا میرا پتا کر لیا اُنھوں نے ایک لعل ایک الماس
ایک زمرد جو سب سے بیش قیمت اپنے اپنے قسم
میں تھا اُس کو دیا کہ اسا ہی مجھکو بہت ای لے یہ اُسسے لے لیا
اور کہا ای سوداگاں خدا برا مجھکو راہ بتلا دو جو میں
کسی طرح سے اپنے ملک کو پہنچوں * وے بولے ای
جوان عصمت حال جو تو صحیح و سلامت آیا اور جیتا جاگتا جا *
کو کہ اس جہ سے کوئی آج تک جان سلامت لیکر نہیں گیا
اب اس قدر اندیشہ مت کر کہ میری عمر بچتی ہی اس سے
آگے ایک جواہر کا دریا پاویگا * لعد اسکے دریا پر آتش اگر
اُس سے صحیح و سالم اترگیا تو میرا اپنے ملک میں پہنچیگا *
پر کسی چیز کا لالچ کرنا اسی میں تیری سلامتی ہی خدا کو اسم
اگر کبھی چیز پر دل دوڑاوگا تو اپنے کیئے کی سزا پاوگا تو
یہ کہکروے پانی میں اُتر پر اسکی نظر سے چھپ گئے
حاتم تمام رات اُسی مکان پر سبحان اللہ اللہ کیا کیا * صبح کو اُس
جگہ سے اُٹھکر آگے بڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک
دریا دکھلائی دیا کہ تمام پانی اُسکا موتی کا سا تھا * بارے
اُسسے صحیح و سلامت پار اُترگیا * لعد چند روز کے ایک
اور دریا نظر پڑا وہ یہ اُسکو دیکھ نہایت شاد ہوا اسواسطے

... شریر ... تر ہوگی * بلکہ انسان ہی ... بہتر ہی *
اُنھوں نے کہا سچ یہہ ہی مگر یہہ جواہر خالق نے پریوں کے
واسطے رکھا ہی کہ وے اپنے کام میں لاویں اُس نے کہا مگر آدمی
اِس جواہر کے لایق نہیں جو اِسے پہنے یا تصرف میں لاوے
اور یہیں رہے تو لوگوں کے دکھانے کے واسطے اُٹھا لیا ہی کہ خدا
نے جنگلوں میں ... کس افراط سے کیا کیا چیزیں پیدا کی
ہیں * دیکھیں اور اُسکی صنعت کا کس طرح انکار کریں *
اِسنا ... کو ... دیوں نے کہا سچ کہتا ہی واقعی تجھکو لالچ
نہیں ... اپنے شہر کو جایا چاہتا ہی تو اِس جواہر سے
ہاتھ اُٹھا یہہ ... ہی حاتم نے ... کا ... پھینکا ... دیا
اور کہا کہ تمہیں لیجاؤ * لیکن ... ہی کہ میں اِسکو بہت
دور سے اُٹھا لایا تھا اور بڑی محنت و مشقت اِسکے لئے
کھینچی تھی تمنے مرا ظلم کیا کہ جو اُس کو مجھ سے ... لیا * یہہ کیا
جانتا ہی * کہ میری محنت ضایع ہو * میں کچھ چرا کر نہیں لایا تھا
* اُنھوں نے کہا کہ اگر تو اِسکے اُٹھانے کی مزدوری
چاہتا ہی تو یہہ بھی نہیں پہنچتی کیونکہ یہہ کسی کو اِس قدر
مال اُٹھانا اور اپنے پاس رکھنا یہہ کب روا ہی * بلکہ
ایسی محنت کی گنہگاری دینی پڑتی ہی * حاتم یہہ باتیں

مثال ہاتھی کے ماس شیر کے سے رنگ بہات سیاہ * حاتم ڈر کر اتھہ کھرا ہوا کہ یہ کیا بلا ہی اگر بھاگوں تو شرم دامن گیر ہوتی ہی اور ٹھہروں تو ٹھہر نہیں سکتا دیکھئے لاعلاج میں کیا ہی یہ دان تیر و کمان اُٹھا کر چاہتا تھا کہ مارے * اُنھوں نے فریاد کی کہ ای حاتم طائی تو اپنی جان کے ڈر سے ہمیں مارتا ہی * ہم بھی خدا ہی کے بندے ہیں کچھ تجھے ایذا پہنچانے نہیں آئے اُسنے تیر و کمان ہاتھہ سے ڈال دیا اور سر جھکا کر بیٹھہ گیا * پھر دل میں اندیشہ کیا کہ اب مجھہ سے کیا کام ہی جو اِدھر آتے ہیں * پر تو اُنھوں نے درمیان ہی میں کہہ لیا اگر دو ہمارا مار ڈالیگا تو کس کو کار گر ہوئیگا * اتنے میں وے پردیسی آ کر کہنے لگے * ای حاتم تجھکو شرم نہ آئی جو جواہر کی طمع کی * وہ بولا میں نے کس کا جواہر لیا کیا لالچ کیا * اُنھوں نے کہا کہ ذرا یہ جنگل سے تو جواہر لاتا ہی * اب تک تیرے پاس موجود ہی تب کر حاتم نے جواب دیا کہ ای یار ملک خدا کا وسیع ہی اگر میں نے وہاں سے اُٹھا لیا تو کسکو کیا * کچھ تمہارا اجھوتا ہی * وے بولے کہ یہ ایک اور حلف کے واسطے اللہ تعالی نے رکھا ہی * حاتم نے کہا وہ حلف کون سی ہی جو انسان

اور میوے رکھاتا ہوا چلا جاتا تھا جب وہ تین دن کی راہ سر رہ گیا *
رنگ ریز سے سفید و زرد و سرخ و سبز نہایت خوش رنگ
نظر آئے لگے اُس سے جو آگے بڑھا تو الماس و زمرد و لعل جا
بجا پڑے تھے * اُس وقت طمع نے لیا کتنا جواہر تو ہم اول
اُٹھا کر جیب میں ڈال دیا اور آگے چلا * تھوڑی دور جا کر کیا
دیکھتا ہے کہ اُس جواہر سے بھی یہاں بیش قیمت بہت سا
پڑا ہے * اُسکو پھینک دیا اِسکو جیب و دامن مین بھر لیا * اور
دل مین کہا کہ اگر یہہ جواہر شہرون میں پہنچے تو اِسکی قیمت کوئی
نہ دے سکے اِسی خیال مین چلا گیا * آخر اُسکے بوجھہ سے تھک کر
کسی جگہہ بیٹھہ گیا اور کئی لعل زمرد الماس بیش قیمت جو
بہت بڑے پتھر تھے لیئے * باقی وہین پھینک دیئے * پھر
راہی ہوا ایک چشمی پر جا پہنچا اُسکے کنارے بیٹھہ گیا * اپنے
ہاتھہ پانو دھوئے * اِتنے مین بائین ہاتھہ پر جو نظر پڑی تو اُسکو
جیسا تھا ویسا ہی پایا مگر ناخن روپے کے رنگ تھے خدا کا شکر کیا اور
کہنے لگا * کہ یا الہی اِس دریا مین تو ہاتھہ چاندی کا ہو گیا تھا اِس
چشمے کے پانی سے حالت اصلی پر آ رہا اِس مین کیا بھید ہے *
اِتنے مین رات ہو گئی اُسی جگہہ پر رہا * یکایک دو شخص اُس
چشمے سے نکلے کہ جن کے مانند آدمی کے تھے اور پانو

بے حد ناپید مواج دریا کہ نمایاں ہوئی حاتم جھجک رہ گیا *
آگے بڑھ کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک دریا نہایت شفاف لہریں
مار رہا ہے * اور ایسا چمکتا ہے کہ گویا کسی نے چاندی گلا کر
بہا دی ہے حاتم تشنگی سے جاں بلب تھا ہی کنارے پر آ بیٹھا *
اور پانی ہاتھ اُس میں ڈال چلو نکالا ہی چاہی تو یہ سارا ہاتھ
چاندی کا ہو گیا * ہرچند اُسکو داہنے ہاتھ سے پاک کیا لیکن وہ
جوں کا توں ہی رہ گیا بلکہ بوجھل ہو گیا * حاتم نے کہا کہ یہ عجب
دریا ہے اگر غوطہ ماروں تو تمام روپے کا ہو جاؤں لیکن مارے
بوجھ کے چلنا پھرنا نہایت مشکل ہوگا * آخر سر بزانو ہو کر بیٹھ
گیا مارے اضطراب کے کبھی داہنی طرف دیکھتا تھا کبھی
بائیں * اور کبھی گریبان میں سر ڈالی دیکھتا تھا اتنے میں ایک
کشتی اُسی طرف سے کنارے پر آ پہنچی یہ ہوش میں ہو کے بسم اللہ
کر کے چڑھ بیٹھا * ایک طباق حلوے کا گرما گرم پاک و پاکیزہ
نظر پڑا اُسنے اپنی طرف کھینچ لیا اور جی بھر کھایا * پھر
پاؤں پھیلا کر بہ آرام تمام سو رہا * بعد کئی دن کے کشتی کنارے
جا پہنچی اُتر کر آگے بڑھا پر ہر وقت اپنا ہاتھ دیکھ کر کڑھتا تھا چار
دن کے بعد ایک پہاڑ نمود ہوا * جانا اُسنے کہ یہ نزدیک
ہے حالانکہ وہ ایک مہینے کی راہ پر تھا * غرض شکار کرتا ہوا

اور میوے رکھاتا ہوا چلا جاتا تھا جب وہ تین دن کی راہ پر رہ گیا *
نے نگریزے سفید و زرد و سرخ و سبز نہایت خوش رنگ
نظر آنے لگے اُسنے جو آگے بڑھا تو الماس و زمرد و لعل جا
بجا پڑے تھے * اُس وقت طمع نے لیا کتنا جواہر تھوڑا ہم اول
اُٹھا کر جیب میں ڈال دیا اور آگے چلا * تھوڑی دور جا کر کیا
دیکھتا ہی کہ اُس جواہر سے بھی یہان بیش قیمت بہت سا
پڑا ہی * اُسکو پھینکا دیا اِسکو جیب و دامن مین بھر لیا * اور
دل مین کہا کہ اگر یہہ جواہر شہرون میں پہنچے تو اِسکی قیمت کوئی
نہ کر سکے اِسی خیال میں چلا گیا * آخر اُسکے بوجھ سے تھک کر
کسی جگہہ بیٹھہ گیا اور کئی لعل زمرد الماس بیش قیمت جو
سب سے بہتر تھے چن لیئے * باقی وہین پھینک دئے * پھر
راہی ہوا ایک چشمی پر جا پہنچا اُسکے کنارے بیٹھہ گیا * ہاتھہ
ہاتھہ پانو دھوئے * اِتنے مین بائین ہاتھہ پر جو نظر پڑی تو اُسکو
جیسا تھا ویسا ہی پایا مگر ناخن رو دیکھ کر خدا کا شکر کیا اور
کہنے لگا * کہ یا الٰہی اِس دریا مین تو ہاتھہ چاندی کا ہو گیا تھا اِس
چشمے کے پانی سے حالت اصلی پر آ رہا اِس مین کیا بھید ہی *
اِتنے مین رات ہو گئی اُسی جگہہ پر رہا * یکایک دو شخص اُس
چشمے سے نکلکر پاس اُسکے مانند آدمی کے تھے اور پانون

بیحد بیاندازہ امواج دریا کی نمایاں ہوئی حاتم بھچک رہ گیا *
آگے بڑھ کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک دریا بہت شفاف لہریں
مار رہا ہی * اور ایسا چمکتا ہی کہ گویا کسی نے چاندی گلا کر
بہا دی ہی حاتم تشنگی سے جان بلب تھا ہی کنارے پر آ بیٹھا *
اور اپنا ہاتھ اُس میں ڈالا جوں نکالا ہی پانی تو یہ پیا پر ہاتھ
چاندی کا ہو گیا * ہر چند اُسکو داہنے ہاتھ سے پاک کیا لیکن وہ
جوں کا توں نہیں رہ گیا بلکہ بوجھ ہو گیا * حاتم نے کہا کہ یہ عجب
دریا ہی اگر غوطہ ماروں تو تمام روپے کا ہو جاؤں لیکن پار
اودھر کے جانا پھر بہت مشکل ہوگا * آخر سراپا ہو کر بیٹھ
گیا مارے اضطراب کے کبھی داہنی طرف دیکھتا تھا کبھی
بائیں * اور کبھی گریبان میں منہ ڈال دیتا تھا اتنے میں ایک
لمبی اُسی طرح سے کنارے پر آ بیٹھی یہ ہوش میں ہو کر بسم اللہ
کر کے چڑھ بیٹھا * ایک پل میں جلو کر کے پاگیا وہ ایک وہ کیڑا
نظر پڑا اُسنے اپنی طرف کھینچ لیا اور چوب سا کھایا * پھر
پاؤں پھیلا کر یہ آرام تمام سو رہا * بعد کئی دن کے کسی کنارے
جا پہنچی اُتر کر آگے بڑھا یہ ہر وقت اپنا ہاتھ دیکھتا کر تا چار
دن کے بعد ایک پہاڑ نمود ہوا * جانا اُسے کہ یہ پردیک
ہی حالانکہ وہ ایک سپیے کی راہ پر تھا * غرض شکار کرتا ہوا

خدا کے لیئے یہاں تک تو آیا ہی اُسکے کرم سے امیدوار رہ تجھکو اِس بلا سے بچا دیگا * اور وہ البتہ مراد کو پہنچا ویگا اِسی اُدھیڑبن مین تھا کہ کچھ چیز دریا مین نمود ہوئی * حاتم اُسکی طرف بہ نظرِ غور دیکھنے لگا کہ شاید یہہ کوئی جانور ہی یا لکڑ آ بہا چلا آتا ہی * جب تک ایک اور ذرے آئی تو کشتی ہی تھی خدا کا شکر کیا اور چڑھ بیٹھا پھر ویسی ہی روٹیان اور کباب بدستور پائے * رتا مان اُنھین کھایا اور حمد خدا کی بجا لایا * جب کشتی قریب منجدھار کے پہنچی ہوا زور سے چلنے لگی اور موجین بڑی بڑی اُٹھنے حاتم ڈرا اور خدا کو یاد کر لگا آخر آنکھین بند کر کے ناؤ مین لیٹ گیا اِتنے مین وہ کشتی منجدھار پر آ گئی تب تو لہرین اُسکی مانند شعلہ آتش کی ایسی بلند ہوئین کہ فلک تک جا لگین یہہ اور بھی بدحواس ہو گیا قریب تھا کہ مارے خوف کے جی ڈوب جاوے سانس تو جان کی آوے غرض سات دن اُسی تلاطم مین گذر گئے آٹھوین روز کشتی کنارے پر آ لگی حاتم اُترا ناؤ اُلٹی پھیر گئی یہہ کنارے کنارے چلنے لگا اور دل مین کہتا تھا کہ یہہ راز کچھ نہ کھلا کہ یہہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی کون دھر گیا * سات روز تک اُٹھتے بیٹھتے اُنھین سوچون مین چلا گیا * کہ دور سے ایک چیز

جب بھوکھ لگتی تو شکار کر کر کھاتا جب پیاس لگتی تو
نہر اسکے منہ میں دھر لیتا * ایک برس اسی طرح سے گذر گیا
بعد اُسکے حاتم نے پوچھا * کہ یہاں سوا تیرے دریا میں رہوں کر
تیرے میں تھی بے درخت بے جڑ تھے پر بدھی میں کہیں لگا ہی
حاتم ایک مہینے کے تو یہ کچھ رنج و محنت سے پایا جلتے سے
رہے * پر کچھ بات نظر نہ آیا اگر دس برس تک تو یہیں پھر تیرا
سوا تیرے دریا تیرنے کے کچھ نہ پاوے گا * بعد ایک کنارے
میں دم مارنا آسان نہیں اور جس جزیرے کو اُس نے
چھوڑا ہی اُسکا کھولنا امکان نہیں * اگر وہی فضل کرے تو یہاں
سے سلامت منزل مقصود کو پہنچے ورنہ تجھ سے تدبیر کچھ نہیں
ہو سکتی * جب ہی کہ وہاں پہنچا وہ مسر شاہی نہر تیرنا
کر رہا ہی اور تو یہاں اس گرداب بلا میں گرفتار ہو
رہا ہی * لیکن ایسے سخت یہ حیرانی ہی کہ کوئی خدا کی خبر
جس نے تو ہر طرح سوداگر کی ہستی کو کیوں کر لیے * ہو وہ اُسکے
خبر لانے کے لیئے لوگوں کو بھیجتی ہی * اور سامان محبت میں
ڈالتی ہی لیکن یہی کہ اگر اُسکے خبر لینے کو آئے ہو گے تو ناچار
مسر دم ہی پھر پھر گئے ہو گے * ایسے میں یہ سوچ کر کہنے لگا کہ تو لے
کچھ اپنے حظ نفس کی واسطے یہ کام نہیں کیا * بلکہ ایک بندۂ

خدا کر لیئے یہان تک تو آیا ہی، اُسکے کرم سے امیدوار رہ تجھکو اِس بلا سے بچارے دیگا * اور وہ البتہ مراد کو پہنچاویگا اِسی اُدھیڑبن مین تھا کہ کچھ چیز دریا مین نمود ہوئی * حاتم اُسکی طرف بہ نظر غور دیکھنے لگا کہ شاید یہہ کوئی جانور ہی یا لکڑا بہا چلا آتا ہی * جب تک ایک اور نزدیک آئی تو کشتی ہی تھی خدا کا شکر کیا اور چڑھہ بیٹھا پھر ویسی ہی روٹیان اور کباب بدستور مائدہ * رتا مان اُنھین کھایا اور حمد خدا کی بجالایا * جب کشتی فوراً منجدھار پر پہنچی ہوا زور سے چلنے لگی اور موجین بڑی بڑی اُٹھنے حاتم ڈرا اور خدا کو یاد کرنے لگا آخر آنکھین بند کر کے ناؤ مین لیٹ گیا اِتنے مین وہ کشتی منجدھار پر آگئی تب تو لہرین اُسکی مانند شعلہ آتش کی ایسی ہی بلند ہوئین کہ فلک تک جا لگین یہہ اور بھی بدحواس ہوگیا قریب تھا کہ مارے خوف کے جی ڈوب جاوے اسکا نوبت جان کی آوے غرض سات دن اُسی تلاطم مین گذر گئے آٹھوین روز کشتی کنارے پر آلگی حاتم اُترا ناؤ اُلٹی پھیر گئی یہہ کنارے کنارے چلنے لگا اور دل مین کہتا تھا کہ یہہ راز کچھ نہ کھلا کہ یہہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی کون دھر گیا * سات روز تک اُٹھتے بیٹھتے اُنھین سوچون مین چلا گیا * کہ دور سے ایک چیز

جب بھوک لگی تو شکار کر کر کھاتا جب پیاس لگی تو
میرا منہ میں دھر لیا * ایک برس اسی طرح سے گذر گیا
بعد اس کے حکیم نے پوچھا * کہ جہاں سوائے دریائے خون کے
نہ زمین تھی نہ درخت نہ چرند تھے نہ پرند تھی میں کہنے لگا کہ
حاتم ایک مہینے تک تو یہ کچھ رنج و محنت سے پانو چلنے سے
رہے * پر کہات نظر آیا اگر دس برس تک تو نہیں پھر سکا
سوائے دریائے خون کے کچھ نہ پاتے سکا * خدا کے کارخانے
میں دم مارنا آسان نہیں اور جس چیز کو اُس نے
چھپایا ہی اُسکا کھولنا امکان نہیں * اگر وہی فضل کرے تو وہاں
سے سلامت منزل مقصود کو پہنچے والا نہ مجھ سے تدبیر کچھ نہیں
ہو سکتی * جو ہے کہ وہاں بیچارہ منیر شامی مدت سے
تک رہا ہی اور تو وہاں اس گرداب بلا میں پڑا تک
رہا ہی * لیکن اُسے سخت یہ حیرانی ہی کہ وہ خدا کی خبر
حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کو کیونکر کرلے * جو وہ اُسکے
خبر لانے کے لئے لوگوں کو بھیجتی ہی * اور ساماں محنت میں
ڈالتی ہی یقین ہی کہ اکثر اُسکے خبر لینے کو آئے ہو نگے پر ناچار
محروم ہی پھر گئے ہو نگے * اسے میں یہ سوچ کر کہنے لگا کو بولے
کچھ پروا نہ حظ نفس کی واسطے یہ کام نہیں کیا * بلکہ ایک بندہ

پہر لے گئی حاتم خدا کی حمد کرتا ہوا اُس پر سے اُترا اور دل مین کہنے لگا کہ راہ شہر کی کہان ہی * جو وہان جاکر حقیقت اُس جوان کی لوگون سے بیان کرون * غرض شاید رات دن جاتے جاتے گذر گئے پر اُسنے نہ کہیں سراغ راہ اور آبادی کا نام و نشان نہ پایا * بارے ایک درخت بھی نہ دیکھا کہ جسکے سایے بیٹھ جاتا * حیران سرگردان چلا جاتا تھا کہ ایک پہاڑ بلند عظیم الشان نظر آیا اُسی کی طرف متوجہ ہوا * تین دن کے بعد اُسکے نیچے جا پہنچا * اور جس پتھر کو اُٹھا کر دیکھا اُسکے تلے لوہو ہی بہتے پایا * فکر کرنے لگا کہ کوئی یہان نہین ہی جس سے اُس کا احوال پوچھون * آخر لاچار ہو کر پہاڑ پر چڑھنے لگا بارہ دن کے بعد اُسکے اُوپر جا پہنچا تو ایک میدان کہ دست دکھائی دیا کہ وہان کی خاک اور جانور چرند پرند سے باہر ہوتی سب لال ہو رہے ہیں * حاتم بھوکھ پیاس بھولا اور قدم بڑھا کے جسے کوئی تک چلا ہی گیا کیا دیکھتا ہی کہ ایک دریا لہو کا لہرین لے رہا ہی * اور اُس مین جتنے جانور ہیں ایسے سرخ ہو رہے ہیں گویا لہو سے بنے ہیں * گھبرایا کہ اِس دریا سے کیونکر پار ہو لگا لاچار کنارے کنارے چلنے لگا * کہ کہیں تو اِس سے اُترنے کا قابو پاونگا

ہونے سے نا امید ہو کر دل میں کہنے لگا ای حاتم میری موت ہی
یہاں لائی ہی جو تو پھر بلائے آیا * کیونکہ نہ اب وہ قلعہ نظر
آتا ہی * نہ وہ پہاڑ نہ شہر * اتنے میں ایک دریا کے کنارے
پر جا پہنچا * کیا دیکھتا ہی کہ وہ بڑے زور و شور سے بہہ رہا
ہی اور اُسکا اور چھور بھی نہیں پاتا ہی * یہ بہت متفکر ہوا
اور کہنے لگا یا الٰہی اب اِس سے کیونکر پار اُتروں * سواے تیرے
کون میرا پار کرےگا اتنے میں ایک ناؤ نظر پڑی کہ اندھیری
چلی آتی ہی جانا اُسے کہ کوئی ملاح لے آتا ہی جب کنارے
آلگی تو اُسپر کسی کو نہ دیکھا متعجب ہوا پھر شکر خدا کا بجا کر
سوار ہو لیا * کیا دیکھتا ہی کہ ایک دسترخوان میں کچھ لپٹا
دھرا ہی بھوکا تو تھا ہی فوراً ہاتھ بڑھا کر کھولا دو روٹیاں
اور مچھلی کے کباب گرما گرم پائے * جا بجا کھاتے یہ
دھیان آیا کہ شاید ملاح نے اپنے واسطے رکھا ہو برا کام
کیا تو سہی * اتنے میں ایک مچھلی نے دریا سے سر
نکال کر کہا کہ ای حاتم یہ روٹیاں اور کباب تیرا ہی رزق ہی
شوق سے کھا کچھ اندیشہ نہیں * یہ کہکر غوطہ مار گئی حاتم نے
اُس وقت آنکھ خوش ہو کر کھانا کھایا پانی پیا اور سجدۂ شکر بجا لایا
وہیں ایک آندھی ایسی چلی کہ اس دم میں کشتی کو کنارے

ہوگا * غرض یہہ باتین کر کر رئیس اور رعیت سبکے
... حاتم کو لئیے کرتہنے لگا اور وہان کا احوال یہہ ہی کہ
جب وہ دونون اُس گھر کی ... آگے بڑہے تو محلہ خوشنما تھا
غرض ایک ... میدان وسیع مین جا پہنچے * وہان ایک ... ایسا
سبزہ زار نظر پڑا کہ نظر کام نکرتی تھی * گویا فرش ... زمردی
چارطرف ... بچہا ہی ... سو آری سی زمین اُس مین خالی تھی وہ جوان
اُس پر پاون رکہنے گا پاون رکہتے ہی جب ... گر پڑا حاتم نے چاہا کہ اُسکا
ہاتھ پکڑ کر اُٹہاوے * اتنے مین منہہ اُس کا زرد ہو گیا
آنکہین پتہرا گئین ہاتھ پانون سنے ہو گئے * یہہ احوال
اُسکا دیکہہ کر حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ یہہ مر گیا آنکہون
مین آنسو بھر لایا بے اختیار رونے لگا * کہ اِس مین زمین تڑق
گئی * وہ جوان اُس مین سما گیا * وہین وہ جگہہ سبز ہو گئی *
اِس ماجرے کو دیکہہ کر حاتم نے سجدہ کیا * اور کہا کہ دنیا
فانی ہی * سبھی کو مرنا ہی واقعی اب کو خدا کی حقیقت
کما حقہ معلوم ہوئی * پر ... یہان سے جائیے * یہہ دہن
باندہہ کر روانہ ہوا * تمام دن پھرا پر اُس گھر کی اور قلعہ کا
کہین کہوج نہ ملا * خدا جانے گھر کی کیا ہوئی اور قلعہ کدھر گیا
حیران و ششدر گردان سات دن تک ... دوڑا کیا ... غرض

سے اپنے ہاتھ چھڑا ویگا * بدان بہان کہ زور کیا کہ اُسکے
ہاتھ چھٹ گئے اور حاتم زمین پر گر پڑا سب دیو بدا کی طرف
روانہ ہوا حاتم بھی اُٹھ کر اُسکے پیچھے لگ لیا ایک دم میں
دونوں آگے پیچھے پہاڑ کے نیچے جا پہنچے حاتم نے اُچھل کر اُسکی
کمر ہاتھ زور سے پکڑ لی * ہر چند اُسنے چاہا کہ اُسکو جدا
کرے لیکن پکڑ کا آخر اس طرح سے وے دونوں گر
پڑے پہاڑ کے اوپر جا پہنچے جو ہیں برو تک قلعہ سے کر گئے
ایک کمر کی دکھائی دی * یہ دونوں لپٹے لپٹائے اُسکے اندر چلے
گئے لوگوں کی نظروں سے غائب ہوئے وے ناچار وہاں سے
حاتم کا افسوس کرتے ہوئے شہر میں آئے اور حاکم کو خبر پہنچائی کہ
معمار بھی حاتم کے ساتھ اُسی پہاڑ پہ چلا گیا * اس بات کے
سنتے ہی حاکم غضب ہو کر کہنے لگا کہ ای نادانوں آج تک
کوئی بھی اُس پہاڑ پر نہیں گیا تم نے اُسکو کیوں
چھوڑا اور کس واسطے جانے دیا * یہ وبال اُس غریب کا
تمہاری گردن پر آ اُٹھوں نے عرض کی خداوند ہم نے تو
اُسے بہتیرا سمجھایا کہ تو وہاں مت جا اُسنے ہمارا کہنا مانا *
اور کہا کہ وہ میرا یار جانی ہی میں اُسکو ہرگز نہ چھوڑونگا *
بلکہ جو مصیبت اُس پر پڑیگی میں بھی اُس میں شریک

دوستی تھی اور محبت اور بہت ہو گئی تھی * اسی طرح سے
وے دونوں رات دن ایک ہی جگہہ رہتے تھے اور بہت سے
لوگ بھی اُنکے ہم صحبت تھے کہ ناگاہ کوہ ندا کے قلعہ کے اندر
سے آواز آئی یا اخی یا اخی اسکے سنتے ہی وہ بیچارہ
اُس پہاڑ کی طرف متوجہ ہوا اُسکے خویش اقربا کو خبر پہنچی کہ
حاتم بھی وہاں ملا یا گیا * سب آکر جمع ہوئے اور اُسے گھیر لیا
تب حاتم اپنے جی میں کہنے لگا * کہ یہہ بھی اُسی طرح چلا جائیگا
افسوس ہے کہ مجھکو اِس سے محبت والفت بہت سی ہو گئی
تھی اب یہہ بھی جدا ہوتا ہے میں اُسکو ہرگز نچھوڑونگا اُسکا
ساتھہ دینا مجھکو ضرور ہے جو ہونی ہو سو ہو کیونکہ یہانتک لوگون
نے مقدمات کوہ ندا کا احوال معلوم نہوا اِس بات کو ٹھہرا کر
کمر کس کر باندھی اور اُسکا ہاتھہ پکڑ کر پہاڑ کی طرف دوڑا *
ہر چند کہتا تھا کہ بھائی یہہ کیا احوال ہے اور تجھکو کون کھینچے لئے
جاتا ہے وہ کچھہ جواب نہ دیتا تھا آخر جھنجھلا کر بولا اے نامرد
یہہ کیسی دوستی تھی آخر ہم تم ایک مدت تک ہم نوالہ و ہم پیالہ
رہے اب ایک بات سے بھی گئے * تیری زبان کیون بند
ہو گئی سچ کہہ کہ تجھے کون گھسیٹتا ہے اور تو کدھر جاتا ہے * اُسنے
کچھہ دھیان نہ کیا کہ یہہ کون ہے اور کیا بکتا ہے ناگہ حاتم کے ہاتھہ

شخص اپنے گھر آیا پر کوئی اُسکے واسطے بردہ نہ ملا کہ بہت سا کھانا
ساتھ خوشی کی پھر اپنے کام میں مشغول ہوئے سب حاتم نے
پوچھا ای صاحبو تم میں سے کسی کو بھی معلوم ہوا کہ اُس پر کیا
گذرا اُنھوں نے جواب دیا کہ تو بھی تو موجود تھا جو تو نے
دیکھا سو ہم نے * پھر ہم سے کیوں پوچھتا ہی یہ سنکر حاتم
چپ رہا اور اُس جوان کے واسطے آب دیدہ ہوکر نالہ
کرنے لگا اُنھوں نے کہا کہ ای شخص یہ رسم ہمارے ملک
کی نہیں ہی جو کوئی کسی کے واسطے رووے یا غم کرے اگر
تو اس شہر میں دو چار روز رہا چاہتا ہی تو ہمارے طریق پر رہ نہیں
تو اس بستی سے نکالا جائیگا * اس سخن کے سننے ہی حاتم
آنسو پی گیا پر دل میں اُسکا غم کھانے لگا * اُنھوں نے اُسکو
ملول دیکھکر پھر کہا کہ ای عزیز اب کیوں اندیشہ مند ہی
احوال کو مد اکاہی ہی جو تو نے دیکھا حاتم بولا میں نے کیا
جانا دیکھا کچھ نہی معلوم ہوا * اسی حیرت میں ہوں کہ
جس باتوں کو جاکر کیا جواب دونگا غرض چھ پہر حاتم کو اُس
شہر میں گذر گئے * اور اس عرصے میں اسی طرح سے سو آدمی
اُس پہاڑ کی طرف گئے اور پھر نہ پھرے اتفاقاً ایک
شخص حاتم نامی موجود تھا حاتم بیں اور اُس میں بہت

ایک جوان خوش رو بے اختیار دوڑا لوگون نے اُسکے وارثون سے جاکر کہا * کہ فلانے شخص کی کوہ ندا سے طلب ہوئی ہی وہ چلا * اِس بات کے سنتے ہی وے سب دوڑے آئے * کیا دیکھتے ہین کہ تمام منہہ اُسکا سرخ ہو رہا ہی لوگ اُسکے گرد ہین وہ بے اختیار کوہ ندا کی طرف چلا جاتا ہی * یہہ حال دیکھکر حاتم بھی حیران ہوکر پوچھنے لگا کہ ای یارو اِس جوان کو بیٹھے بیٹھائے کیا ہوگیا کہ دیوانون کی مانند دوڑا جاتا ہی نہ کچھ کہتا ہی نہ سنتا ہی * لوگون نے کہا اسکو کوہ ندا سے ندا آئی ہی کہ سنتا ہی آحاتم نے اپنے جی مین کہا کہ بارے معلوم ہوا کہ [illegible] قربلا آیا ہی جو ایسا یہہ اُڑا جاتا ہی * اِس بات کو سوچ کر اُسکو پکڑ لیا اور کہا ای بھائی یہہ مروت سے دور ہی جو تو ہمین بتاتا نہین خدا کہہ دے کہ کس کے بلانے پر ہم سبکو چھوڑے چلا جاتا ہی غرض ہر چند حاتم نے سر پٹکا پر اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور ہاتھ چھڑاکر بھاگا اور پہاڑ کے تلے جا پہنچا * حاتم بھی اُسکے پیچھے لپکا چلا گیا * کہ ایکایکی پہاڑ حاتم کی نظرون سے غائب اور اوجھل ہوگیا * اُسنے ہر چند نظر کر کر دیکھا سوا ریگستان پتھرون کے کچھ نہ سوجھا * بہت حیران ہوا [illegible] لوگون کے ساتھ ہوکر شہر مین پھر آیا حاصل یہہ ہی کہ ہرایک

سمجھاہی * کہ تو جاکر کوہ ندا کی خبر جو تجھ تک پہنچے سو لے آ
جو تو یہ ہی کہ یہاں تک پوچھتے پوچھتے میں بڑی محنت سے
رنج کھینچے * امیدوار اس بات کا ہوں اگر تم اُسکے مقصد سے
واقف ہو تو خدا کے لیے کہو دو جس سے غمخواری و مسافر پروری
ہی * کیونکہ تیرے سبب سے میری راحت سے مبدل ہو جاے *
رئیس شہر نے کہا کہ راز کوہ ندا کا ایسا نہیں جو سرسری بیان
ہو سکے * اگر تو چند روز یہاں رہیگا تو معلوم کر سکیگا *
حاتم نے کہا بہت اچھا * حاکم نے اُسکے رہنے کو ایک مکان
عالی شان فرش فروش بالیدہ آراستہ کروا دیا * حاتم
اُس میں رہنے لگا * اور دونوں وقت آب و طعام گرم و سرد پاکیزہ
ولطیف پہنچنے لگا * اور آپ بھی اکثر اُس سے ہم صحبت
ہوا کرتا ایک دن سو دو چار آدمیوں میں حاتم صحبت میں بیٹھا
ہوا کچھ باتیں کر رہا تھا * اتنے میں تذکرہ کوہ ندا کا آپڑا * اُن لوگوں
سے پوچھا کہ کوہ ندا کون سا ہی * اُنھوں نے عرض کی
خداوند کوہ ندا وہ ہی کہ جسکے چوٹی کی ہر ایک دیوار
آسمان سے لگ رہی ہی * اور اُس سے جو دمبدم
ایک آواز آتی ہی * یہ اسی گفتگو میں تھا کہ اتنے میں ایک آواز
اُس پہاڑ کی طرف سے آئی کہ بابا جی بابا جی * اُس مجلس میں سے

ایک جوان خوش رو بے اختیار دوڑا لوگوں نے اُسکے وارثوں سے جا کر کہا * کہ فلانے شخص کی کوہ ندا سے طلب ہوئی ہے وہ چلا * اس بات کے سنتے ہی وے دوڑے آئے * کیا دیکھتے ہیں کہ تمام منہہ اُسکا سرخ ہو رہا ہے لوگ اُسکے گرد ہیں وہ بے اختیار کوہ ندا کی طرف چلا جاتا ہے * یہہ حال دیکھکر حاتم بھی حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ ای یارو اِس جوان کو بیٹھے بیٹھائے کیا ہو گیا کہ دیوانوں کی مانند دوڑا جاتا ہے نہ کچھ کہتا ہے نہ سنتا ہے * لوگوں نے کہا اسکو کوہ ندا سے ندا آئی ہے کیونکر سنتا ہے حاتم نے اپنے جی میں کہا کہ بارے معلوم ہوا کہ کون سی آفت بلا آئی ہے جو ایسا یہہ اُڑا جاتا ہے * اِس بات کو سوچ کر اُسکو پکڑ لیا اور کہا ای بھائی یہہ مروت سے دور ہے جو تو نہیں بتاتا ہے کہ خدا کیہ واسطے کیونکر بلانے پر ہم سبکو چھوڑ کر چلا جاتا ہے غرض ہر چند حاتم نے سر پٹکا پر اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور پہاڑ کے تلے جا پہنچا * حاتم بھی اُسکے پیچھے لپکا چلا گیا * کہ یکایکی پہاڑ حاتم کی نظروں سے غائب ہو گیا * اُسنے ہر چند اطراف آگے آ کر دیکھا سوا رنگین پتھروں کے کچھ نہ سوجھا * نہایت حیران ہوا ندان سب لوگوں کے ساتھ ہو کر شہر میں پھر آیا حاصل یہہ ہے کہ ہر ایک

سکتا ہی * کہ تو جا کر کوہ ندا کی خبر جو تمنا تھرک ہو سو لا آ
ہوں تو یہہ ہی کہ یہاں تک پہنچتے پہنچتے میں نے بہت سے
رنج کھینچے * امیدوار اس بات کا ہوں اگر تم اُسکے قصد سے
واقف ہو تو عبداللہ کہہ دو جس بندہ نوازی و مسافر پروری
ہی * کیوں کے سبب میری راحت سے مبدل ہو جاے *
رئیس شہر نے کہا کہ راز کوہ ندا کا ایسا نہیں جو مرمری بیان
ہو سکے * اگر تو چند روز یہاں رہے گا تو معلوم کر یگا *
حاتم نے کہا بہت اچھا * حاکم نے اسکے رہنے کو ایک مکان
عالی شان فرش فروش پاکیزہ آراستہ کروا دیا * حاتم
اُس میں رہنے لگا * اور دونوں وقت آب و طعام گرم و سرد پاکیزہ
و لطیف پہنچنے لگا * اور آپ بھی اکثر اس سے ہم صحبت
ہوا کرتا ایک دن سو دو چار آدمیوں میں حاتم صحبت ستھا
ہوا کچھ باتیں کر رہا تھا * ایسے میں تذکرہ کوہ ندا کا آپڑا * اُن لوگوں
سے پوچھا کہ کوہ ندا کون سا ہی * اُنھوں نے عرض کی
خداوند کوہ ندا وہ ہی کہ جسکے دیکھنے کی ہر ایک دیوار
آسمان سے لگ رہی ہی * اور اُس سے جو دیکھو
ایک آواز آتی ہی * یہہ باتیں گفتگو میں تھا کہ ایسے میں ایک آواز
اُس پہاڑ کی طرف سے آئی کہ یا اخی یا اخی * اُس مجلس میں سے

اپنے مکان مین اُسکو * اور اوقات اوسکی بخوبی بسر کرو * بعد چند روز کے حاتم نے رخصت چاہی * اور عرض کی کہ ایک رہبر میرے ساتھ کر دو کہ کوہ ندا کا رستہ بتلادے * بادشاہ نے فرمایا کہ ای جوان یہہ شہر بھی خدا کے فضل سے آباد ہو جائیگا اِسے اپنا ہی سمجھو تو دو بارے یہیں اختیار کرو * مین اپنی بیٹی تمہاری خدمت مین دیتا ہون اِسکو قبول کرو حاتم نے کہا جبتک مین بندگان خدا کے کامون سے فراغت نہین پاتا عیش دنیا کا حرام جانتا ہون * بادشاہ نے یہہ کلمہ سنکر کہا * آفرین تیری ہمت اور جوان مردی پر * اور ایک رہبر ساتھ دیکر رخصت کیا * حاتم اُسکے ساتھ ہوا * تھوڑی دور جا کر وہ کہنے لگا کہ ای حاتم کوہ ندا کی یہی سیدھی راہ ہی اِدھر سے چلا جا * حاتم اُسکو رخصت کر کر اُدھر متوجہ ہوا بعد چند روز کے ایک شہر آباد مین جا پہنچا وہان کے لوگ اُسکو حاکم کے پاس لیگئے * اُسنے اُٹھکر تعظیم کی اور پوچھا کہ ای مسافر تو یہان کہان سے آیا ہی * کیونکہ اِس شہر مین سکندر بادشاہ کے مرنے کے بعد آدمی نہین آیا تھا * تجھکو دیکھا * اِسکا سبب کیا ہی سچ کہہ * حاتم نے کہا کہ مجھکو چین بانو ہرزخ سوداگر کی بیٹی نے

میں ہی گر پھوڑ مردوں سے یہاں اُس کا گذر ہونے لگا ہی *
اُسکے باعث تمام ملک ویران ہو گیا ہی * ہر روز ایک وقت
اُسکو آتا * اور دو چار آدمیوں کو کھا کر چلے جاتا مگر آج تک اُسکا
قدم قلعہ میں نہیں آتا اسواسطے ایک ہدن عظیم اُسکے گرد پانی
سے مدام بھری رہتی ہی معلوم نہیں کہ وہ کیا ہی * یہ بات سنکر
حاتم بولا کہ ای بادشاہ تیرے گھر تجھے مبارک ہو کہ میں اسکا کام
تمام کیا چاہے جنگل میں * خدا مسبب الاسباب ہی جو میں کو
خدا کی راہ قبول کر یاس طرف کو آنکلا * پھر تمام ماجرا اُس جانور
کا اور اپنا بیان کیا * اس بات کی سنتے ہی وہ اپنے قلعے سے
اُترا * اور حاتم کو گلے لگا کر اندر لے گیا * بعزت تمام مسند پر بٹھایا
کھانا انواع اقسام کے منگوا کر اُسکے آگے حوالے حاتم نے تو ہی
اُن کو تناول فرمایا * اور بادشاہ بھی اُسکا شریک طعام رہا *
پھر آب خاصہ منگوا کر نوش جان کیا اور اُسکو بھی پلایا *
بعد اُسکے کہا میں کیونکر باور کروں * کہ وہ بلا سے بدباری
گئی تب حاتم نے اُسکی دم اور دانت دو کان ترکش سے
نکال دکھلا دیئے * بادشاہ اُنکے دیکھتے ہی حاتم کے پانوں پر گر پڑا
اور بہت سی شکر گذاری کی * پھر ہر ایک طرف شقے پروانے
لکھ کر لوگوں کو بھیجوائے * کہ وہ بلا دفع ہوئی ہر طرف آپ

جوان تو کہان سے آیا ہی اور کہان جائیگا * حاتم نے عرض کی کہ مین یمن کا رہنے والا ہون * شاہ آباد سے آیا ہون * اور قصد کوہ ندا کا رکھتا ہون * یہہ بات سنکر بادشاہ نے کہا اے جوان تو راہ بھول گیا * جو بائین طرف سے گذر رستہ سے آیا شاید تیری موت تجھکو یہان لائی ہی اسی وقت سے تو جان کہ جہانسے آیا حاتم نے التماس کیا کہ اگر یہی خدا کی خواہش ہی تو مین بھی دل سے راضی ہون لیکن تو اپنا ماجرا کہہ * کہ بظاہر دولتمند معلوم ہوتا ہی پھر قلعہ بند کیون ہوا ہی سچ بتلا کہ تو کون ہی * اُسنے کہا کہ مین اس شہر کا بادشاہ ہون اور اس آفت کا مین بلاے عظیم چند روز سے آتی ہی اُسکے سبب سے کیا رعیت کیا سپاہ جس طرف جسکی سمائی مجھے چھوڑکر چلے گئے * شہر ویران ہو گیا * اور مین محتاج لیکن اُنکا بھی اس مین کچھ قصور نہیں کیونکہ اس بلاسے کسی شیر کی طاقت نہیں جو عہدہ برا ہو سکے اور مین اپنی شرم وحیا سے آل و اطفال سمیت قلعہ بند ہوکر بیٹھا ہون اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ اُسے مارون لاچار ہوکر گوشہ گیری توکل مع خدا اختیار کی * حاتم نے کہا کہ اے بادشاہ وہ بلا کیا کوئی دیو ہی یا کوئی درندہ عظیم ہی کہ کوئی اُسکے سامھنے نہیں ہو سکتا * بادشاہ نے فرمایا کہ مسکن اُسکا کوہ قاف

اُکھاڑ لیئے اور دم دونوں حسبِ ہمت کاٹ لی * پھر سرکش
میں رکھ کر آگے کو چلا * بعد کئی دن کے دور سے ایک قلعہ
دکھائی دیا اُسی طرف متوجہ ہوا * جب نزدیک پہنچا اُسے
سنسان پایا * اور کنگورے اُسکے آسمان سے لگے دیکھے
حیران ہو اندر گیا * تو کیا دیکھتا ہی کہ بڑی بڑی عمارتیں اُس میں
آئینہ دار چمک رہیں اور بازار چوبڑ کا بہت ستھرا صاف
آراستہ ہو رہا ہی * اور جتنی دوکانیں ہیں جو چیز چاہیئے
سو موجود ہی مگر آدمی کا نام و نشان نہیں * یہ احوال دیکھکر
حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ کوئی بلا یا تو اس شہر میں آتا ہی
کہ جسکے ڈر سے یہاں کے لوگ اپنی اپنی دوکانیں چھوڑ
چھوڑ بھاگ گئے ہیں یہ بات دل میں کہتا ہوا آگے
بڑھا * یہاں تک کہ خاص قلعہ پادشاہی تک جا پہنچا * اس میں
پادشاہ اپنے آل و عیال اور گھر بار مال و اسباب و
اخلاص حسبِ رہتا تھا اور دو چار نوکر چاکر بھی باہر کے دروازہ پر
بروز روزنوں میں بیٹھے تھے * حاتم کو دیکھکر ایک بولا * کہ بعد
مدت کے ایک مسافر اس شہر میں آیا ہ دوسرے نے کہا کہ اسکو پکارو
جو ادھر آوے * یہ بات سنکر ایک شخص نے پکارا * حاتم ایک
دریچے کے نیچے کھڑا ہو رہا پادشاہ نے کھڑکی سے سر نکال کر کہا کہ ای

کیا دیکھتا ہے کہ بڑے بڑے ہاتھی مست اور گینڈے بھی گھبرائے ہوئے ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہیں * اور اُن کے پیچھے ایک چھوٹا سا جانور ہے . صورت چراغ سی آنکھین دم سر پر چڑھائے چلا آتا ہے * حاتم ڈرا کہ یہہ کوئی بلا عظیم ہے * کہ جسکے ڈر سے اتنے بڑے بڑے جانور درندے بھاگے جاتے ہیں * مین غریب . کس شمار اور کس قطار مین * پھر اپنے دل کو مضبوط کر خنجر کھینچ مستعد ہو بیٹھا * اتنا وہ جانور اُسی درخت کے نیچے آیا * اور آدمی کی بو پاتے ہی غرّا کر اُچھلا چاہتا تھا کہ حاتم کو نیچے گرا دے * وونہین اُسنے ایک ایسا خنجر مارا کہ دونو ہاتھ قلم ہو گئے * گر پڑا اور سنبھال کر نہ اُٹھ سکا غصّے سے ہونکا * حاتم نے پھر اُسکے پیٹ مین ایک خنجر مارا کہ انتڑیان نکل پڑین * زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی پیٹ پھاڑ کر دم کو اُس مین ڈبو کر ہلانے لگا * حاصل کلام جہان جہان اُسکی بوندین پڑتین وہان آگ لگ اُٹھی * جب اُس درخت کے پاس پہنچی * حاتم جھٹ کود کے ایک جھیل مین جا پڑا * اور وہ جانور مر گیا * جب آگ بجھ چکی حاتم جھٹ کود کے پانی سے نکل اُسی درخت کے تلے آیا * اور اُس جانور کے چار دانت جو خنجر کے برابر تیز تھے

ساعت کے بعد کہا کہ اب ادھر جائیے اُدھر چلا جا * اُسنے کہا
کہ میرے پاس خرچ راہ نہیں * حاتم نے کئی درم کھیسے سے
نکال کر دئیے پھر رخصت کیا * اور آپ اُس قبر کو درست
کر کے اپنی جگہہ پر آکے سو رہا * اس لئے کہ کوئی معلوم نکرے *
جب صبح ہوئی تب اُٹھکر اُن لوگوں سے کہنے لگا * کہ مجھکو
خدا کی سپرد کرو جانا ہی رخصت کرو * اُنھوں نے کہا کہ ای
جوان کوہ ندا یہاں سے بہت نزدیک ہی مگر یہی کہ بشر
لیجائے * پر ایک بات یاد رکھو * کہ تھوڑی دور جاکر ایک
دوراہا ملیگا * چاہئے کہ اُسکی داہنی طرف کی راہ اختیار کرے *
یقین ہی کہ منزل مقصود کو پہنچیگا حاتم اُن سے رخصت ہوا
اور دس روز تک رات دن سفر کی طی کرتا ہوا چلا گیا گیارھویں
دن اُس دوراہے پر جا پہنچا * اور اُسکی نصیحت کو بھول کر
بائیں طرف چل نکلا * سچ ہی کہ جس راہ کو اُسنے منع کیا
تھا وہی اُسنے اختیار کی بعد دو دن کے کیا دیکھتا ہی کہ تمام
جانور کیا درندے کیا گزندے بھاگتے ہوئے چلے آتے ہیں *
یہہ ایک کونے میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا * کہ شاید کوئی شیر تھا
یا اور کوئی درندا پیچھے پڑا ہی * جو یہہ ایسا چھپائے گر کر
پڑتے چلے آتے ہیں یہہ سمجھکر ایک درخت پر چڑھ گیا *

سبب سے حاتم نے تین رات قابو نہ پایا * خالی پھر پھر آیا *
چوتھی رات لوگ اپنے اپنے گھر آئے حاتم اُٹھ کر اُس گور
پر گیا * اور وہ شخص گور کے اندر حاتم کو اِس طرح سے برا
بھلا کہکر سو رہا کہ وہ مسافر نہایت جھوٹھا اور دغاباز تھا جو مجھہ
غریب کو اپنی دغابازی سے اِس گور مین گڑوا گیا * مین نے
خود برا کیا جو اُس کا کہنا مانا اور اُسکے سخن کو سچ جانا کسیکا
اِسمین کیا دوس اپنا کیا اپنے آگے آیا الغرض حاتم اپنا منہہ
تابدان پر رکھہ کر پکارا * کہ اے جوان مین تجھے نکالنے کو آیا ہون *
اُس نے جواب نہ دیا اِسنے جانا کہ شاید مرگیا * پھر پکارا تب بھی
نہ بولا * پھر تو حاتم کو یقین ہوا کہ یہہ ہرگز نہین جیتا * نہایت افسوس
کیا بے اختیار رو دیا * تیسری بار باآواز بلند پکارا کہ اے
جوان اگر جیتا ہی تو جواب دے * نہین تو قیامت تک اِسی گور
مین رہیگا * مین اپنے وعدے کو وفا کرچکا ہون اتنے مین وہ چونکا
اور سنا کہ کوئی شخص قبر پر چلا رہا ہی * اُٹھہ کھڑا ہوا اور
تابدان کے پاس آیا * اور کہنے لگا کہ تو کون ہی جو پکارتا ہی *
حاتم نے جو اُسکی آواز سنی سجدہ شکر بجالایا * اور بولا مین
وہی ہون کہ جسنے تجھسے وعدہ کیا تھا * یہہ کہکر خنجر کمر سے
نکال لیا اور کھود کر اُسکو نکالا * کھانا پانی کھلا پلا کر ایک

وس بس آدمی اچھی طرح شناس اسّں * یہ بات حاتم کی زبانی سنتے ہی حاکم سرپرا لوہوا بعدایک دم کے سراُٹھا کر کہنے لگا کہ جس حسن صورت کی گور ساز کو کہتا ہی ویسی ہی سازکرد * بات یہ ہی کہ وہ اپنی خوشی سے گر ر * یہ سنکرو ے لوگ پھر آئے اور ایک قبر ویسی ہی بنائی * تب حاتم ر اُن لوگوں کی آنکھ بچا کر اس سے کہا کہ تو ہرگز اندیشہ مکر * میں رات کے وقت تجھے اُس میں سے نکال لے جاؤنگا * وہ اس بات پر حاتم کی راضی ہوا * اور ان لوگوں سے کہنے لگا کہ ای یار وات دیر مکرو جو تم کیا چاہتے ہو سو مجھے قبول ہی * آخر اُنھوں ر اُن دونوں کو اُس قبر میں گاڑ دیا * اور ایک پتھر سے اُسکے منہ کو بند کرکے حاکم سمیت اپنے شہر کو گئے * پھر اُسکی ہمداری کی * اور ایک مکان ستھرا سا سونپ دیا * پر وہ تمام رات ہوشیار بیٹھا تھا * کہ کسی طرح سے اُس شخص کو قبر سے باہر نکال لے * جب رات ہوئی اور گھروالے سو رہے * تب حاتم اپنے بچھونے سے اُٹھا اور اُس گور کی طرف گیا * اُس ملک کا یہ دستور تھا کہ پاس رونیک قبر پر مرد ے کے وارث تمام رات جاگا کریں * اور گھر نہ آویں عورتوں کا منہ نہ دیکھیں * چنانچہ ایسی

حاتم نے معلوم کیا کہ ... کر ... اُس کو نکالا ... نہ ہونگے * اور یہہ بھی اپنی خوشی سے نہ گریگا اِس بات کو احاطہ کر کر اُسنے اپنے شہر کی بولی میں کہا * کہ تو خاطر جمع رکھہ میں تجھے اِس قبر سے کسی نہ کسی طرح نکالونگا ... اُن کے سامھنے اُس میں گرا * اُس نے کہا کہ اگر گر ... تو تیرے نکال ... کے وقت ... جیتا کیونکر رہوگا * پھر حاتم نے اُسکی تسلی کر کر اُن لوگوں سے کہا کہ یار وہہ اجال گرتا اپنی بولی میں کہتا ہے * کہ ہمارے شہر کا یہہ دستور ہے کہ قبر کو بطور حجرے ... کے بناتے ہیں اگر یہہ بھی اُسی طرح ... بنا دینگے تو میں اپنی خوشی سے گر ونگا * اِس سخن کو ... سنکر کہنے لگے کہ یہہ بات حاکم سے تعلق رکھتی ہے * ہم کچھہ نہیں کر سکتے * وہ جو کہیگا سو کرینگے * حاتم اُن سبھوں کو وہان کے حاکم کے پاس لے گیا * و ... کہنے لگے خداوند یہہ شخص ہرگز گرنے پر راضی نہیں ہوتا * پر یہہ بات کہتا ہے کہ جس صورت ... میرے ملک میں گور بنتی ہے اگر اُس ڈھب ... کی بناؤ ... گر تو میں قبول کرونگا * حاکم نے کہا کہ اُسکے شہر میں قبرین ... طرح کی بنتی ہیں * حاتم نے کہا حضرت ... کوٹھری کی طرح * ... کہ جس میں

ہیں اور جو خاوند مر جائے تو جورو کو اُسکے ساتھ گاڑ دیتے ہیں
اسبات کو اُن دونوں نے قبول کیا سب ہمسے اُن کا عہد
باندھ دیا* یہ کیا انصاف ہی کہ ہم ایک مدت تک اس سے
جس کر مارہا* اور اُسکی جوانی کے باغ سے گل عیش لوٹتا
رہا* اب جو وہ مر گئی ہی تو یہ اپنی خوشی سے اُسکے ساتھ نہیں
گڑتا* اور اپنے اقرار پر ثابت قدم نہیں رہتا* اس میں
کسکا قصور ہی* کچھ ہم زبردستی سے کسیکو نہیں
گاڑتے* اگر اُسکو باندھ کر دبا دیں* تو البتہ ظلم
ہی تو ہی پوچھ کہ یہ اپنے قول سے کیوں پھرا ہی*
اور اپنے وعدے کو کیوں وفا نہیں کرتا* یہ بات
سنکر حاتم اُسکے پاس گیا* اور کہنے لگا کہ ای جوان
تو کس لئے اپنے کہے پر عمل نہیں کرتا کیک جیتے گاڑا جانا
مرنا ہی* یہ مرہی ہی کہ جو کچھ تو نے کہا ہی اُسپر ثابت رہ*
اس نے کہا ای مسافر تو بھی اتنا نہیں جانتا کہ جو یہ بات
کہتا ہی* تو اپنے شہر کا دستور سیان کیوں نہیں کرتا* حاتم
نے کہا کہ میں کیا کہوں تو آپ ہی قرار کر چکا ہی* اب پھر
تجھے شرم نہیں آتی* اُسنے کہا کہ یہ مجھسے کبھی نہو گا
جو میں اُنکا کہا کروں اور جیتے جی مردے کے ساتھ گڑوں*

رئیس اس بستی کا کہان ہی مجھکو اُسکے پاس لے چلو مین کچھہ اُس سے
کہونگا * یہہ بات سنکر وے اُسکو اپنے سردار کے پاس
لیگئے حاتم نے اُسکو دیکھتے ہی کہا کہ ای مرد بزرگ تمہاری
کیا رسم ہی جو جیتے کو مردے کے ساتھہ گاڑتے ہین *
اِسپر وہ غریب بھی راضی نہین زبردستی کرتے ہو اور خدا سے
نہین ڈرتے وہ بولا کہ ای عزیز یہہ جوان بھی تیری ہی طرح
سے مسافر اِس شہر مین وارد ہوا تھا چند روز یہان رہکر میری
بیٹی کو چاہنے لگا * ندان ہم لوگون مین مل گیا اور اِس شہر کا
یہہ دستور ہی کہ جبتک لڑکی یا لڑکا اپنی جوانی پر نہین
آتا تبتک ہم لوگ اُسکو اپنی رضا و رغبت سے نہین
بیاہ کرتے جبتک کہ آپس مین عشق و محبت نہو بلکہ حد سے
گذر جاے یہان تک کہ ہر ایک اپنی خوشی سے اقرار کرے
کہ جو کوئی ہم مین سے مرجائیگا تو اُسکے ساتھہ دوسرا بھی جیتے جی
گڑ لگاتے تب ہم اُن دونون کو بیاہ دیتے ہین چنانچہ یہہ جوان
بھی ہماری رسم سے آگاہ ہوکر اِس لڑکی پر عاشق ہوا تھا
جب محبت کا مال دیکھی تب مین حاکم شہر کے پاس اُن دونون
کو لے گیا اُسنے اُن سے کہا کہ ہمارے ملک کی یہہ رسم
ہی جو عورت مرجائے تو شوہر کو اُسکے ساتھہ دفن کرتے

اور افسوس کرنے لگا * جب وے لوگ اپنے گھروں کو چلے *
حاتم بھی اس ہندو کے ساتھ چلا آیا * تب اس ہندو نے کہا کہ
اے جوان کیوں دیکھا تو نے ہندوؤں میں اپنی رضا اور رغبت سے
جلتی ہیں * کوئی اُنپر زور و ظلم نہیں کرتا اور یہ طریقت کی
یہی ہے * حاتم نے کہا یہ سچ کہتے ہو یہ طریق دوستی اور
وفاداری کا یہی ہے کہ اُنکے پیچھے آتش فراق میں جلیں * کیونکہ
وہ آگ اس آگ سے بھی بدتر ہے * غرض بعد کئی دن کے
پھر حاتم نے کہا کہ اے عزیز مجھکو کوہ ندا کی طرف جانا ہے
رخصت کر یہ بات سنکر اُس ہندو نے کہا کہ اے جوان
کوہ ندا یہاں سے بہت دور ہے تو نہ پہنچ سکیگا * حاتم نے کہا کہ خدا
کریم و کارساز ہے وہ بہرصورت پہنچا ہی دیگا یہ کہکر وہاں سے
رخصت ہوا اور ملک ملک گاؤں گاؤں کی سیر کرتا ہوا اُسکی طرف
جا پہنچا کہ ایک شہر دکھائی دیا جب اُسکے قریب جا پہنچا تو لوگوں کو
دیکھا کہ بہت سے جمع ہیں اور شور و غل کر رہے ہیں جا کر
اُن سے پوچھا کہ اے یارو اس شور کرنے کا باعث کیا ہے کسی
نے کہا کہ یہاں کے رئیس کی بیٹی مر گئی ہے ہم چاہتے ہیں کہ
اُسکے خاوند کو بھی اُسکے ساتھ جیتا گاڑیں پس وہ اس بات کو قبول
نہیں کرتا اسی واسطے یہ شور و غوغا ہے حاتم نے کہا تمہارا

خبر نہین کیونکہ وہ گونہ یاد نتھا کہ اِس مرد کے ساتھ ہم
نے عیش و آرام کیا تھا * اب وہ جو مر گیا ہی تو ہم اُس سے
جدا ہون اور جیتی رہین یہہ بات محبت و مروت سے بعید و
دور ہی سوا اسکے اُنکے تمام عمر آتش فراق مین بھی جلنا پڑیگا *
جس سے بہتر یہی ہی * ایک ہی بار اُسکے ساتھ جل بجھین *
جو تمام عمر غم سے اور آتش فراق سے چھوٹین * آگے
پرمیشر جانے * کیونکہ اِس بات سے جی ڈرتا ہی * کہ کہین
شیطان اپنے مکر سے ہمارے دلون مین ایسا وسوسہ ڈالے
کہ جسکے سبب ہم اپنے سوامی کو بھول کر کسی غیر کی طرف
نظر بد سے دیکھین اور اپنی عصمت کو کھو دین * دھکار ہی
ایسی زندگی کو * غرض اُنھون نے حاتم کے کہنے کو بھی نمانا *
اور دیوانون کی طرح اِدھر اُدھر دیکھتی بھالتی چتا کے پاس جا
پہنچین * پھر اُس مردے کو لیکر چتا پر رکھا اور آپ ہنستی
ہوئین اُسکے گرد ہو گئین پھر کسی نے سر اُسکا رانو پر رکھہ لیا
کسی نے پانون گود مین لے لیئے * ندان چتا کو آگ لگا دی *
تب حاتم نے جانا کہ یہہ اِس آگ کی گرمی سے ڈر کر بھاگ
جائینگی لیکن یہہ گمان غلط پڑا وے ہنسی خوشی سے اُسکی ساتھ
جلکر راکھہ ہو گئین * حاتم نے اِس احوال کو دیکھکر گھبرایا *

یاد جو دا سکے کہ مرد ے کا بھی جلانا روا ہی * اسبات کو
سنکر اُس ہندو نے کہا کہ یہہ سچ ہی مرد اور شوہر اُلفت
بہت سی رکھتے ہیں یہانتک آپس میں عاشق و معشوق ہو تے
ہیں جسطرح ہی کہ خاوند مرے اور جورو جیتی رہے ہم
ہرگز نہیں جلاتے تو وہ اپنی خوشی سے جلتی ہی اگر کچھ روز
دن اس شہر میں رہو تو ہم تمہیں دکھا دینگے * یہہ وہاں رہا
اتفاقا وہاں کا رئیس بیمار ہو کر دو چار ہی دن میں مرگیا *
اُسکی چار جوروئیں تھیں * اور پہلی بی بی کا ایک لڑکا بھی
تھا * جب اُسکی ارتھی بنا کر لے چلے تب وے چاروں
کمخواب کے لہنگے پہن لال پاس کی ساڑیاں باندھ گہنے
پاتے سے آراستہ ہو پھولوں کے ہار گلے میں ڈال بالوں کو بکھیر
ساتھ ہو لیں * قبیلے کے لوگ اُن کے پاؤں پڑ کر کہتے کہ تم
گھر ہی رہو ہم تمہیں جلانا نہیں چاہتے * اُنھوں نے کسی
کا کہنا نہ مانا * تب حاکم اُن کے پاس جاکر کہنے لگا کہ ای
بیبیو تمہیں شرم نہیں آتی جو اپنے گھر سے نکل کر
بازاروں میں آئی ہو اور ایک مردے کے ساتھ جانی چاہتی ہو *
وے یہہ سنکر کہنے لگیں کہ ای جوان تجھے ہمیں دیکھنے سے
حیا نہیں آتی * اور ہم تو مردے نہیں ہمکو سسر پرد ? کی کچھ

دو چار دن یہیں رہو تا کہ ماندگی راہ کی دور ہو وے یہہ بات سنکر حاتم نے اُن دونون کو کہا کہ آفرین صد آفرین تمہارے اس ہمت اور مسافر پروری پر یہہ سنکر اُنھون نے نہایت عجز سے کہا کہ ہم سے تمہاری خدمت کیا ہو تی یہہ کہا ما گھر مین معمولی لرکے کر تا لون کم لئے موجود تھا وہی ہم لے آئے ہیں * اگر دو تین دن یہان تشریف رکھو تو البتہ ہم موافق اپنے مقدور کے کچھ خدمت بجا لائین حاتم نے کہا اچھا مین تمہاری خاطر سے دو چار روز رہونگا * اس بات کو سنکر وے خوش ہوئے * پھر اُس جنگل مین ایک مکان خوش اسلوب مین ایک مکان نہایت تکلف سے سجایا * اور فرش بھی اُسکے آگے ستھرا کر دیا * پھر کھانے انواع اقسام کے پکوا کر اُسکے آگے رکھے * اور کہا کہ اِس مین سے کچھ نوش جان فرمائیے تو ہمین احسان و مہربانی ہے حاتم نے تو ایسے کھانے کبھی نہ کھائے تھے اُن کو کھا کر نہایت محظوظ ہوا * اور بہت سی تحسین و آفرین کر کے اُن سے کہنے لگا * کہ یہہ مکان جنگل و بیابان عجب گلستان ہے لیکن یہان کی یہی رسم ہے کہ جیتی عورت کو موئے خصم کے ساتھ جلا دیتے ہیں *

معلوم ہوا کہ تو اس ملک کا رہنے والا نہیں * صاحب یہ ملک ہندوستان ہی یہاں کی رسم یہ ہی کہ جو رو اپنی خوشی سے خاوند کے ساتھ جلتی ہی جانم دکھا صاحب مردے کے ساتھ جینے کو جلانا یہ رسم بہت بد ہی یہ کہکر اسے رخصت ہوا اور کسی گاؤں میں جا پہنچا وہاں ایک شخص سے پانی مانگا وہ ایک کٹورا دودھ کا اور ایک ... کا بھر کر لے آیا اور کہنے لگا کہ اگر تیرا جی چاہا ... تو یہ حاضر ہی اگر دودھ کی طرف طبیعت رغبت کرے تو یہ دودھ موجود ہی ان دونوں میں سے جو چاہے اسے پی جانم پہلے ... لیا پھر دودھ کا سالا مانگا ... سی شکر اس میں ڈالکر ... بھی سالا حوالے کیا اور کہا کہ ای مسافر اس وقت میرے گھر میں اچھے ... جانم چاول ماس سب کے پکے نہیں بلکہ سارے دھرے ہیں اگر تو کہے تو وہ بھی لے آؤں اپنے ساتھ کھا بہات مرا ... جانم بولا کہ بہت اچھا سکی کا پوچھنا کیا اور اپنے دل میں اُسکے بہت ... کرنے لگا غرض وہ ہندو ایک تھالی میں بھوت اکھانا لے آیا جانم ... اُسکو ... کھایا اور رات کی رات اُسی گاؤں میں ... سر کیا صبح کو ہوتے ہی اُس ہندو کی خوبی سے آکر کہا کہ رسوئی ساری ہی کچھ اُس سے کھا داور

لی * تھوڑی دور جا کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک ... پیر مار ...
بھوکھہ ... کر زمین پر ... ہا ہی * یہہ حال ... دریافت کر کہ
اُس نے ایک ہرن کو ... کار کیا اور اُس ... پیر ... کر آگ ... ڈال
دیا * اُس ... بھونی تمام ... بھر کر کھایا پھر سجدہ شکر ادا کر کہ
جنگل کی راہ لی * اور حاتم نے بھی کچھہ کھایا ... کھا کر ایک ... تالاب
پر جا کر پانی پیا اور درگاہ الہی مین سجدہ کر ... کر آگے کا رستہ
پکڑا * ... جنگل مین کچھہ میوا ... اُسی طرح ...
... کار کر ... گو ... ہی کھاتا * بعد چند روز ... ایک ... آبادی
نظر آئی اُسکی طرف ... چلا * ... قریب ... جا پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ
... لوگ ... میدان مین آگ ... جلا کر اُسکے گرد ... ہین
اُس نے بڑھکر اُن ... پوچھا کہ ای یار وہہ کون سا ... ہی اور
تم کون ہو * اور اِس جگہہ اتنی لکڑیان جمع کر ... کر آگ ... کیون
جلاتی ہی * اُنھون نے کہا کہ ای فقیر تو اپنی راہ ... تجھے اِسکے
دریافت ... کر ... کیا حاصل یہان کچھہ ... نہیں ہوتی جو ہم
تجھے کچھہ دین * ہماری قوم ... آج ایک ... شخص مرگیا ہی
اُسکی جورو اُسکے ساتھہ جلتی ہی حاتم نے کہا کہ ای یارو تم
اِس مردے کو زمین مین کیون نہین گاڑ ... اور اِس ... غریب
عورت ... کو جیتے جی کیون جلاتے ہو * اُنھون نے کہا ای عزیز

ڈرا جائیے شاید کسی مسافر کو ستم مارا ہی اُسکا گوشت
کھایا چاہتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ یہی قاعدہ ہی تمہارا کہ جو مسافر
بھولا بھٹکا یہاں آ نکلتا ہی تم اُسکو ذبح کرکے گوشت آپس میں
بانٹ کر کھا لیتے ہو * وہ بولا کہ ای مسافر توبہ کر خدا سے
ڈر ہم مسافروں کو مار کر نہیں کھاتے * تب حاتم نے کہا
کہ یہ طرفہ ماجرا ہی تو آپ ہی کہتا ہی کہ یہ گوشت آدمی کا ہی
پس کوئی اپنے ہم جنس کو ذبح کرکے نہیں کھاتا مگر غیر کو * اُس
شخص نے جواب دیا کہ یہ غلط سمجھا ہی تو * ہمارے ملک کی
یہ رسم ہی کہ جو کوئی بیمار پڑتا ہی اُسکو وہاں کے لوگ اسکو
ذبح کرکے گوشت کے حصے آپس میں کر لیتے ہیں * حاصل یہی
ہے ہمارے شہر میں اپنی موت سے کوئی نہیں مرا * اور
یہ قسمت ہی * حاتم نے اس ماجرے کو سنکر کہا کہ لعنت ہوا
تمہاری رسم پر اور تمہارے شہر پر خدا کرم ہی اکثر بیماروں
کو اچھا کرتا ہی * اور اکثر اچھوں کو بیمار ڈالتا ہی * پس جو
کسلمند ہو تم اُسکو ذبح کرکے کھا جاؤ * یہ فعل کس قوم میں
درست ہی * یہ کیا ظلم ہی اس حرکت سے تم سب کے
گنہگار ہو اور ہزاروں خون تمہاری گردنوں پر ہیں * تمہارا
منہ دیکھنا روا نہیں * یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ

ایک شہر کے قریب ایک شہر کے جا پہنچا* اور اسکے گرد پیش کوئی قبر نہ دیکھی* جانا کہ وہ شہر یہی ہے* اندر گیا وہاں کے رہنے والون نے پوچھا کہ اے جوان تو کہان سے آیا ہے اور کہان جائیگا حاتم نے کہا شاہ آباد سے آیا ہون* اور کوہ ندا کو جاونگا انھون نے کہا کوہ ندا کا رستہ یہان سے بہت دور ہے تو نہین جا سکیگا* اس نے جواب دیا کہ جو مجھکو یہان لایا ہے وہ کریم کارساز وہان بھی پہنچا دیگا* پھر انھون نے کہا کہ تو آج کی رات یہین رہ جا ہماری دال روٹی قبول کر حاتم نے اس بات کو سنکر وہین اُتر رہا* اور وہان ایک شخص کتنے دنون سے بیمار تھا* اُسکے وارثون نے جمع ہوکر اُسے ذبح کیا* اور گوشت آپس مین بانٹ لیا* اور یہہ شخص جس نے حاتم کو مہمان رکھا تھا اسکا حصہ لکا ایک کوزہ پانی اور دو چار روٹیان شام کے وقت حاتم کے پاس لے آیا* اور کہنے لگا کہ اے مسافر جلد اسکو کھا کہ کبھی ایسی نعمت نہ کھائی ہوگی* حاتم نے کہا اے عزیز مین نے جتنے چرند و پرند حلال ہین سب کھائین ہین یہہ کس جانور کا گوشت ہے جو مین نے نہین کھایا اُس نے کہا البتہ تو نے جانورون کا گوشت کھایا ہوگا پر یہہ آدمی کا ہے ایسا کبھی نہ کھایا ہوگا* حاتم نے یہہ بات سنکر کہا کہ تم آدم خور ہو تم

دوستکا * براے خدا اُسکے لئے اپنے شہر سے نکلا * اور
مسافرت اختیار کی * خدا کے فضل سے چار سوال اُسکے
پورے کر چکا ہوں یہہ پانچویں سوال کی باری ہی * اور وہ
یہہ ہی کہ کوہ ندا کی خبر لانا ہے * اُسی تلاش میں حضرہ
سے گذر کر یہاں * جس سے پوچھتا ہوں کوئی نہیں
بتاتا * اگر تجھکو خبر ہو تو اُسکا کھوج بتادے * کوتاکو
تو میرا ساتھ دیا خدا کی مہربانی فرمائی * یہہ بات سنکر
اُس درخت سایہ دار نے کہا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے
سنا ہی کہ دکھن کی طرف ظلمات ہی * اور اُسکے بائیں
طرف ایک شہر عالی شان آباد ہی * وہاں آج تک کسی
نے مردہ نہیں دیکھا نہ قبر دیکھی ہی * اور نہ کوئی کسی کے
واسطے روتا ہی * یہہ ماجرا سنکر حاتم نے کہا کہ مجھکو
اُسکی سمت کو جانا ہی * وہ بولا کہ ای عزیز بہتری ہوئی راہ
تو کس طرح چلے * اور منزل مقصود کو کیونکر پہونچیگا * حاتم نے
کہا کہ جو مجھے یہاں لایا ہی وہی وہاں پہنچاویگا * اس شخص کو
سنکر اُس درخت سایہ دار نے بہت سا زر و جواہر اُسکے
آگے رکھدیا * حاتم نے اُس میں سے خرچ راہ کے موافق
لیا * اور باقی فقیروں کو دیکر اُسی طرف کا رستہ پکڑا * بعد

دیا۔ ذاتی اور نیک طبیعتی کی خبر دی * حاکم شہر نے اُسکو اپنے
روبرو بلوایا * عزت و حرمت سے مسند پر بیٹھایا * اور کہا
کہ اے جوان اگر اِسی شہر مین تو بود و باش اپنی کرے
تو عین مہربانی ہے * اور مین بھی اپنی بیٹی تیری خدمت مین
دون * حاتم نے کہا کہ مجھکو ایک کار ضروری در پیش
ہے بے اُسکے لاچار ہون نہین ٹھیر رہتا * یہ سنکر اُس
نے کہا کہ اگر ہم بھی اُس کام سے مطلع ہون تو تیری رفاقت
کرین * حاتم نے التماس کیا کہ مین یہ نہین چاہتا کہ کوئی
میرے ساتھ تکلیف کھینچے * وہ بولا کہ اے جوان اگر ساتھ
نہین لیتا تو بھلا یہی کہہ دے کہ وہ ایسا کیا کام ہے * حاتم نے
کہا کہ ایک عورت حسن بانو نام سات سوال رکھتی ہے
جو کوئی اُنکا جواب بخوبی دے اُسی سے وہ اپنا نکاح کرے *
حاصل یہ ہے کہ شہزادہ منیر شامی اُس پر عاشق ہوا ہے
نہ طاقت جدائی کی رکھتا ہے نہ قدرت وصال کی * اور یہہ
بھی نہین ہو سکتا کہ اُسکے سوال پورا کرے * مگر اُسکے
فراق مین جنگل جنگل روتا پھرتا تھا * اتفاقا ایک دن مجھسے
ملاقات ہو گئی * مین نے جو اُسکا بحال تباہ آنکھین سے
دیکھا تھا بیحد غمگین ہوا بلکہ رو دیا * آخرکار مین نے

ڈال * اور ریت بھر کر کہا کہ بھسول ہو * اور تیری زد سے
ہم بھی روزہ کھول لیں * یہ بات سنکر حاتم کہانے لگا * پھر
وے سب بھی شریک طعام ہوئے * بعد اسکے جو کا اُسکو اپنے
اپنے گھر بھجوا دیا وہ اکی عورتوں نے کھایا * تو نہائے
اور پاک و پاکیزہ کپڑے پہن کر گھر چلے * اور حاتم سے کہا
کہ اے جوان اگر تیرا جی چاہے تو چند روز ہمارے یہاں مہمان
رہ حاتم نے کہا بہت بہتر تمہاری خاطر سے دو چار روز رہ
سکتا ہوں غرض وے اُسکو شہر میں لے گئے اور ایک مکان
ٹھہرایا اُسکے رہنے کو خالی کروا دیا * اور لوازم خورد و پوش
کے جو ضرورت تھی بدتوں سب بھجوا دئیے * حاتم اپنے
دل میں کہا کہ یہاں کی عجب رسم ہے اگر میں ان کاموں سے
فرصت پاؤں اور منیر شامی کے مطلب کو پورا کر لوں تو میں بھی
اپنے شہر میں جا کر اسی طرح جہانداری کرونگا * اور وے
عورتیں آرزو مند تھیں کہ اگر اس جوان کا ہم میں سے جی
حسسر چلے اُس سے لشوں نام لے * اور شراب جو سامنے
لے لے کر گئیں لیکن حاتم نے کسی کی طرف خواہش کی نظر ٥
سے بھی نہ دیکھا صحبت کرنا تو معلوم * جب سات روز گذر
گئے تب ان عورتوں نے اپنے سردار دل سے حاتم کی

صورت دیکھی اب اسکو بھی دفن کرینگے اور کھانا بھی
کھاوینگے * حاتم نے کہا کہ اگر ایک مہینے تک کوئی مسافر
یہان نہ آوے تو اس مردے کا احوال کیا ہو * اور تم کس
صورت سے جیو * اُنھون نے کہا کہ یہہ بات سچ ہی ہر ساتوین
دن خواہ نخواہ مسافر کہین نہ کہین سے آہی رہتا ہی * احیانا
اگر پندرہ روز نہ آیا تو تمام دن روزہ رکھین شام کی وقت صرف
پانی ہی پئین * اور مردہ بھی ایک مہینے تک نہین سڑتا * حاتم
نے کہا کہ اگر ایک مہینے سے زیادہ گذرے تو تو بدبو آویگی
اُس وقت کیا کروگے * وے بولے جو ایسا ہی ہو تو مردے کو
گاڑ دین اور تمام مرد و زن چھہ مہینے تک روزہ رکھین *
شام کی وقت درگاہ الہی مین توبہ کرین * اور کھانا ہر دو نے
ہمسایون مین بانٹین پھر مردے کی قبر پر جاکر بہت سا مال و زر
خیرات کر کر اپنے اپنے کام مین مشغول ہون یہہ بات سنکر
حاتم حیران ہوا * اور اُنھون نے اُس مردے کو تہ خانے مین
اُتار کر فرش پاکیزہ بچھا کر اُسکو اُسپر لٹا دیا * اور طرح طرح
کے کھانے رکھے خوشبوئیونکی بتیان روشن کر کر مسافت
باہم انکے گرد پھر قدم بوس ہو کر باہر نکل آئے * اور دسترخوان
پر جا بیٹھے پھر حاتم سے کہا اے مسافر کھا کہ مین پہلے تو ہاتھہ

کہ ایک شخص چلا آتا ہی * سب کے سب اُسکی طرف متوجہ
ہوئے * اور آواز بلند کہنے لگے کہ مرحبا ای مسافر خوب ہوا
تو یہاں آیا * ہم کب سے تیری راہ دیکھتے ہیں حاتم
آگے گیا تو دیکھا ہی کہ ایک دسترخوان پر طرح بطرح کے
کھانے چنے ہیں * اور ایک جنازہ رکھے گرد بہت سے
لوگ بیٹھے ہیں * حیران ہو کر پوچھنے لگا اِس مردے کو
کیوں نہیں گاڑتے * اور اِس قدر کیوں روتے ہو
اُنھوں نے کہا کہ ہماری قوم کی یہہ رسم ہی * کہ کوئی
شخص کہیں کا غریب مرجاوے تو ہم سب اُسکے جنازے
کو جنگل میں لے آتے ہیں * اور کھانے بہت سے
پکا کر ایک دسترخوان پر چنکے مسافر کی راہ دیکھتے
ہیں اگر کوئی پیچھے پردیسی اِس عرصے میں آگیا تو مردے کو
گاڑ دیتے ہیں * اور کھانا اُس مسافر کے آگے رکھدیتے ہیں *
چنانچہ اِس مردے کو سات روز ہوئے ہیں کہ یہہ تو نہیں
یہاں پڑا ہی * اور کوئی مسافر ایک بھی اِس طرف نہ آیا
تھا * ہم سخت مصیبت میں گرفتار تھے * کہ ہر روز کھانا شام کے
وقت اپنی عورتوں کو بھیج دیتے تھے * اور آپ یوں نہیں پڑے
رہتے تھے * الحمد اللہ کہ آپ آئے تو اِس روز دوسری

کہ وہان آواز کرنے والا کون اور بہارنے کہ اُدھر کیا اسرار ہی حاتم پھر نکر وہان سے رخصت ہوا اور کاروان سرا سے مین آکر منیر شامی سے کہنے لگا کہ ای منیر شامی اب مین کوہ ندا کی خبر لاتا ہون * اگر زندگی وفا کرتی ہی تو اِس بات کو تحقیق کر کے پھر تجھ سے آ ملتا ہون اور نہیں تو مرضی اللہ کی پھر تو کسی بات کا خطرہ نہ کرنا *

* پانچوان سوال حاتم کے جانے کا *

* اور کوہ ندا کی خبر لانے کا *

غرض حاتم نے دو چار باتین نصیحت آمیز منیر شامی سے کہکر کے جنگل کی راہ اختیار کی * آخر جس بستی میں جا نکلتا تھا وہان کے لوگون سے پوچھتا * کہ ای عزیزو تم مین سے کوئی کوہ ندا کی راہ سے واقف ہی تو مجھے بتا دے پر یہ بات سنکر وے لوگ حیران ہو ہو کر کہتے کہ بھائی ہماری اتنی بڑی عمر ہوئی ہی ہمنے اُس کا نام بھی نہیں سنا راہ تو ایک طرف * اور حاتم جوانمردی سے آن دیکھی آن سنی راہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا بعد ایک مہینے کے کسی شہر کے گرد نواح جا پہنچا * کیا دیکھتا ہی کہ تمام مرد و زن اُس شہر کے صحرا مین جمع ہوئے ہیں * یہ اُنھین کی طرف چلا * اُنھون نے جو دیکھا

روانہ ہوا* بعد ایک مدت کے جا پہنچا* وہاں کی رہنے والے
اُسے پہچان کر حسن بانو کے دروازے پر لے گئے* وہ اُحوال
ہو گئی اُسے پردے کے باہر بلوا کر بٹھلایا اور احوال
پوچھا* حاتم نے سارے اپنی راہ کی مصیبت بیان کی پھر اُس
بابر مرد کی حقیقت جو تھسک تھسک سبھی تمام و کمال کہدی*
حسن بانو نے کہا کہ ای حاتم جو تو کہتا ہی سو سچ ہی*
اُس میں کچھ شک نہیں یہہ کہکر اُسی وقت طعام پر تکلف
ولذیذ منگوا کر حاتم کے سامنے رکھوایا* اُسنے کہا
کہ ای حسن بانو میں کاروان سرا میں جا کر اپنے بھائی
کے ساتھ کھاؤنگا* یہہ کہکر وہاں سے اُٹھا اور سرا میں
آ کر منیر شامی سے ملاقات کر کے باہم کھانا کھایا اور تمام
سرگذشت بیان کی پھر منیر شامی نے بہت سی تحسین
و آفرین کی* پھر اپنے پلنگ پر بارام تمام سو رہے صبح کو
حاتم نے حمام کر کپڑے بدلے اور حسن بانو کی دیوڑی
پر آیا چوبداروں نے خبر پہنچائی کہ حاتم آیا ہی اُسنے
پردہ کر کے اندر بلا لیا اور ایک کرسی پر بٹھا کر کہا کہ ای حاتم
سنہ میں یوں آیا ہی کہ ایک پہاڑ سے آواز آتی ہی*
پاسی واسطے اُسکا کوہ ندا نام رکھا ہی اب اُسکی خبر لا*

لیکن نہین جانتی کہ کون سی کسکی ہی * اِسی طرح انگوٹھی کو اور
مجھے بھی بھول جاؤنگی * کیونکہ ایک دو ہون تو کوئی یاد رکھے *
یہ بیکرون ہزارون کا کہان تک دھیان کرے اِس بات
کو [illegible] بادشاہ حیران ہوا اور اُسکو صندوق بند کرکے اُسی
صورت سے تالا [illegible] مین لٹکا اپنے لشکر کو ساتھ لیکر شہر
مین آیا اور تمام اسباب بادشاہی فقیرون کو دیکر آپ جنگل
مین نکل گیا * اور بیٹھکر یاد الہی مین مشغول ہوا * پھر جبتک
جیتا رہا عورت کا نام نہ لیا * غرض ای نادان تو میرے ساتھ
کیا سلوک کریگی جو کار خیر سے باز رکھتی ہی * چنانچہ حاتم
نے بھی مرا [illegible] خدا کمر کو مضبوط باندھی اور کتنی کتنی آفتین
اُٹھا کر کچھ کچھ نیک نامی پیدا کی سوائے ملکہ زرین پوش
کو یاد کرکے شاہ آباد کی راہ چھوڑکر اُسکی ملاقات کے
واسطے یمن کو جاتا ہی * افسوس اِسی بات کا ہی کہ وہ اپنی
محنت خواہ مخواہ خاک مین ملاتا ہی جو ہمین اُنے یہہ بات
سنی وہین سجدہ شکر ادا کرکے یہہ مانا اپنے دل مین
کہی کہ ای حاتم یہہ آواز خدا کی طرف سے آتی اب تیرے
حق مین یہی بہتر ہی کہ یمن کی طرف سے قدم پھیر * اور شاہ
آباد کا رستہ پکڑ یہہ بات جی مین ٹھہرا کر شاہ آباد کی طرف

لاکر بادشاہ کے آگے رکھ دیا* پھر اسمیں دار تو سن وکارکی ہوئی * بادشاہ نے جو دیکھا کہ یہ صورت حسابہ وشکل ہی * اور اسباب عیش وعشرت بھی سب مہیا ہی * اسکو ہاتھ سے مدنا چاہیئے * شراب پی اور اُس سے صحبت کی * تب فارغ ہوا پیشاب کو ہاتھ آیا * اُٹھ کھڑا ہوا اور انگوٹھی اپنی جیب اُنگلیاں سے نکال کر اُسکو دی کہ یہ میری نشانی اپنے پاس رکھ * تاکہ پھر جو ملاقات ہو تو مجھکو تو بھول نہ جاوے * وہ کھلی کھلا کر ہنس پڑی اور ایک تھیلی انگوٹھیوں کی نکال کر بادشاہ کو دکھلا دی * اور کہنے لگی کہ ای جوان خدا عالم الغیب اور دانا بینا ہی * سچ تو یہ ہی کہ میرے خاوند نے حفاظت کے واسطے مجھے جنگل میں لاکر اس باغ کے بیچ صندوق میں بند کر کے حوض کے درمیان لٹکا دیا ہی اور آپ سوداگری کے ساتھ سوداگری کرتا پھرتا ہی * اور میرے کھانے پینے کو بھی اِسنے جگہ جگہ ایک چیز رکھا ہی * کبھی کچھ برس اور جو کبھی کبھی میں اُدھر بھولا پھٹکا جوان بادشاہ خواہ سوداگر اس باغ میں کسی طرح سے آ نکلتا ہی اور اسی طور مجھے حوض سے نکال کر ہمبستر ہوتا ہی * پھر انگوٹھی دیکر چلا جاتا ہی چنانچہ یہ بہت سی انگوٹھیاں میرے پاس موجود ہیں *

لگا دئیے اِسواسطے کہ دیکھون تو یہہ کیا کہتے ہیں * اِتنے مین
مادہ نے نر سے کہا کہ تو مجھکو تنہا چھوڑ کر کہان جاتا ہی * برائے
خدا نجا * نر نے کہا کہ ای نادان تو کیون کار خیر مین حرکت کرتی
ہی * قیامت کے روز تو سیر کیا کام آویگی * جو دنیا مین
تجھ سے مشغول رہون * اور نیک کام کو چھوڑ دون نہیں
سنا ہی تو نے کہ ایک بادشاہ کسی دن شکار کو نکلا تھا *
ہرچند پھرا پر شکار کوئی اُسکے ہاتھ نہ لگا * آخر اپنے لشکر سے
جدا ہو کر ایک جنگل مین جا پڑا وہان ایک باغ خوش قطعہ دیکھکر
اُسکے اندر چلا * اور شادان و فرحان سیر کرتا ہوا ایک بنگلہ
کے پاس جا پہنچا * وہان ایک حوض پانی سے لبالب بھرا ہوا
نظر آیا * دیکھنے مین نہایت پاکیزہ خوب صورت پانی اُسکا
صاف و بے کدورت * بادشاہ اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا
اور اُسکے کنارے پر بیٹھکر ہاتھ سے پانی اُچھالنے لگا * یکایک
ایک زنجیر اُسکے ہاتھ مین آگئی * اُسکو پکڑ کر جو کھینچا تو صندوق
سقفدار کنجی سمیت نکلا * اُسنے جو نہان اُس صندوق کا کھولا تو
ایک ماہ جبین پری طلعت کو اُس مین بیٹھا پایا * بادشاہ ڈر گیا *
اُس نازنین نے کہا ای جوان کیون ڈرتا ہی * مین بھی انسان
ہون * یہہ کہکر صندوق سے نکل آئی اور صراحی پیالا لے کر

کر لگا رہا ہی * کہ سچ کہنے والے کے ہمیشہ راحت آتی ہے
ای مردوں کو چاہیئے کہ سوا سچ کے کبھی جھوٹھ نہ کہیں
بقول سعدی شیرازی * بیت * راستی موجب رضائے
خدا ست * کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست * یہہ کہکر اُسنے
حاتم سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہی * اُسنے کہا کہ میں یمن
کا شہزادہ حاتم بن طائی ہوں یہہ سنتے ہی وہ اپنی مسند
سے اُٹھا اور بغل گیر ہوا بالتعظیم و تواضع بہت سی کر کے
کہنے لگا کہ سچ ہی سوائے حاتم کے اور کون ایسا کام
کر سکتا ہی پھر اُسنے کئی دن تک اُسکو مہمان رکھا *
ایک دن حاتم نے کہا ای عزیز مجھے ایک کام بہت ضرور
ہی * اب رخصت کر اُسنے بہت منت و معذرت سے
رخصت کیا * وہ اپنی منزل مقصود کا راہی ہوا * رات
دن چلا جاتا تھا * ایک دن ملکہ زرین پوش کی صورت اُسے
یاد آئی * ارادہ کیا کہ ملکہ کو دیکھکر شاہ آباد جاؤنگا *
یہہ ٹھہرا کر یمن کے طرف روانہ ہوا * بعد چند روز کے یمن
کے قریب جا پہنچا * خوشی سے ایک سبزے سے بالا
پر بیٹھہ گیا * دیکھا کہ اُسکے کنارے ایک جوڑا طوطی کا بیٹھا تھا
اور آپس میں باتیں کر رہا تھا حاتم نے بھی اپنے کان اُدھر

اُس نے کہا کہ اگر جو اُسکو پالیگا اور چوری نہ کریگا تو تیری
عمر نو سو برس کی ہو گی * یہہ کہکر چلا گیا * مین اُس مال و متاع کو
پشتارے سے باندھ کر اپنے گھر لے آیا * اور ایک عمارت
نہایت عالی شان بنائی محلے والے میرے دشمن ہوئے *
اور کوتوال سے جا کر یون کہنے لگے خداوندگان ہی کی بات
ہے کہ یہہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج تھا آج اُسکے ہاتھ
اِس قدر زر نقد کہان سے لگا جو اِتنا بڑا محل بنایا * اِس
بات کے سنتے ہی کوتوال نے مجھے بلا کر پوچھا * مین نے
اُسکے سامنے بھی سوا سچ کے کچھہ اور نہ کہا * وہ مجھے
بادشاہ کے پاس لے گیا * مین نے اُسکے روبرو بھی جو بات
سچ تھی سو ہی کہی * جان کی دہشت سے کچھہ نہ کی یہہ سنکر
بادشاہ نے میرے حال پر نہایت نوازش کی * کہ یہہ شخص
عجب راستگو ہے * کہ اِس قدر زر و جواہر کسی سے
نہ چھپایا صاف کہہ دیا اِسکے صدقے بن برمین نے یہہ مال اِسکو
دیا * اور اِسکا گناہ بھی بخشا ماکہ اُس نے اور بھی زر و جواہر
اپنے خزانے سے اتنا کچھہ دیا کہ مالا مال ہو گیا * اب بھی
اُس مین سے میرے پاس بہت کچھہ ہے * اگرچہ بہت
کچھہ خرچ کیا * اور اُسی دن سے یہہ اپنے دروازے پر لکھہ

میں سے کہا جو اس کیا جو جاگو نہیں جاگتا * اور بادشاہ بھی
اپنے مرصع کے پلنگ پر لے جرسوتا ہی * میں آگے بڑھا اور
اُسکے گلے سے گوہر شب چراغ اُتار کر کمند کی راہ سے باہر آیا
اور کسی طرف چل نکلا * جب جنگل میں گیا کیا دیکھتا ہوں *
کہ ایک درخت کے نیچے بہت سے چور کہیں سے مال چورا
لائے ہیں * اور تقسیم حصہ کر رہے ہیں * اتفاقاً اُنھوں نے
مجھکو دیکھہ لیا اور پاکر پوچھا کہ تو کون ہی اور کہاں سے آتا
ہی میں نے کہا سچ سچ احوال اُن سے کہا اور گوہر
شب چراغ دکھادیا * اُسکو دیکھتے ہی چوروںکو یہ لالچ ہوا کہ
میرے ہاتھہ سے چھین لیں * اتنے میں ایک شخص جنگل میں
سے پیدا ہوا اور ایسی آواز بہت ہاک سے للکارا کہ تمام
صحرا کانپ اُٹھا * اور وے اپنی جان کی دہشت سے بھاگ
گئے * میں وہیں کھڑا رہ گیا * وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا
کہ تو کون ہی * میں نے آگے بھی سوا سچ کے کچھہ اور نہ کہا تھا
اُسے بھی کہا * یہہ سنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا اسواسطے
بہت مال و متاع اس گوہر شب چراغ سمیت میں نے تجھکو
بخشا * لیکن چوری سے توبہ کر * یہہ بات اُسکی میں نے مان لی
اور جو کچھہ لیے اور چوری کرنیکی دل و جان سے توبہ کی پھر

یگے ... ہون مین مشہور ہوگا * کیونکہ کوئی ایسا شخص نظر
نہین آتا جو اور ... کے واسطے ... اُوپر اس قدر دکھ
... رنج سہے تو ہی ... اٹھا ... بوجھ تو ... عزیز
لیا * آج ... کیونکہ راہ کا تھکا ماندہ آیا ہی قدر ... آرام
کر اسکی ... مین ... تجھسے کہونگا * غرض حاتم تمام
رات وہان بہ آرام تمام رہا * صبح کو کھانا کھاکر کہنے لگا ...
ارشاد کیجئے اُس نے کہا کہ اے جوان اس شہر خورم کو ... سو
برس ہوئے ہین کہ یہہ یہان آباد ہوا ہے اور میری عمر آٹھ سو برس کی
ہے ... تو مجھے ... دیکھتا ہے اسی ... کان
مین اُسوقت ... مین بھی تھا چنانچہ جوانیون مین مشہور تھا * اور
سوا ... کھیلنے ... کوئی کام جہان کا نہ تھا ... ایک
روز ... ہوا کہ ایک ... ابھی میرے ہاتھ
نہ آیا ... رات ... ہوئی تو چوری کو نکلا * اُسوقت یہہ ... جی
مین گذری کہ ... غریب ... وغربا کے گھر جاکر کیا چوری کیجئے
... بہتر یہی ہے کہ بادشاہ کے دولتخانہ ... مین جاکر خو...
عمدہ مال و جواہر چورا لائیے * یہہ ٹھہراکر بعد آدھی رات کے مین
... بادشاہ کی حویلی مین کمند ڈال اور خاص بادشاہ کی خوابگاہ
مین اپنے تئین پہنچایا * کیا دیکھتا ہون کہ ایک ... بھی چوکیدار دون

اظہار کیا * وہ شخص ظاہرمیں امرا اور حقیقت مین کہنہ حال
تھا * بولا مسافر کو مالا تو ہ ۔ حاتم اندر آیا تو کیا دیکھتا ہی
کہ ایک جوان خوش رو مسند پر تکیہ لگائے
اسرار سے بیٹھا ہی * اُسنے اُٹھکر سلام کیا وہ بھی مسند سے
اُٹھ کر بغل گیر ہوا اور نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس
بٹھالیا * کھانا انواع و اقسام منگوا کر اُسکے روبرو رکھے *
جب کھانا کھا کے فراغت ہوئے صاحب خانہ نے پوچھا کہ
صاحب تم کون ہو اور کہاں سے تشریف لائے ہو * اور
کس کام کے واسطے تم نے یہ سفر دور و دراز اختیار کیا
جو اس قدر رنج کھینچے اور دکھ سہتے * سچ تو یہ ہی کہ سوا
دو شخصوں کے اس مکان پر اور کوئی نہیں آیا اُن میں کا ایک
تو ہی ہی * یہ سنتے ہی حاتم کہنے لگا میں یمن کا رہنے والا ہوں
برائے شاہ آباد سے منیر شامی کے کام کے لئے تم تک آیا
ہوں * الغرض ماجرا حسن بانو پر عاشق ہونیکا اور
اُسکے سوالوں کے پورا کرنیکا ابتدا سے اب تک مفصل
ہو بہو کہہ سنایا * پھر پوچھا کہ آپ نے
دولت کس کام کے لئے کھو دی * اُسنے کہا
کہ اے جوان مرد یمن کے رہنے والے تو سن میں نے

تمام ہو گئی * اُسنے مہر کر کر ملکہ کے حوالے کی وہ اپنی خاص
و خواص اور لاو لشکر سمیت یمن کو روانہ ہوئی * اور حاتم
بھی شہر خورم کو چلا * بعد چند روز کے ایک شہر مین داخل
ہوا اور وہان جاکر پوچھنے لگا * کہ ای صاحبو وہ کون شخص
ہی جو ہمیشہ کہا کرتا ہی کہ سچ کہنے والے کو آگے ہمیشہ
راحت ہی * اُنھون نے کہا ایسا شخص تو یہان کوئی نہین
جو یہہ کہتا ہو * مگر ایک بوڑھے نے یہی بات جو تم کہتے ہو لکھکر
اپنے دروازے پر لگادی ہی * حاتم نے پوچھا کہ اُسکا
مکان کہان ہی وے بولے کہ یہان سے نو کوس پر شہر خورم
ہی وہ وہین رہتا ہی * یہہ بات سنکر حاتم اُسی طرف روانہ
ہوا * بعد تین پہر کے جا پہنچا تو کیا دیکھتا ہی * کہ ایک عمارت
عالی شان و بلند کھڑی ہی * اور اُسکے دروازے پر
یہی کلام خط جلی سے لکھا ہی یہہ اُسکو پڑھکر نہایت خوش
ہوا اور دروازے پر جا کر دستک دی بعد ایک دم
کئی دربان دروازہ کھولکر باہر آئے * اور حاتم کو دیکھکر
کہنے لگے کہ ای جوان تو کون ہی اور کس کام کو یہان آیا ہی *
اُسنے کہا مین شاہ آباد سے ایک کام کے واسطے آیا ہون
یہہ بات سنکر دربانون نے دوڑکر اپنے خاوند سے

کہ میرے باغ حسن سے کل راحت چنوں * اور اپنے غنچہ دل کھولوں یہ کیا کروں کہ میں نے اُسکے ساتھ قسم کھائی ہی * کہ بھائی میں اپنے ہر کام میں دریغ نکرونگا * ناکہ جب تک تو اپنی مراد کو نہ پہنچیگا تب تک مجھ پر بھی عیش و عشرت حرام ہی * پس یہہ بات مروت و ہمت سے بعید ہی کہ وہ بیچارہ انتظار کھینچے * اور حاتم اپنے عیش و عشرت میں مشغول رہے صلاح یہہ ہی کہ تم اپنے خوشی سے مجھکو رخصت کرو * کہ شہر خورم کو جاؤں اور چوتھا سوال اُسکا پورا کروں * یہہ بات سنکر شہزادی نے کہا کہ پھر مجھکو کہاں چھوڑ جاؤ گے * آگر تو میرا باپ جیسا تھا وہ میری خبر لیتا تھا * اب کیونکر گذرے گی حاتم نے کہا کہ میں بس من تجھے بھیجدیتا ہوں * میرا باپ وہاں کا بادشاہ ہی وہ تجھے اچھی طرح سے رکھیگا کسطرح کی کمی تجھے نہ ہوگی یہہ بات کہکر وہ اپنے باپ کو عرضی اس مضمون سے لکھنے لگا کہ ای قبلہ گاہ آپ اگر مہربانی فرماتی ہی تو میں اس کام سے فراغت کر کے حضور کی قدم بوسی کے واسطے آونگا * اور سرفراز ہونگا بالفعل ملکہ زرین پوش کو اپنے عہد میں لاکر خدمت عالی میں بھیجتا ہوں * نقل ہی کہ تو شہات و الطاف اسکے حال پر فرماتے رہیں * القصہ جب عرضی

تو اُسے بھی شستن میں پوچھی کہین کی کہین لیکن مین خدا کی راہ میں کمر باندھہ کر اپنے گھر سے منیر شامی کہلائے نکلا ہون * وہ عاشق حسن بانو کا ہے * اور وہ نازنین سات سوال رکھتی ہے جو کوئی اُسکے سوال پورے کریگا وہ اُسکو قبول کریگی * اور منیر شامی اُسکے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکا چنانچہ حسن بانو نے اپنے شہر سے باہر نکلوا دیا * وہ روتا پیٹتا آہین بھرتا یمن کی طرف آ نکلا مین بھی ایک دن سیر شکار کھیلتا ہوا اُس طرف جا نکلا تھا * اتفاقاً اُس سے ملاقات ہو گئی احوال پوچھنے لگا * اُس نے بطور فقیرون کے اپنا احوال ظاہر کیا غرض اُسکی بیکسی پر دل میرا بھر آیا * اور آنسو بہنے لگے * آخر کار مین تاب نہ لا سکا * اُسکے ساتھہ ہو کر شاہ آباد مین آیا اور حسن بانو کے سوالون کا جواب اپنے ذمے لیکر اُس بیچارے کو کاروان سرا مین بٹھلا کر پھر جنگل کی راہ لی * چنانچہ خدا کے فضل سے تین سوال اُسکے پورے کر چکا ہون * اب چوتھے سوال کی نوبت ہے ایک ایسا اتفاق ہو گیا کہ تجھکو دیکھکر دل ہاتھہ سے جاتا رہا * اور تیر عشق نے کلیجا چھید ڈالا * کہ تمام جہان کے کام کاج سے گذر گیا بارے نصیبون کی مدد سے تیرا دامن وصال ہاتھہ لگا آرزو تو یہہ تھی

مہان آیا * ہم جو اس سے اپنی شادی کروگی ہر طرح سے نام
آوری اور بہتری ہی * اور اپنے باپ کے مرنے کا غم نہ
کرو وہ کم بخت جادوگر تھا * جب ہوا جو ہوا تمام جہان کا فساد
مٹا * اب میرا انجام شادی کا کیا چاہیے بادشاہزادی شرما کر
بخت سے اٹھی اور محل میں چلی گئی * مصاحبوں نے اسکی شادی کی
تیاری کر کے گاس ساعت روز نیک ناچ راگ کی صحبت
رہی آٹھویں دن خوش وقت حاکم نے موافق اپنے دل وا وانا کی
رسموں کے شہزادی سے نکاح کیا اور خوابگاہ میں لیجا کر
ہمکنار ہوا * چاہتا تھا کہ ہم بستر ہو اور شربت وصال پیئے
کہ احوال منیر شامی شہزادے کا یاد پڑا جوش الٰہی دل میں
لایا * بستر پر کا پہلو بدلا ان ناکر سے الگ ہو گیا
بادشاہزادی ہکی بکی رہ گئی کہ ایسا آپ سے مجھہ میں کیا عیب
دیکھا کہ عین وصل میں جدا ہو گیا * اس سے کیوں کر پوچھوں
یہہ سوچ کر کچھ چپ سی رہ گئی جب اسنے اس آزاد کو آپ
حیرت میں غرق دیکھا کہا کہ ای راحت و آرام جان اتنی پریشان
خاطر کیوں ہوئی * خدا کا شکر ہے کہ میری زندگی میں کسی طرح کا غم و
الم تجھہ کو ہو * اگر میری اس حرکت سے اندیشے میں ہوئی
ہی تو بتا کیونکہ چاند اور سورج میں بھی عیب ہی اور تو

تو اُنسے بھی شستن ہیں پھیرا کہیں کی کہیں لیکن میں خدا کی راہ میں
کمر باندھکے گھر سے منیر شامی کے لیے نکلا ہوں * وہ عاشق
حسن بانو کا ہے * اور وہ نازنین سات سوال رکھتی ہے
جو کوئی اُسکے سوال پورے کریگا وہ اُسکو قبول کریگی * اور
منیر شامی اُسکے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکا چنانچہ
حسن بانو نے اپنے شہر سے باہر نکلوا دیا * وہ روتا پیٹتا
آہیں بھرتا یمن کی طرف آ نکلا میں بھی ایک دن شکار کھیلتا
ہوا اُس طرف گیا تھا * اتفاقا اُس سے ملاقات ہو گئی احوال
پوچھنے لگا * اُس نے بطور فقیروں کے اپنا احوال ظاہر کیا غرض
اُسکی بیکسی پر دل میرا بھر آیا * اور آنسو نکل پڑے *
آخر کار میں تاب نہ لا سکا * اُسکے ساتھ ہو کر شاہ آباد میں آیا
اور حسن بانو کے سوالوں کا جواب اپنے ذمے لیکر اُس
بیچارے کو کاروانسرا میں بٹھا کر پھر جنگل کی راہ لی *
چنانچہ خدا کے فضل سے تین سوال اُسکے پورے کر چکا ہوں * یہ
چوتھے سوال کی نوبت تھی ایک ایسا اتفاق ہو گیا کہ تجھکو دیکھکر
دل ہاتھ سے جاتا رہا * اور تیرے عشق کے تیر نے کلیجا
چھید ڈالا * کہ تمام جہان کے کام کاج سے گذر گیا بارے
نصیبوں کی مدد سے تیرا دامن وصال ہاتھ لگا آرزو تو یہ تھی

مہاں آنا * ہم جو اس سے اپنی شادی کروگی ہر طرح سے نام
آوری اور ہنری ہی * اور اپنے باپ کے مر لڑکا فہم ہ
لڑوہ کم ہمت جادوگر تھا * جوب ہو اجو ہوا تمام جہان کا دساد
مثا * اب میرا انجام شادی کا کیا چاہیے بادشاہزادی شرما کر
ہمت سے اُٹھی اور محل میں چلی گئی * مصاحبوں اسکی شادی کی
تیاری کر کے لگیں سات روز تک ناچ راگ کی صحبت
رہی آٹھویں دن نوشت جاتم کے موافق اپنے مذہب کی
رسموں کے شہزادی سے نکاح کیا اور خوابگاہ میں لیجاکر
ہمکنار ہوا * چاہتا تھا کہ ہم بستر ہو اور شربت وصال پئیے
کہ احوال مدہوشی شہزادے کا یاد پر آ خوف الٰہی دل میں
لایا * مانند سنگ کا پیے مگا ہد ان ماکہ سے الگ ہو گیا
بادشاہزادی ہکی بکی رہ گئی کہ ایسا اُسنے محبہ میں کیا عیب
دیکھا کہ حسن وصل میں جدا ہو گیا * اُس سے کیوں کر پوچھوں
یہہ سوچ کر کچھ چپ سی رہ گئی جب اُسنے اُس آپ زاد کو آپ
حیرت میں غرق دیکھا کہا کہ ای راحت و آرام جان اپنی پریشان
خاطر کیوں ہوئی * خدا نکرے کہ میری زندگی میں کسی طرح کا غم و
الم تجھکو ہو * اگر میری اس حرکت سے اندیشے میں ہوئی
ہی تو بجا ہی کیونکہ جاہد اور مورخ بھی مست ہی اور تو

تو اُسے بھی شہرستان میں بہتیری کہیں کہیں لیکن میں خدا کی راہ میں
کمر باندھ کر اپنے گھر سے منیر شامی کے لئے نکلا ہوں * وہ عاشق
حسن بانو کا ہے * اور وہ نازنین سات سوال رکھتی ہے
جو کوئی اُسکے سوال پورے کریگا وہ اُسکو قبول کریگی * اور
منیر شامی اُسکے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکا چنانچہ
حسن بانو نے اپنے شہر سے باہر نکلوا دیا * وہ روتا پیٹتا
آہیں بھرتا یمن کی طرف آ نکلا میں بھی ایک دن شکار کھیلتا
ہوا اُس طرف گیا تھا * اتفاقاً اُس سے ملاقات ہو گئی احوال
پوچھنے لگا * اُس نے بطور فقیروں کے اپنا احوال ظاہر کیا غرض
اُسکی بیکسی پر دل میرا بھر آیا * اور آنسو نکل پڑے *
آخر کار میں تاب نہ لا سکا * اُسکے ساتھ ہو کر شاہ آباد میں آیا
اور حسن بانو کے سوالوں کا جواب اپنے ذمے لیکر اُس
بیچارے کو کاروان سرا میں بٹھا کر پھر جنگل کی راہ لی *
چنانچہ خدا کے فضل سے تین سوال اُسکے پورے کر چکا ہوں * یہ
چوتھے سوال کی نوبت ہے * ایک ایسا اتفاق ہو گیا کہ تجھکو دیکھکر
دل ہاتھ سے جاتا رہا * اور تیرے عشق کے تیر نے کلیجا
چھید ڈالا * کہ تمام جہان کے کام کاج سے گذر گیا بارے
نصیبوں کی مدد سے تیرا دامن وصال ہاتھ لگا آرزو تو یہ تھی

یہاں آنا * تم جو اس سے اپنی شادی کروگی ہر طرح سے نام آوری اور بہتری ہی * اور اپنے باپ کے مرنے کا غم نہ کرو وہ کم بخت جادوگر تھا * جو ہوا سو ہوا تمام جہان کا دشمن تھا * اب میرا کام شادی کا کیا چاہیئے بادشاہزادی شرما کر بخت سے اُٹھی اور محل میں چلی گئی * مصاحبوں نے اسکی شادی کی تیاری کر دی گئیں ساتھ روز تک ناچ راگ کی صحبت رہی آٹھویں دن نوش خاطر نے موافق اپنے مذہب والوں کی رسموں کے شہزادی سے نکاح کیا اور خوابگاہ میں لیجا کر ہمکنار ہوا * چاہتا تھا کہ ہمبستر ہو اور شربت وصال پیئے کہ احوال بے سر شاہی شہزادے کا یاد پڑا خوف الٰہی دل میں لایا * ناسد سد کر کاپے نکا مدان ماکر سے الگ ہو گیا بادشاہزادی ہکی بکی رہ گئی کہ ایسا اسنے محبت میں کیا عیب دیکھا کہ عین وصل میں جدا ہو گیا * اُس سے کیوں کر پوچھوں یہہ سوچ کر کچھ چپ سی رہ گئی جب اُسنے اُس آمرد کو آب حسرت میں غرق دیکھا کہا کہ ای راحت و آرام جان اپنی پریشان خاطر کیوں ہوئی * خدا نکرے کہ میری زندگی میں کسی طرح کا غم و الم تجھ کو ہو * اگر میری اس حرکت سے اندیشے میں ہوئی ہی تو ناحق کیونکہ چاند اور سورج میں بھی محبت ہی اور تو

اور ہم تم اُس قید شدید سے چھوٹے* لازم ہی کہ اب اُس
جوان کو محل میں بلوا کر خوبی ملاقات کروا دے بات کو سنکر
اُسنے خوب سا سنگار کیا اور تخت مرصع پر آ بیٹھی
پھر ایک اغماز و ناز سے کہا کہ اچھا بلوا لو* وہین ایک سہیلی
دوڑی اور اُسکو بلا لائی* نظر اُسکی ملکہ پر پڑتے ہی بے
ہوش ہو گیا* اور وہ بھی بے تکان بیہوش رہ گئی* بعد ایک
دم کے اپنے تئین سنبہال کر تخت پر سے اُٹھی* سہیلیان گلاب
کا ہاتھ میں لیکر حاتم کے پاس آئی اور گلاب اُسکے منہ پر
چھڑکا* حاتم ہوش مین آیا اور اُس رشک گلشن خوبی کو
اپنے سامنے دیکھکر باغ باغ ہو گیا* غرض بادشاہ زادی
تخت مرصع پر آ بیٹھی* اور حاتم کو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر بٹھا
کر اپنے باپ کا احوال پوچھنے لگی* حاتمنے تمام ماجرا بیان کیا*
اور کہا کہ مین نے تیرے واسطے اس قدر رنج کھینچے اور
دکھ سہے اب تجھکو بھی لازم ہے کہ میری محنت کی داد دے*
اور اپنی مہربانی و دوستی سے میری مصیبتون کو راحت سے
بدل* اور اس ناامید کی اُمید بر لاوے اس بات کو سنکر
وہ شرمندہ ہوئی اتنے مین ہم جولیون نے کہا کہ بی بی حاتم بھی
یمن کا شہزادہ ہے* تمہارے نصیب اچھے تھے جو ایسا خو دیکھو

کہا دیکھ یاہی کہ وہی بار بس سکی ہے ابہی ابہی نگاہ کہر تیں
ہیں یہ اُنکو دیکھکر خوش ہوا اور وہ بے اُٹھکے پاس آکر
پوچہنے لگیں کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اُسنے کہا کہ
میں وہی شخص ہوں جو تمہارے بلاکے اس درخت پر لٹکتا
تھا اب میری طرف سے ملکہ کی خدمت میں سلام شوق کہو
اُن میں سے ایک دوڑکر شہزادی کے پاس گئی اور عرض
کرنے لگی کہ اے شہزادی حاتم نام ایک جوان جو سحر میں
آلودہ ہو رہا تھا اب اچھا ہو کر آیا ہی اُسنے سنتے ہی سر
نیچا کر لیا بعد ایک دم کے سر اُٹھا کر کہا کہ اب تک کہاں تھا
وہ شاید کوہ احمر کو گیا تھا جاؤ جلد دریافت کرو وہ جواص
پھر آئی اور حاتم سے پوچھنے لگی * کہ اے حاتم کچھ کوہ احمر
کے احوال سے واقف ہی تو بیان کر اُسنے کہا کہ ملکہ
زرین پوش کا باپ کار جہاں اپنے اعمالوں کے باعث سے
مارا گیا اور جہنم میں جا پہنچا * یہ سا تجھ سے کہا اور باقی ملکہ سے
کہونگا اُس بات نے حضور میں جاکر یوہیں عرض کیا تو شاہ
زادی سنتے ہی آنسوں بھر لائی کہ وے باربس تسلی دے دیکر
التماس کرنے لگیں * کہ اے شہزادی اسے برے باپ کے واسطے
غم کیا اور رونا عبث ہی اُسنے اپنے فعل بد کی سزا پائی

اور کہے لگا اب تم کیوں بھوکے مرتے ہو * نعمتیں خدا نے دی ہیں اُنکو مزے سے چکھو * اور سجدہ شکر جناب الہی میں بجالاؤ * وے بھوکے تو تھے ہی بے اختیار کھانے لگے جب کھا چکے سوچ کر سم دم ہو گئے اور ہر ایک کی ناک سے لہو ٹپکنے لگا حاتم نے معلوم کیا کہ وہ کم بخت اُن نعمتوں پر بھی جادو کر گیا ہے یہ سمجھ کر تھوڑا سا پانی منگوایا * اور اُسپر اسم اعظم پڑھ کے ہر ایک کو پلادیا * وہیں سحر کا اثر جاتا رہا وے اچھے ہو گئے پھر حاتم نے اسم اعظم پڑھ کر ہر ایک چیز پر پھونک کر کہا کہ اب شوق سے کھاؤ کہ جادو کا عمل باطل ہو گیا * تب انھوں نے دل جمعی سے پیٹ بھر کر کھایا پھر حاتم نے پوچھا کہ جادو کا آسمان کہاں ہے * انھوں نے عرض کی کہ وہ اس زمین پر ہوا میں مانند گنبد کے نظر آتا ہے * حاتم اُس طرف متوجہ ہوا اور اسم اعظم پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا * آخر وہ گنبد بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو ہو کر پہاڑ پر گر پڑا اور بہت سے جادوگر اصل جہنم ہوئے مگر کمال اور شام احمر بچ کر پہاڑ کے اوپر گر پڑے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا * اُنکے پیچھے پیچھے چلا * آخر وے دونوں بھی گھبرا کے پہاڑ سے گر پڑے اور پاس پاس

اِس پہاڑ کو کہلاق نے جادو کے سبب سے چھپایا ہی یہہ سنکر حاتم
وہین بیٹھ گیا * اور اسم اعظم پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا فضل
الٰہی سے بعد دو تین روز کے وہ پہاڑ پھر نظر آیا * حاتم اُٹھ کھڑا
ہوا اور ساتھیون سمیت اُسپر چڑھ گیا * جادوگرون نے
وہان سے اُسکو دیکھتے ہی غل مچایا کہ یہہ جوان صحیح و سلامت
یہان آ پہنچا * تب کہلاق بنام احمر جادو سمیت اُس آسمان پر
جو اُس پہاڑ سے تیس ہزار گز بلند تھا چڑھ گیا * اور اپنے لشکر
کو بھی چڑھایا * حاتم نے جو دیکھا کہ اب مقابلہ کرنیوالا کوئی
نہ رہا * بے دھڑک شہر مین داخل ہوا کیا دیکھتا ہی کہ ایک
شہر بہت بڑا عالیشان اور عمارت اُسکی دلچسپ ہے اور
ہر ایک مکان پاکیزہ دوکانون مین دو رستہ قطار وہ ستھری
صاف اُن مین ہر ایک طرح کی جنس دھری ہی * اور قسم قسم
کے جواہر جگمگا رہے ہین اور انواع و اقسام کے
میوے مٹھائیون سے خوانچے معمور موافق قرینہ کے جا بجا لگے ہوئے
پر آدمی کا کہین نام نہ تھا حاتم نے یہہ تماشا دیکھکر اپنے لوگون سے
کہا کہ یہان کے رہنے والے کیا ہوئے اُنھون نے کہا خداوند
کہلاق آپکے ڈر سے اِن سبھون کو لیکے اُسی آسمان پر
گیا ہی جو اُسنے بنایا ہی * حاتم اِس بات کو سنکر ہنسا *

شعلہ زن تھی شاید جادوگاہ تھی حاتم ٹھہر گیا اور اسم اعظم
کو پڑھ کر اُس پہاڑ کی طرف دم کیا آگ بالکل بجھ گئی یہ
خبر کہاں جادوگر کو پہنچی اُسنے پھر ایک جادو ایسا کیا جسکے
زور سے اُس پہاڑ کے گرد ایک دریا عظیم پیدا ہوا
اور موج مارتا ہوا حاتم کی طرف بڑھا تب ہمراہیوں نے التماس
کیا کہ خداوند یہ دریا جادوگاہ ہے اب ہم بے اجل ڈوبے اس
میں بچنے نظر نہیں آتی حاتم نے کہا مت گھبراؤ خدا کو یاد کرو
یہ کہکر پھر اسم اعظم پڑھکر پھونکا وہ دریا ہوا ہو گیا اور زمیں
خشک نظر آئی جادوگروں نے دریافت کیا کہ کوئی سحر اس
جوان پر کارگر نہیں ہوتا دیکھئے کیا ہوتا ہے یہ کہکر کہاں نے
ایک اور سحر پڑھا * پڑھتے ہی اُسکے دس دس پانچ پانچ
من کے پتھر برسنے لگے * غرض اس قدر برسے کہ اُس پہاڑ
کے گرد ایک اور پہاڑ ہو گیا اور وہ نظر آنے سے رہ گیا
اس حال کو ملاحظہ کر کے حاتم نے اور اسم اعظم پڑھنے لگا اُسکی
برکت سے ایک ایسی ہوا چلی کہ اُن پتھروں کو لے گئی *
کوہ کہاں نظر آنے لگا حاتم آگے بڑھا کہاں جادو نے پھر ایک
ایسا افسوں پڑھا کہ وہ پہاڑ حاتم اور حاتم کے ہمراہیوں کی
نظروں سے الوپ ہو گیا۔ اُنھوں نے عرض کی * خداوند

پانی آپ پیا * اور سب کو فرمایا کہ پانی پیو اور نہاؤ تا کہ
اثر سحر کی بدن سے اسم اعظم کی تمہارے بدنوں سے
جاتی رہے انھوں نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور اعتقاد لا کر
کہنے لگے خداوند ہم تمہارے ساتھ ہو کر شام احمر اور کہلاق
سے لڑینگے * اسی قصد پر آگے بڑھے اور شام احمر جو وہاں سے
بھاگا تو کہلاق ہی کی ڈیوڑی پر آ کھڑا ہوا چوبداروں نے جا کر
عرض کی خداوند شام احمر جادوگر ننگے سر ننگے پانوں نہایت پریشان
احوال دروازے پر کھڑا ہے * کہلاق نے اُسکو اندر بلا کر
گلے لگا لیا اور پوچھا کہ تجھ پر کیا حادثہ پڑا ہے جو اِس حال سے یہاں آیا
اُس نے عرض کی کہ میرے یہاں پر حاتم نام ایک جوان پرا
جادوگر کہیں سے آیا ہے اُس نے مجھے اِن حالوں میں پہنچایا
ہے * کہلاق یہہ احوال سنکر آگ کی بگولا ہو گیا * اور کہنے لگا
کہ تو خاطر جمع رکھہ میں اُسکو ابھی جوہیکا کر کے تیرے حوالے
کر دیتا ہوں غرض اُسکی تدبیر کر کے ایک منتر پڑھا * اور
اپنے پہاڑ کی طرف پھونکا وہیں ایک آگ نمودار ہوئی
اور حلقے کی صورت ہو کر اس پہاڑ کو گھیر لیا * حاتم نے بعد
دو چار روز کے کوہ کہلاق کی حد میں جا پہنچا * رفیقوں نے عرض
کی قبلہ عالم کوہ کہلاق یہی ہے لیکن اُس کے گرد یہہ آگ جو

کیا جاتا ہی کہ جس کے پڑہنے سے اُسکی یہہ حالت ہوئی * الغرض تمام
رات گذر گئی حاتم برابر جاگتا رہا پانی کا ایک قطرہ بھی اُس
نے پیا صبح ہوئی اور رات کے سب ناسور مثانے کے پھول
گئی* حاتم اُس کی حالت دیکھہ دیکھہ کر یہہ جانتا تھا اور دل میں
سمجھتا کہ شام احمر جادو نے اس پانی پر بھی جادو کیا ہی*
آخر اُس کی زندگی سے نا امید ہوا اور اپنے جی میں کہا کہ شاید
اسم اعظم کی برکت سے وہ بیچارا اچھا ہو جائے * اور
اُسکی جان بچے * یہہ اندیشہ کر کے اُس اسم مبارک کو
پڑھہ کے اُس پر پھونکا سوجن اُسکی پہلے ہی مرتبے میں اُتر گئی*
دوسری دفعہ پھر پڑھہ کے دم کیا تب اُسکی زبان سے بلا بانی
جاری ہوا* غرض تیسری بار اپنی حالت اصلی پر آگیا یہہ اور
حاتم کو دعائیں دینے لگے اور تعریفیں کرنے * تب حاتم نے
پوچھا کہ ای یارو یہہ کیا حادثہ تھا وے بولے خداوند ہم کو یوں
معلوم ہوتا ہی کہ شام احمر جادو نے اس تالاب پر بھی جادو کر
رکھا ہی * حاتم نے اُسپر بھی اسم اعظم پڑھہ کر پھونکا *
پہلے وہ جوش میں آیا پھر سرخ ہو کر سبز ہو گیا تب ہی سیاہ ہو گیا بعد
ایک دم کے صاف ہوا اور اپنی اصلی رنگ پر آرہا *
معلوم ہو جاتا کہ اب اس تالاب سے جادو کا اثر جاچکا ہی* تھوڑا سا

کہ شیخ ہی وہ جادوگر تھا * اپنے جادو کے زور سے اُس
راہ دور و دراز کو اتنا جلد طی کرتا تھا اُنھون نے غرض
کی خداوندا اگر آپ جادوگر نہیں ہین تو ایسے ساحر سے
کیون کر غافل ہو کیونکہ وہ ایسا جادوگر ہی کہ پتھر
کو موم کرتا ہی * اور موم کو لوہا پتھر کر ڈالتا ہی اتنے مین
ایک لڑکا بولا کہ اے ہمارے مہربان اسکا تماشا اپنی
آنکھون سے دیکھا ہی یہ بھی ایک روز مین وہان جا سکتا ہی
اور کوہ قاف دیو احمر کو اپنا تابعدار کر سکتا ہی * اگر چاہے تو اُنکو
بھی مار ڈالے تم نہین جانتے ہو اُنکو تائید خدا ہی * پھر حاتم
نے کہا اے عزیزو مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ اثر کرے
وہان جادو کا کیا چلے دیکھو اسی اسم کے اثر سے وہ جل کر خاک
ہو جاوینگے پھر وے سب کے سب حاتم کے ساتھ اُس تالاب
پر پہنچے * کہ وہ پہلی منزل تھی پر یہہ معلوم نہ تھا کہ احمر جادو
اسی راہ سے گذر رہا ہی * اور اُس تالاب پر بھی سحر پڑھ
گیا ہی * یہہ تماشا سبھون نے دیکھا کہ پانی پی لیا ہی اُنکی ناکون
سے فوارے چھوٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران رہ گیا پر
اُن سے جدا نہ ہوتا تھا * اس لئے کہ یہہ بیچارے میرے ساتھ
آئے ہین * اُنکو کیونکر چھوڑون اور اس پانی مین

بہر ترکر … * احسان ہی خدا کا کہ جسنے محمد صابر کو اسکے ربرو … پر دسیح بات کہا اگرچہ اب وہ یہاں سے بھاگا اور اپنے اُستاد کے پاس گیا ہی * تو اُس سے کیا ہو سکتا ہی * انشاء اللہ تعالیٰ اب میں اُسکو اُسکے اُستاد سمیت مار ڈالونگا * اور بادشاہ اُن دونوں کا اس فتح عالم سے شاد ہونگا اُنھوں نے عرض کی کہ خداوند کہاں پر جادوگر ہی * اور اُسکا پکڑ کر مارنا بہت مشکل ہی * حاتم نے کہا ای یارو ہمت نہ ہارو * اگر کچھہ بادشاد کہا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چلو * نہیں تو تم آرام کرو میں جاؤں اور کہاں اور شاہ احمر جادو جانے * اُنھوں نے عرض کی کہ آپ نے ہم پر احسان کیا ہی * یہ بات مروت سے بعید ہی جو ہم تمکو تنہا جانے دیں بہتر یہی ہی کہ تم بھی ہمراہ رکاب چلیں * بالفرض اگر وہ غالب آیا تو ہم تمہارے ساتھہ پھر آویںگے * اور تمہاں تم جاؤ گے ہم بھی ساتھہ ہونگے * یہاں ہمارا کیا کام ہی * وہ تمہیں ہرگز ساتھہ چھوڑینگا * غرض حاتم نے چاہا کہ جاکروں سمیت اُسکو … کہاں کا رستہ بکر آ … ہی دور جاکر اُنھوں نے کہا * حضرت سلامت شاہ احمر جادو یہاں سے ایک دن میں ہم … سمیت اِس پہاڑ پر جا پہنچیںگا تھا * حاتم نے جواب دیا

خداترس ہی اور صاحب اقبال وزور آور ہی جو شام احمر
جادو پر غالب ہوا یہہ گفتگو آپس مین کر کے متفق ہو کر حاتم
کے پاس آئے اور پاؤن پر گر کے کہنے لگے کہ ای حاتم آگے ہم
سام احمر کے بندون مین تھے آج سے تیرے غلامون مین
داخل ہوئے کیونکہ تو نے ہم پر برا احسان کیا ہی خدا تجھکو
اِسکی جزا دے یہہ بات سنکر حاتم نے پھر اُن پر اسم
اعظم پڑھکر پھونکا کہ جتنا اثر جادو کا اُن مین باقی تھا جاتا رہا جیسے
تھے ویسے ہی ہو گئے اور حاتم سے کہنے لگے کہ ای خداوند
اب کہان کے جانیکا ارادہ رکھتے ہو * حاتم نے کہا کہ ای
یارو مجھے سام احمر جادو سے کچھ کام ہی جبتک وہ میرے
ہاتھ نہیں آتا تبتک مین کچھ کام نکرونگا * حاصل اُسکی بیتی
سے بیاہ کیا چاہتا ہون اگر اُسنے خوشی سے بیاہ دیا تو بہتر
نہین تو جسطرح ہوگا لونگا اُنہون نے کہا کہ اُسکی بیتی کو تم نے
کہان دیکھا ہی * جو ایسے فریفتہ ہو گئے * حاتم نے تمام
ماجرا عشق کا اول سے تا آخر بیان کر کے کہا کہ مین صرف اُسی
کی آرزو اور اُسی کے ملنے کی حسرت مین رنج و محنت کھینچتا
ہوا یہان تک آ پہنچا ہون * اور سام احمر نے جو کچھ مجھ پر ظلم کیا
کیا کہون * نہ زبان کو یارا کہ تقریر کرے * نہ قلم کو طاقت

جو

جاہتاہوں * سرکاٮ رعرص کی جو آپ کی خوشی ہی میں
سبھی حالی میں حاضر ہوں * اور یہہ درخت جو نظر آتے ہیں
شام احمر کے لشکر کے لوگ ہیں * نقش ہی کہ یہہ دنامت
پاک یوں ہیں رہیں کیونکہ وہ اُنکو جادو سے درخت بناگیا
ہی اگر تم سے ہو سکے تو اِنکو صورت اصلی پرلا کر اپنے
ساتھ لے چلو انسانات کے سبب سے ہی حاتم نے ہصو ر انسانی
پڑھکر سرکاٮ کو دے کر کہا * کہ اِس پانی کو اُن پر بسم اللہ
کرکے چھڑک دے اور قدرت الہی کا تماشا دیکھہ * عرص
وہ اُس پانی کو لیکر گیا اور اُن درختوں پر چھڑکنے لگا تو ا
کے فضل سے اور اِس اسم کی برکت سے و ے سب
کے سب اپنی اصلی صورت پر آ گئے اور سرکاٮ سے پوچھنے لگے
کہ ای سرکاٮ شام احمر جادوگر کہاں ہی * اُسنے کہا کہ
وہ تم سب کو اِسی جادو سے درخت بناکر کلاق کی پاس
بھاگ گیا اب حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھکر پھر آدمی
کیا ہی کہ اپنا احوال بیان کرو کیونکر تم اُنھوں نے کہا کہ
ہم زمین پر کھڑے تھے تم طاقت ہلنے پھرنے بولنے کی نرکھتے
تھے اور سد ددرد کرتا تھا اب اِس جوان مرد کی توجہ سے
اچھے ہوئے اور نجات پائی حق تو یوں ہی کہ یہہ سخت جوان مرد

پڑھکر پھونکنے لگا * جب دیکھا کہ کوئی منتر حاتم پر اثر نہیں کرتا *
ایک منتر پڑھکر آسمان کی طرف ہوا ہو گیا حاتم نے جو دیکھا
کہ تمام اُسکے جادو پر اکال کر اُڑا اور لطروں سے غایب ہو گیا
متفکر ہو اکہ اب کیا کیجئے * سر نے بولا کہ اب وہ کہلاق جادو
کے پاس گیا ہی اِسواسطے کہ وہ اُسکا اُستاد ہی * اور وہ
ایسا جادوگر ہی کہ جسنے ایک آسمان چاند سورج ستاروں
سمیت بنایا ہی * اور ایک پہاڑ کے نیچے شہر عظیم بسایا ہی *
کہ چالیس ہزار جادوگر اُس میں رہتے ہیں * اور وہ کہا کرتا ہی
کہ میں نے تمکو پیدا کیا ہی جاکر پڑے سے اُسکے منہ میں * کہ
دعوا خدائی کا کرتا ہی اور ہم برس میں ایکبار اُسکی خدمت میں
جاتے ہیں * وہ کافر بسبب ساحر ہی اور اُسکا مکان یہاں
سے تین سو کوس پر ہی * حاتم نے کہا توبہ کر خدا واحد ہی کوئی
اُسکا شریک نہیں اور نہوگا * ہر ایک شئی کو اُسنے پیدا
کیا ہی * اور وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا * نہ بیٹا * نہ
گوہر میں ہی وہ نہ ہی جدنگ میں * ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ میں
ہر تک نے یہ کلمہ سنکر کہا امنا صدقنا میں نے اسم اعظم
کی برکت دیکھی اب اعتقاد جادوگروں سے بالکل اُٹھ گیا *
حاتم نے اُسکی رہائی کی * اور کہا کہ میں اب کو وہ کہلاق پر جاتا

پڑنے لگا * کہ ایک پہاڑ زمین سے نمود ہوا حاتم کے سر سامنے
پہنچا * سر کٹ پکارا کہ ای حاتم ہوشیار ہو کہ یہ دوسرا سحر
ہی * حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھ کر دم کیا وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے
ہو کے اُنھیں کے سر پر جا پڑا * چار ہزار جادوگر واصل جہنم
ہوئے اور ایک بڑا سا پتھر شاہ احمر کے سر پر آیا * وہ اپنے
جادو کے زور سے بچ گیا * اور وہ پتھر کسی جنگل میں جا پڑا *
تب حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا آگے بڑھا شاہ احمر نے جو دیکھا
کہ حاتم سیدھا مجھ تک چلا آتا ہی * اور نزدیک ہی کہ مجھ تک آ پہنچے *
پھر ایک افسوں پڑھ کر پھونکا چاروں طرف سے چار اژدہے
پیدا ہوئے لیکن اُسی کے لشکر پر جا گرے * اور نگل گئے *
مگر دس تیس باقی رہے شاہ احمر نے پھر منتر پڑھکر پھونکا *
اژدہوں نے نگلے ہوؤں کو اُگل دیا اور آپ پھر سے یہ
حال دیکھ کر بیس ہزار جادوگر جان کے خوف سے بھاگے شاہ
احمر جادو نے ہر چند للکار پکار کر کہا کہ مت جاؤ * اور
دلاسے دینے پر کسی نے کان نہ دھرا * جب شاہ احمر نے
دیکھا کہ کوئی جادوگر نہیں پھرتا * تب ایک جادو ایسا پڑھا کہ
دو بڑے بڑے درخت ہو کے جہاں کے تہاں اُس میدان
بیچ لگ گئے * اور آپ اکیلا حاتم کے روبرو آ کے سحر

بھاگ گیا منتر پڑھنے لگا اتنے مین سرتک کو ایک شعلہ آگ کا
دکھائی دیا چلا اُٹھا اور پکارا کہ ای حاتم مجھکو بچا نہین تو جلکر
خاک ہو جاتا ہون اُسنے اسم پڑھکر اُس پر دم کیا شعلہ بجھ
گیا پھر اُس سے کہا * تو میرے پیچھے آکر کھڑا ہو رہ * کچھ فکر
مت کر سرتک نے کہا ای حاتم اب مین تیرا ہوا * مجھکو شام
احمر کے جادو سے بچا حاتم نے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ * کیا
قدرت ہی اُسکی جو تیرا کچھ کر سکے * یہہ کہکر حاتم اُٹھ کھڑا
ہوا اور اسم پڑھتا ہوا شام احمر کی طرف چلا * اور سرتک
بھی اُسکے ساتھ ہو لیا جب احمر جادو نے اپنے عالم سے
دریافت کیا کہ حاتم اور سرتک ادھر چلے آتے ہین تمام اپنا
لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر نکلا * اور سحر پڑھنے لگا کہ یکایک
گھٹا اُٹھی اور بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگے * یہہ حالت دیکھکر
سرتک بید کی طرح لرزنے لگا اور کہا کہ یہہ جو نظر آتا ہی جادو
ہی * ای حاتم خبردار ہو اُسنے اسم اعظم پڑھکر آسمان
کی طرف پھونک دیا * وہ سب آفتین اُسی کے لشکر پر
پڑین یہہ کیفیت دیکھکر احمر جادو حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم
بھی بڑا ہی جادوگر ہی کہ جسکے جادو نے ہمارے سحر کو بھی رد
کیا اب کیا کیجئے * اتنے مین ایک سحر اُسے پھر یاد آیا

سے چپکا سو رہا * کہ اطلاع ہووے * اور حاتم اُسی چشمے پر شتاب اسم اعظم پڑھا کیا * ایسے میں صبح ہو گئی * جب چوکیدار جاگے تب توپوں کو خالی دیکھا حاتم کو نہ پایا ڈرے کہ اب شاہ احمر ہم کو جیتا نہ چھوڑیگا لاچار سر پر خاک ڈالتے ہوئے آپ ہی اُسکے آگے آئے * اور کہنے لگے کہ خداوند حاتم غائب ہو گیا وہ اس ترود سے اثر کے سبب ہی غصے ہوا * اور اُسی عالم میں سے دریافت کر کر کہنے لگا کہ حاتم اُسی بالا پر ہتا ہی * اور برناک چوکیدار زمرد کے لالچ سے اُسکو وہاں چھپا دیا ہی پس اب تم میں سے کوئی جاوے اور برناک کو میرے سامنے لے آوے * میں اُسے جیتا چھوڑونگا * وے بموجب اُسکے حکم کے برناک کو مارنے گئے وہ اپنی عیاری سے اسبات کو دریافت کر کے بھاگا * اور حاتم کے پاس جا کر کہنے لگا کہ ای حاتم مارے سے امیری جان جاتی ہی * باوجود اُسکے میں نے تجھ سے بدی نہیں کی بلکہ نیکی کی ہی کہ قید شدید سے چھوڑایا اب تو مہرہ نکلنے لگا دوسرے خطرہ جان کا آپڑا حاتم اُسکے احسان پر نظر کر کے شرمندہ ہوا * اور خاطر داری کر کر کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ کچھ اندیشہ نہیں جب شاہ احمر نے دیکھا کہ برناک

مانگتا تو ہمین ابھی تیرے حوالہ کر دیتا اُسنے کہا کہ میرا خدا جادو کمالات سنام احمر کا اُستاد ہی * تیرے خدا کے واسطے کیون مانگون * حاتم نے کہا کہ ای کافر تو بندے کو خدا کہتا ہی حال دور ہو میرے سامہنے سے معلوم ہوا کہ تو خدا کو نہین پہنچانتا * اب مجہکو یقین ہوا کہ تو کتا کافر ہی حیر کیا کرون لاچار ہون * کیونکہ تو نے مجہپر احسان کیا ہی اور بد لا نیکی کا بدی نہین * نہین تو اپنے کہنے کی سزا پاتا وہ بولا کہ مجہکو تجہسے مہرہ لینا کچھ مشکل نہین اگر آپسے دیتا ہی تو تیری جان بچتی ہی نہین تو یہان تلک غوطہ اِس چشمہ مین دونگا کہ تیرا جی نکل جائیگا حاتم بولا کہ ای ملعون بہت زیادہ نہ بک * چل دور ہو میرے سامہنے سے یہہ مہرہ میرا مال ہی تو زبردستی کیونکر لے سکیگا * لیکن جو تو نے میرے ساتھہ بھلائی کی ہی البتہ یہہ بات تجھی کو دونگا * سو بھی اِس شرط پر کہ تو نیکی پر کمر باندھے * اور خدا کو ایک جانے جادو کرنا چھوڑ دے * اِس بات کو سنکر وہ غصے ہو کر افسون پڑھنے لگا * اور حاتم اسم اعظم * غرض ہر چند اُسنے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکا پر کچھ اثر ہوا بلکہ اسم اعظم کی برکت سے وہ آپ ہی آپ کانپنے حاتم کے آگے سے بھاگے اپنے رفیقون مین آیا اور جان کی دہشت

چشمے پر لے چلوں* حاتم نے کہا کہ مجھکو چلنے کی تاب و طاقت
نہیں چلنا تو ایک طرف ان پتھروں سے کیونکر نکلوں*
اُسنے کہا کہ میں اپنے جادو کے زور سے نکال لیتا ہوں
الحمد للہ شکر* یہ کہہ کر افسوں پڑھنے لگا ایسے میں ایک کالا
دیو پیدا ہوا* وہیں اُن دونوں کو اُس تالاب پر پہنچا کر غائب
ہو گیا حاتم نے پہلے کپڑے دھوئے پھر نہا کر بدن پاک کیا اور
تھوڑا پانی پی کر چشمے سے باہر نکلا* کپڑے پہنے تب
جادوگر نے کہا کہ ای حاتم میں نے تجھ کو اُس پتھر کے
عالم سے ان پتھروں سے نکالا* اور اس تالاب پر پہنچایا
پہنچایا اب تجھکو بھی لازم ہی کہ اپنا وعدہ وفا کرے* اور مہرہ
مجھے دے حاتم نے کہا ای عزیز تو نے میرے ساتھ نیکی کی
ہی میں بھی سلوک کرونگا* چنانچہ جس وقت شاہ احمر کو مارونگا
یہاں کی بادشاہت تجھی کو دونگا* اُسنے کہا کہ ای حاتم سوا
اس مہرہ کے کوئی چیز جہان کی مجھے درکار نہیں* اگر دیتا ہی
تو وہی دے حاتم نے کہا یہ مہرہ میرے پاس ایک دوست کی امانت
ہی تجھے کس طرح سے دوں* اور تو جو یہ مہرہ مانگتا ہی
کسکے کام اور کس کے واسطے* اُسنے کہا کہ میں اپنے
لئیے چاہتا ہوں حاتم نے کہا ای نادان بیوقوف اگر تو خدا کی راہ

نے کہا کہ اگر تمکو باور نہیں تو پتھروں کو سرکا کر دیکھو کہ
کچھ اُسکو آسیب نہیں پہنچا جادوگروں نے پتھروں کو سرکا کر
جو دیکھا تو اُسکو سالم پایا جھنجلا کر پھر پتھر یہانتک برسائے
کہ اُس پہاڑ سے دوگنا ہو گیا پھر پتھروں کو سرکا کر جو دیکھا تو
اُسے کچھ ضرر نہ پہنچا تھا غرض سات روز اِسی طرح گذر گئے *
تب احمر جادو نے لاچار ہو کر اُنسے کہا کہ تم ہر روز اُسکو
اِسی طرح پتھر مارا کرو * اور آپ محل میں جا کر منتر پڑھنے میں
مشغول ہوا۔ حاتم بھوکھ پیاس سے عاجز ہو کر مرنے لگا
تب اُن چوکیداروں سے کہا کہ اے یارو تمنے اِس مہرے کا
خواص دیکھا یہ ایسا ہی کہ جسکے پاس ہو نہ پانی میں ڈوبے نہ آگ میں
جلے نہ پتھروں سے مرے۔ جو کوئی مجھکو یہاں سے اُس تالاب
پر لیجاویگا یہ مہرہ میں اُسی کو دونگا * اُنہوں نے کہا کہ ہمیں یہ
مہرہ ہرگز درکار نہیں ہے۔ لیکن ایک لالچی نے آنکھوں سے اشارہ
کیا * کہ میں تجھکو اُس تالاب پر لیجاؤنگا ذرا رات ہونے
دے۔ حاتم نے بھی اشارت سے کہا یہ مہرہ تجھی کو دونگا جب
آدھی رات ہو گئی سب کے سب سو گئے مگر ایک وہی چوکیدار
اُس مہرے کے لالچ سے جاگتا تھا بعد ایک دم کے چوکی سے
اُٹھکر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر تو کہے تو میں تجھے اُس

گیئ حاتم کو دیکھ پاس سے بہت بیقرار ہوا اتنے میں احمر جادو آیا اور کہنے لگا کہ ای حاتم کیا احوال ہی اسنے جواب دیا بات جادوگر نے کہا کہ اگر مہرہ مجھے دے تو میں تجھے ابھی چھوڑ دوں * حاتم بولا کہ تو اپنی بیٹی میرے ساتھ بیاہ دے تو ابھی دیتا ہوں * اس بات کو سنکر وہ بہت غصے ہوا * اور اپنی مسند سے اٹھکر جادوگروں کو ارشاد کیا کہ تم اسکے سر پر پتھروں کا مینہ برساؤ * تاکہ اسکا سر پاش پاش ہو جاے * جادوگر پتھر ہاتھوں میں لیکر حاتم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنی جان پر رحم کر اور مہرہ دے ڈال نہیں تو تیرے سر کو پتھروں سے توڑ ڈالینگے کہ بھیجا نکل پڑے گا حاتم نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالی میں تمہارے سردار کو مارونگا * اور اسکی بیٹی کو اپنی خدمت میں لونگا * یہ بات سنکر وے جادوگر غصے ہوئے اور پتھروں کا مینہ برسانے لگے اور یہاں تک برسایا کہ حاتم اُن پتھروں میں چھپ گیا اور وہاں ایک پہاڑ سا ہو گیا * سب جادوگروں نے اپنے سردار سے جاکر کہا کہ حاتم مر گیا اسنے کہا کہ غلط کہتے ہو * وہ اس ملک کا شاہی اُٹھوں - نے عرض کی کہ اگر آہنی بھی ہوتا تو بھی جاکر ریزہ ہو جاتا یہ تو آدمی تھا کو کر بچا * احمر جادو

بھلا دون * مر ا تا ہوا کہتا ہی کہ وہ غافل سو جاوے اور
محتلم ہو * یہہ بات سنتے ہی احمر جادو نہایت خوش ہوا * اور اُسکے بانون پر گر پڑا شیطان ولاسا دیکر غایب ہو گیا * اور حاتم کو غفلت مین ڈال کر محتلم کروا ہی دیا * وہ گھبرا کر جو نکا اور اپنے تئین ناپاک دیکھکر قصد غسل کا کیا * جادوگر گھات مین لگا ہی رہتا تھا یو ہیں منتر پڑھنے لگا * پھر دیو سیاہ زمین سے پیدا ہوا * اور حاتم کی طرف دوڑا * حاتم کو وسوسہ احتلام کا تھا * ڈرا کہ اُس سے مکو پکڑ کر دون یقین ہی کہ اب مارا گیا * اتنے مین دیو آپہنچا اور اُسکو پکڑ کر شام احمر جادو کے پاس لے گیا وہ اُسے دیکھکر بولا کہ مارنا اُسکو صلاح نہین کیونکہ وہ مہرہ ضایع ہوگا * جب تک بہہ اپنی خوشی سے نہ دے تو طوق در نجیر کر کے بھاری ستون مین کسکے دو * اور منہہ بند کا کھلا رہے * چنانچہ اُسکے فرمان برداروں نے وہی کیا حاتم اپنے تئین گرفتار دیکھکر خدا کی درگاہ مین گریہ و زاری کرنے لگا * کہ الٰہی سوا تیرے اس وقت کوئی مددگار نہین * اور شام احمر جادو نے اپنے جادوگرون سے کہا کہ تم سب اِسکے گرد بیٹھو اور جو کچھ دو وہ اُسکا کہنا بجا لائے * غرض شام کو ... دن یونہین گذر

کسطرح سے صبر کرونگا اور کیونکر جی کو بہلاؤنگا * سوا ے رونے
کے کچھ چارہ نہیں آخر بے اختیار ہو کے رونے لگا اسیمیں یہ
خبر شام احمر جادو کو پہنچی * کہ وہ سب صورتیں جادو کی جلکر
خاک ہو گئیں اس بات کے سنتے ہی اسنے جادو کے زور
سے شیطان کو بلوایا اور بہت تعظیم و تکریم کر کے اپنے
پاس بٹھلایا اور کہا کہ میں حاتم کے ہاتھ سے بہت عاجز ہوں *
کچھ بن نہیں پڑتی کیا کروں ابلیس نے کہا کہ ای شام احمر ابھی
اُسکی عمر بہت باقی ہی وہ کب کسی کا ہاتھ سے مارا جاتا ہی
اور کب کسی کا فریب کھاتا ہی * بہتر یہ ہی کہ تو اپنی بیٹی
اُس سے بیاہ دے * وہ بولا کہ جبتک میں جیتا ہوں یہ کام
ہرگز نہ کرونگا * ابلیس نے کہا کہ اگر یہی بات تیرے دل
میں تھی تو مجھے کیوں تکلیف دی * وہ بولا کہ اُسنے بہت سی
صورتیں ہماری جلا کر خاک کر دی ہیں * اُمیدوار اسبات کا
ہوں کہ تو اپنی دستگیری سے اسم اعظم کو اُسکے دل سے
بھلا دے * اُسنے کہا کہ میں اس کام میں کچھ نہیں کر سکتا * کیونکہ
حضرت خواجہ خضر اُسکی حفاظت اور مدد کرتے ہیں اسواسطے حق
تعالی کی طرف سے تعینات ہوئے ہیں * وہ اسم اعظم
نہیں بھولیگا * اور مجھکو اتنی قدرت نہیں جو اُسکے دل سے

پر رکھا ہاتھا * حاتم اُٹھکر اُنکے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یا
حضرت میں جسکے نازنین کو چاہتا تھا آپ کی توجہ سے ہاتھ
لگی * حضرت نے فرمایا کہ ای نادان یہہ کیا کہتا ہی ہرگز اس
بات کا خیال اپنے دل مین نہ لا یہہ ملکہ زرین پوش نہین نادان
ہو یہہ تصویر جادو کی ہی * بھلا اسی کو شاہ احمر جادو نے
تیرے پاس ملکہ کی شکل بنا کر بھیجا تھا * اور اُسی کے ہاتھ
سے یہہ جادو کی شراب کا پیالا پلوا کر تجھے چاہ آرزو مین
ڈلوایا تھا * بدولت اس مہرے کے تو بچا ہی اور یہہ صورتین
جو تیرے پاس آئی ہین سب جادو کی ہین * اسم اعظم
پڑھہ اگر ملکہ زرین پوش ہی تو بیٹھی رہیگی اور اگر جادو کی
تصویر ہی تو جل جائیگی * حاتم نے اُٹھکے قدم چومے اور
تالاب سے منہ ہاتھ دھو کلی کر کے جونہین اسم اعظم پڑھنا
شروع کیا وہین اُس جماعت کا رنگ متغیر ہو گیا * اور
بدن تھرتھرانے اور ملکہ کی تصویر بھی کانپنے لگی آخر ایسا
کہ تھرتھرایا کہ شعلہ پیدا ہوا کہ وہ شمع کی طرح جلنے لگین بعد
ایک دم کے سب کی سب جل کر راکھہ ہو گئین * حاتم افسوس
کرنے لگا کہ یہہ تصویر ہی مجھہ کو خبر نہ تھی * اُسکی چاہ مین
اُسکو دیکھکر اپنے دل بیقرار کو تسکین دیتا تھا * اب

تیرے پاس شخصوں اور ماما جان سے پاؤں تو پھر تجھ سے
ویسا ہی سلوک کروں * حاتم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس
بٹھالیا * تب وہ ناز اور ادا سے کہنے لگی * ای حاتم تو
مجھے سچ مچ چاہتا ہی اُسنے کہا کہ جان و دل سے بھی زیادہ
عزیز رکھتا ہوں * تب وہ بولی کہ ایک چیز میں تجھ سے مانگوں
اگر دیوے تو جانوں * اُسنے کہا کہ وہ کون سی چیز ہی * میں تو
مفلس ہوں زر و جواہر کچھ اپنے پاس نہیں رکھتا * یہ
سنکر وہ کہنے لگی کہ میں اُس خرس کی مستی کا مہرہ چاہتی ہوں زر
و جواہر کی خواہش نہیں رکھتی * حاتم نے کہا کہ تو نے کیونکر
جانا کہ وہ مہرہ میرے پاس ہی وہ بولی کہ میرے باپ نے
نجوم کے رو سے بتایا ہی * حاتم نے کہا کہ وہ مہرہ دوست سے
زیادہ عزیز نہیں * چاہتا تھا کہ نکال کر اُسکے حوالے کرے کہ
ایک پیر مرد نے داہنی طرف سے آ کر کہا کہ ای نادان کیا
کرتا ہی * مہرہ دیگا تو بہت رنج پاویگا بلکہ جان سے بھی
جاتا رہیگا * یہ بات سنکر حاتم نے کہا ای بزرگ تو کون
ہی جو کار خیر سے باز رکھتا ہی * مہرہ میرے کس کام آویگا جو
محبوبہ کو نہ دوں * مثل مشہور ہی پھول وہی ہیں جو سر چڑھیں *
اُسنے کہا کہ میں وہی مرد ہوں کہ جس نے تجھے اسم اعظم

تھا * القصہ شام احمر کے لوگون نے خبر کی کہ حاتم جاد آتش ءِ مین جاکر خاک سیاہ ہوگیا تب اُس نے نجوم کی کتاب دیکھکر معلوم کیا کہ یہہ جھوتھہ کہتے ہین حاتم ایک مہرے کے سبب سے صحیح و سالم ہی * اُسکو تو آنچ بھی نہین لگتی پھر سوچنے لگا کہ وہ مہرہ کسی طرح اُس سے لیا چاہئے تو وہ اُسکے پاس ہی کوئی آفت اُسے نہ پہنچیگی * بر مشکل یہہ ہی کہ وہ بزور ہاتھہ نہین لگ سکتا مگر وہ آپ سے تو ہاتھہ لگے * یہہ اندیشہ کرکے تابع دارون سے کہا کہ جلد اُسکو نہر سے نکالکر اُسی چشمہ پر لیجاوین * سو حاکم کے اُسکو وہین پہنچا آئے * حاتم نے آتے ہی غسل کیا اور اُسی چشمہ کے کنارے پر بیٹھکر سجدہ شکر بجالایا * اور شام احمر جادو نے منتر پڑھنا شروع کیا بعد ایک ساعت کے وہی نازنین ملکہ زرین پوش کی صورت ہمیشہ حاتم کے سامنے آئین * اُس ملکہ زرین پوش کی شکل نے آگے قدم بڑھا کر حاتم سے کہا * کہ اے یار غم گسار اب مین تیرے پاس ہی بیٹھونگی دور نہی سے دیدار دیکھونگی کیونکہ اُس روز جو مین تیرے پاس بیٹھی تھی پھر سے شام نے سیاہ دیو کو بھیجکر مجھے پکڑوا منگوایا تھا عذاب نے مجھے اُس بالا سے نجات دی * سو اب مین

دیکھکر حیران ہوا کہ یہ عقب تو اس درخت میں لٹکے تھے یہاں کیونکر آئے پھر دل میں سوچا کہ یہ اسکے باپ کا بیگان ہی آنکلی ہوا ہے میں صورت ملکہ زرین پوش کی حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ای حاتم تو نے بہت سے رنج و تعب کھینچے ہیں * آج میں نے باپ سے چھپکے تجھے اس باغ کی سیر کو بلوایا ہی میں تجھے دیکھکر بہت خوش ہوئی یہ بات کہہ کر اُسکے پہلو سے لگ بیٹھی اور شراب کی صراحی سے پیالا بھرکر اُسکے ہاتھ میں دیا حاتم نے پیالا اُس سے لیکر دل میں کہا کہ معشوق کی صحبت قسمت ہی ہاتھ سے نہ دیا چاہئے * آخر منہہ سے لگا دیا * وہ محبوبہ وہیں سیاہ دیو ہوکر حاتم کو بادکے شام احمر جادو کے پاس لے گئی * اُسنے اُسکو دیکھتے ہی سر نیچا کر لیا * اور دل میں کہا کہ ایسے جوانکو مار ڈالنا محض بیدادی ہی * لیکن یہ دشمن ہی اسے کچھ سزا دیا چاہئے * نوکروں کو فرمایا کہ اسکو چاہ آتش میں ڈال دو اُسکے چاکروں نے حاتم کو اُسی وقت کوئے میں ڈال دیا اور ہزار منی ایک سل لوہے کی لال کرکے اُسکے منہہ پر ڈھانک دی غرض حاتم طاقت و بیجان جلا جاتا تھا * لیکن وہ مہرہ خرس کی بیٹی کا جو اُسکے منہہ میں تھا کوائیں سل منہہ دم بدم سرد ہو جاتا

چھوڑتے گئے. اُسنے معلوم کیا کہ کوہ احمر یہی ہی * پھر تو اسم کو پڑھتا ہوا چڑھ گیا * اِتنے مین ایک میدان سرفضا نظر آیا آگے بڑھا ایک چشمہ پانی کا نہایت شفاف و صاف دیکھائی دیا گرد اُسکے بہت سے درخت میوہ دار کہ کبھی دیکھنے مین نہ آئے تھے نظر پڑے حاتم نے کپڑے اُتار کر اُس مین غسل کیا پھر لباس پاکیزہ پہن کر اسم اعظم پڑھنے لگا* اُسکی برکت سے تمام جانور جادو کے کیا درند کیا گزند سب بھاگ گئے * یہہ خبر شام احمر کو پہنچی کہ جانور سب بکے سب بھاگے ہوئے جاتے ہیں اُسنے نجوم کی کتاب دیکھی * معلوم کیا کہ ایک دن حاتم طائی اِس پہاڑ پر آئیگا اور تمام جادو ہمارا باطل کریگا * یہہ وہی ہی جو وہان چشمے پر بیٹھا ہوا اسم اعظم پڑھتا ہی اور کوئی سحر اِس اسم کے پڑھنے والے کو اثر نہین کرتا * کیا تدبیر کیجئے کہ وہ اسم حصول ہو جاوے * یہہ سوچ کر ایک منتر پڑھا اور چارون طرف پھونکا کہ ایک غول کا غول پریون کا نمود ہوا اُن مین ایک پری ملکہ زرین پوش کی صورت تھی صراحی اور پیالا ہاتھ مین لیئے ہوئے دیکھائی دی شام احمر جادو نے کہا کہ تم جاؤ حاتم کو شراب کا پیالا پلا کر تمام کر دو وہ صورت بنتے ہی پریون سمیت اُس چشمہ پر جا پہنچی حاتم

اس کا باپ نہ مارا جائیگا۔ تب اس گل جولی کو کوئی نہ پاویگا
کیونکہ وہ جادوگر ہی * اُسنے انکو جادو میں گرفتار کر رکھا
ہی * اور اُسکا یہہ طور ہی کہ جو کچھ میں کہوں تو انکو نکالا ہے *
اس نے عرض کی میں آپ کے حکم سے باہر نہیں اور رہونگا *
یہہ سنکر اُنہوں نے فرمایا کہ میں تجھے اسم اعظم سکھلادیتا ہوں *
چاہئے یوں کہ تو احتیاط سے رہے * اور بابا کی سے اپنے پاس
با ے تھے بولے * ہر روز نہایا کرے۔ تمام دن روزے
رہے * اُسنے یہہ باتیں قبول کیں * تب اُنہوں نے
اسم اعظم سکھلا کر کہا کہ اب اُس پہاڑ کی طرف جا کچھ اندیشہ
نہیں نہ لاوے بولا کہ میں کوہ اسم پر کیونکر جاؤں * جواب نے
کہا کہ بو سرا اعصا کر اور آنکھیں اپنی بند کر اُسے آنہیں کے
کہنے کے سوچ کیا * بعد ایک دم کے پاؤں اُسکا زمین
پر جائیگا * آنکھیں کھول کر جو دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی * مگر
ایک پہاڑ عظیم الشان دیکھائی دیا اور اُسپر لالے کے موسم
پھولا ہوا * نہایت خوش ہوا اور اُسپر چڑھنے لگا قدم کے
رکھتے ہی وہاں کے پتھروں نے اُسکے پاؤں ایسے پکڑے
کہ پھر اٹھانا محال ہو گیا تب نہایت عاجز ہوا دل میں کہنے لگا کہ
اب اسم اعظم پڑھا چاہئے * پڑھتے ہی اُسکے پاؤں پتھر سے

آتا ہون اور کہان جاونگا جب کہا نے مہ فارغ ہوئے ناچ
راگ سے پھر ہونے لگا* اور رات بھر یہی عالم رہا* جب
صبح ہوئی سب پریان رحاتم کو سر گشتہ اُس درخت کی
ڈالیون پر پھر اُسی صورت سے حالتکہ اور دھر اُلٹا تالاب
مین غرق ہو گئی اسی طرح سے کئی روز گذرے* ایک دن
حضرت خواجہ خضر پھر اُسکے مدد کو پہنچے* اور اُسکے سر کو اپنے
عصا سے اُتارا اور دھر کو تالاب سے نکالا* پھر یہان تک
اسم اعظم پڑھا کہ اُسکے تن بیجان مین جان آگئی* اور درد
دور ہو گیا اُس نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ وہی مرد بزرگ
ہاتھ مین عصا لئے سرھانے کھڑا ہے یہہ اُٹھ کھڑا ہوا اُن کے
پاون پر گر پڑا* اور کہنے لگا کہ حضرت سلامت اسی
حالت مین تم مجھ گرفتار دیکھتے ہو اور کچھ غور نہین کرتے*
اُنھون نے کہا ای جوان تو اب تک کہان تھا* وہ بولا کہ
مین اِس درخت پر اُس سرو چمن ناز کے تماشے مین مشغول
تھا* خواجہ علیہ السلام نے پوچھا کہ اب بھی اُس نازنین کی
آرزو تیرے دل مین ہے اُسنے کہا کہ از برائے خدا اتنی
دستگیری کرو کہ مین اپنی مراد کو پہنچون نہین تو اسی بلا مین
گرفتار رہونگا* بلکہ مرجاونگا* خواجہ خضر نے کہا کہ جب تک

ہوا جب آفتاب چھپا اور رات ہو گئی وے مرصع کے تخت
حاتم کے سمیت اُس بالاخانے میں گزرے اور بدستور سابق
حسن پیکر جمع ہو کے کاروبار کرنے لگے * پھر ملکہ بھی تخت
پر آ بیٹھی * اور حاتم ہاتھ باندھ کر تخت کے ایک کونے سے
لگ کر کھڑا ہو رہا پر بیہوش تھا نہ جانتا تھا کہ میں کہاں
آیا ہوں اور کہاں تھا اور اب کہاں جاؤنگا * اتنے میں ملکہ
چو زرین پوش نے کہا کہ اے جوان سچ کہہ کہ تو کون ہے *
اور کیا نام رکھتا ہے اور کہاں سے آیا ہے * اُسنے کہا کہ
میں بھی ایک تیرے خادموں سے ہوں اور اسی بالاخانے سے
نکلا ہوں * اُسنے اُسکے منہ کے کلام سے معلوم کیا کہ یہ مجھ پر
عاشق ہوا ہے * اس بات کو سمجھ کر کچھ نہ بولی اور ناچ رنگ
میں مشغول ہوئی * جب آدھی رات گئی تب دستر خوان
عالی شان بچھایا اور کھانا ہر ایک طرح کے مزے دار رنگین
دسترس اور میوے رنگ برنگ کے اُس پر چن دئے *
شہزادی نے حاتم کو اپنے پاس بٹھا لیا اور ستھرے
ستھرے کھانے اُسکے آگے رکھ دئے * اور بہت
مہربانی و دلجوئی سے کہا * کہ اے جوان کچھ کھانا کھا لے *
حاتم کھانا کھانے لگا پر بیخبر تھا کہ میں کون ہوں اور کس واسطے

چاہ رکھتا ہی تو آپ سے آپ اپنے تئین بالا مین ڈالتا ہی * جس سے بہتر یہی ہی کہ اس کا خیال چھوڑ دے حاتم نے کہا کہ مین اپنی جان سے ہاتھ دھو چکا ہون * جو ہونی ہو سو ہو جے۔ تک یہہ نازنین میرے ہاتھہ نہ لگے گی۔ تب تک مین اس بات سے باز نہ آونگا * خواجہ خضر نے کہا کہ ای جوان آخر تیری آرزو کیا ہی * اُس نے کہا کہ میرو مرشد مطلب میرا یہہ ہی کہ اس درخت پر چڑھون اور اُن کے برابر پہنچ کر ہم کلام ہون * حضرت نے فرمایا کہ ای عزیز دیدہ و دانستہ اپنے تئین بلا مین ڈالنے سے کیا فایدہ بار آ * حاتم نے عرض کی کہ اچھی سمجھو اسی مین ہی کہ ایک دم اُنسے جدا ہون * اور جو روزازل سے میری قسمت مین یہہ منت بہت و بربادی لکھنے والے نے لکھ دی ہی تو سکھہ کہان سے پاؤنگا * القصہ یہہ سنکر حضرت خواجہ خضر نے اپنا عصا اُس درخت پر مارا * اور اسے ہم عالم بر تہہ کر فرمایا کہ اب اس درخت پر چڑھہ جا * یہہ کہکر آپ اُسکی نظرون سے غایب ہو گئے * حاتم وہین درخت پر چڑھ گیا۔ اُس نازنین کے سر کے برابر پہنچا * اُسکا سر بھی اُسہین سر و ناز برابر لٹکنے لگا اور تن تالاب مین گر کر ڈوب گیا * آسمان سے ایک غوغا اُٹھا اور ایک شور زمین سے بلند

کے ہوش میں آیا حضرت خواجہ خضر نے فرمایا کہ ای حاتم تو
جو اپنے اوپر اس قدر رنج اُٹھایا ہی اور مصیبت ڈال یا
ہی تجھکو اسسے کیا مطلب ہی * اُسنے کہا کہ میں کسی صورت
سے انکا احوال دریافت کروں * خواجہ نے فرمایا کہ یہہ سردار
شاہ احمر جادو کی بستی ہی اور اس مکان کا نام کوہ احمر ہی *
ایک دن اس لڑکی نے اپنے باپ سے خاوند کر نیکا ذکر
کیا تھا * کہ بابا جان اب میں جوان ہوئی ہوں میری شادی کر دو
اس بات کو سنکر وہ غضب ہوا * اور اُس لڑکی کو اُس
زور سے اس طلسم کر دریا میں ڈال دیا ہی * اور یہہ
تالاب اور درخت جادو کا ہی * اور یہہ سر جو سکے سر دن
سے اوپر لٹکتا ہی اُسکی لڑکی کا ہی اسی کا نام ماہ پری پوش
ہی اور کوہ جادو یہاں سے تین سو کوس ہی پر یہہ جادو کر
زور سے ایک ہی دن میں وہاں جاسکتی ہی * اور شاہ احمر
جادو جبتک جیتا رہیگا تب تک اسکو یہہ ساتھ گا * اور یہہ بھی
تب تک اسی حالت میں گرفتار رہیگی کسی کے ہاتھ نہ لگے گی *
یہہ سنکر حاتم نے کہا کہ معلوم ہوا میری قسمت میں اسی کا یہہ
مرنا لکھا ہی جو خدا لے تجھکو وہاں پہنچایا اور شاہ احمر جادو کے
جادو میں پھنسایا حضرت خواجہ خضر نے کہا کہ جو تو اُسکی بستی کی

سکر پانوں اُسکا تھرتھرانے لگا * اُسنے اپنی آنکھیں کھول کر دیکھا
تو وہی جنگل اور وہی درخت - اور وہی سر ڈالیوں پر لٹکتے
ہیں * بے اختیار اُس درخت کے پاس آیا اور اُوپر
چڑھنیکا قصد کیا درخت ہلنے لگا * بلکہ قریب تھا کہ گر پڑے
حاتم اُسکے تنے سے لپٹ گیا * پر وہ اُسی طرح سے ہلتا رہا *
یہہ چوتھا وہاں سے اور اُوپر بڑھا ایک تڑاقے کی آواز
آئی درخت بیچ سے پھٹ گیا اور حاتم کمر تک اُس
میں دھنسا گیا * جب دیکھا اُسنے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا
حیران ہوا اور ڈرا کہ یہہ کیا آفت پڑی ہی * ایک مرتبہ
میں اُن سر کے لیئے تالاب میں گرا تو اُس مصیبت میں پڑا *
جو درخت پر چڑھنے کا قصد کیا تو یوں پھنسا * جتنا زور کرتا ہوں کہ
اُوپر آؤں * نیچے ہی چلا جاتا ہوں آخر سب کا سب بدن اُس کا
درخت کے اندر چھپ گیا فقط آنکھیں باہر رہ گئیں * اُسی
وقت حضرت خواجہ خضر پھر پہنچے اور کہنے لگے * کہ ای جوان
اپنے تئین بلا میں کیوں ڈالتا ہی مگر زندگی سے سیر ہو چکا ہی *
حاتم کا احوال تنگ تھا کچھ نہ بولا * تب خواجہ خضر نے اُسپر
رحم کھا کر ایک عصا اُس درخت پر مارا کہ وہ مانند موم کے
ہو گیا حاتم اُس میں سے نکل پڑا پر بیہوش تھا * بعد کتنی دیر

رو رہا ہی مدد کر واُسکی * کہ عالم میں وہ بہت سی سکی کریگا
اور نیک ناموں میں مشہور ہوگا خواجہ خضر سبز کپڑے پہنے
ہوئے اور عصا ہاتھہ میں لئیے اُسکی داہنی طرف سے نمودہوئے *
حاتم اُنکو دیکھہ کراور بھی آہیں بھرنے اور نالے کرنے لگا *
اُنھوں نے یہہ حال دیکھہ کر اپنا ہاتھہ شفقت سے اُسکے
منہہ پر پھیرا اور وہ ہمین حالت اصلی پر آگیا اور کہنے لگا کہ پیرو
مرشد یہہ کونسا مکان ہی * اُنھوں نے کہا کہ اسکو صحرا نے
حیرت کہتے ہیں وہ پھر کہنے لگا کہ میں اس جگہہ کیونکر آیا *
حضرت نے فرمایا کہ تو نے ولانے تالاب میں فالی پری کے
ساتھہ غوطہ مارا تھا * وہ تالاب طلسم کے علم سے بنا ہی *
اور اثر اُسکا یہی ہی کہ جو آدمی اُس میں غوطہ مارے سو یہاں
آپڑے * چنانچہ وہ مکان اس جگہہ سے بیس سو کوس ہی یہہ
اصلات کے سنتے ہی خاک پر گر پڑا اور رو رو کر کہنے لگا
کہ ہی ہی میرے دکھو کیا ہوگیا اور کیونکر میں وہاں پہنچونگا *
اگر میری مراد نہ ملے گی تو میں سر پٹکہہ کر مرجاؤنگا * خواجہ نے
پوچھا کہ میری مراد کیا ہی * اُسنے کہا کہ جس جگہہ تھا میں وہمین
جا پہنچوں اُنھوں نے فرمایا کہ تو میرا عصا پکڑ اور آنکھیں بند
کرلے * اُسنے اُنہیں کے کہنے کے موافق کیا بعد ایک دم

طرح سے دسترخوان بچھا کھانا قسم قسم کا چنا گیا * شہزادی نے
پھر ایک خوان کھانے کا اُسی پری کے ہاتھہ بھیجا * وہ لیکر حاتم
کے پاس گئی وہ اُسکو دیکھتے ہی کہنے لگا * کہ اے پری تو نے
کہا تھا کہ مین کہاں آکر احوال کہونگی اور نام بتاونگی اب لازم
ہی تجھکو آج اپنا وعدہ وفا کرے * کہ مین کئی دنکا بھوکھا ہون
کھانا کھاون اُسنے یہہ ماجرا پھر جا کر مالکہ سے عرض کیا * بادشاہ
زادی نے فرمایا اُسے جا کر کہہ کہ جب تو مالکہ کے حضور مین
آئیگا اُس وقت یہہ بھید کھل جائیگا * لیکن پہلے کھانا کھا بعد اُسکے
میرے ساتھہ ہو * حاتم نے یہہ بات سنکر کھایا اور اُسکے
ساتھہ ہولیا * وہ غوطہ مار اُسی جگہہ جا کر حوض سے تو پر قایم ہوئی *
حاتم نے جو آنکھین بند کر کے تالاب مین غوطہ مارا اور زمین
کی تہہ کو اُسکے پاون لگے * آنکھین کھول کر دیکھا کہ نہ وہ
تالاب ہی نہ وہ درخت ہی نہ وہ پریان ہین * پر آپ
ایک لق و دق جنگل مین کھڑا ہی * ندان تعجب کے مارے ڈرکا
اور آہین بھرنے سر پر خاک ڈالنے لگا * غرض اسی حالت
مین سات رات دن گذر گئے کہ خدا کریم نے اپنے فضل و کرم
سے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو حکم کیا * کہ تم اُس
جنگل مین جاو جہان حاتم سودائیونکی طرح آہین بھر بھر کر

چاہا کہ اُسکا ہاتھ پکڑ لے کہ وہ بھاگ کر بالات میں گودپڑی اور
ملکہ کے پاس جا کھڑی ہوئی اور شہزادی تمام رات ناچ وراگ
میں مشغول رہی جب صبح ہونے لگی تو بالات میں کود
پڑیں بعد ایک ساعت کے کشتہ ہی جو پانی پر ابر آئے اور
آپہی آپ بالات میں سے اُچھل اُچھل کر درخت کی ڈالیوں
مین لٹک گئے * اور وہ سرہد سور سے اوپا جالٹکا *
پھر ... کے ... ہنس پر ... حاتم تھی اُس کو دیکھ سا
تھا * لیکن سردار کے سر سے ٹکٹکی لگائے تھا اور دل میں کہتا
تھا * کہ اگر اِس مقصد کو پاؤں تو اُس عارضے سے جو شب کو
ہوتی ہی * ہر طرح سے نکال کر دوں اور کہتا تھا کہ الہی یہ کیا
اسرار ہی * ہر رات یہ جیتی ہیں اور دن کو اِس درخت
میں لٹک جاتی ہیں * شاید یہ کام سب جادو کر یا طلسم
سے ہوتا ہی الغرض تو جوں تیوں دن آخر ہوا اور شام ہوئی *
رات کے وقت وہ پھر پھر بالات میں گر ... * اور بدستور
مطابق فرش بچھایا گیا * اور مجلس آراستہ ہوئی سرداروں
اور بادشازادی تخت اور کرسیوں پر جا بیٹھیں * ناچ شروع
ہوا اور حاتم منتظر تھا کہ آج کی رات کا وعدہ کیا ہی دیکھئے
آج وفا کرتی ہی یا نہیں * جب آدھی رات ہو گئی تب ... سی

اور فکر کرتا تھا کہ الٰہی یہہ کیا راز ہی * جب آدھی رات
گئی دسترخوان شاہانہ بچھایا * اور اقسام اقسام کے
طعام باکیزہ و لطیف اُسپر چنے * پھر اُس تخت زرّین نے
ایک خواص سے کہا کہ تو ایک خوان کھانے کا آئین شاہانہ سے
تیار کر کے اُس مسافر کو جو فلانے درکے نزدیک بیٹھا ہی دے آ
وہ اُسی صورت سے تیار کر سر پر دھر حاتم کے پاس لیگئی *
اور کہنے لگی کہ یہہ ہمارے سردار نے تجھے بھیجا ہی * حاتم
نے کہا کہ تیرا کیا نام اور تیرے سردار کا کیا نام ہی * وہ
بولی کہ تجھے میرے نام سے اور سردار کے نام سے کیا کام
ہی * اگر بھوکا ہی تو کھانا کھا حاتم بولا کہ تو جبتک اپنا نام
نہ بتاویگی اور اپنے سردار کا ہرگز نہ کھاونگا * یہہ بات سنکر
وہ نازنین پھر آئی اور مالکہ سے عرض کرنے لگی * کہ وہ مسافر
کھانا نہیں کھاتا اور کہتا ہی کہ جبتک تو اپنا نام اور اپنے
سردار کا اور احوال اس مکان کا کہ اس تالاب سے
نکلی ہی ظاہر نکریگی میں تب تک کچھ نہ کھاونگا * مالکہ نے کہا
تو جا کر کہہ کہ تم پہلے کھانا کھا لو میں پیچھے کہونگی * جب وہ کھا چکے
کہیو کہ آج نہیں کل * وہ حاتم کے پاس آئی اور جو کچھ
بادشاہزادی نے سکھلا دیا تھا عمل میں لائی غرض حاتم نے قسم

حاضر تی حو ۔ سرون سے اُوپر لٹکتا تھا * یہہ اُنکو دیکھتے ہی
رہوس ہو گیا جب ہوش میں آیا اپنے جی میں کہنے لگا * کہ
اِس ماجرے کو دور یاد ۔ کیجئے میں کیوں کر کسی کے سامھنے
بیان کرونگا * پس لازم ہی کہ تھوڑے دن یہاں رہئیے * اور
اِس احوال کو بخوبی دریافت کیجئے * کہ یہہ کیا اسرار ہی یہہ
اِسی فکر میں تمام دن وہاں رہا جیسے ہی رات ہو گئی یہہ ایک
کونے میں چھپ کر بیٹھ رہا * ناگاہ وے سر تینوں سے
چھوٹ کر تالاب میں گر پڑے اور حاتم اس تالاب کی طرف
دیکھتا تھا * اُس میں ایک ... گاہ بہت پاکیزہ تھی *
فرش شاہانہ اُس پر لا کے بچھایا * اور ایک تخت زر بھی وہاں
پر لگا ایک قرینے سے رکھ دیا * بعد کئی گھڑی کے کئی
پریاں باہر نکلیں * اُن میں ایک پری زادی بہت خوب کلی صحیلی
ہوس ربا ماہ لقا تھی * آتے ہی ناز و غرور سے اُس تخت
پر بیٹھ گئی * حاتم نے جو غور کر کے دیکھا معلوم کیا کہ یہہ وہی
سر ہی * جو ... سے اُونچا تھا * پھر کسی پری نے گرد اُسکے
گھٹنوں پر بیٹھ گئی * اور کسی ہاتھ باندھ کر باادب کھڑی
ہو رہین * اِسی میں طالفہ سار ناگاہ کھڑا ہوا * اور اُس
... کے سامھنے ناچنے لگا * حاتم تاک لگائے دیکھتا تھا

* چوتھا سوال جانے کی جا نب کا اور اسبات *

* کی خبر لانے کا کہ سچی کو ہمیشہ راحت ہی *

القصہ حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا * اور شہر سے باہر نکلا بعد کئی منزلوں کے ایک دامن کوہ میں جا پہنچا وہاں کیا دیکھتا ہی کہ ایک دریا عظیم لہو سے بھرا ہوا نہایت زور و شور سے بہہ رہا ہی * یہہ اُسکو دیکھکر متفکر ہوا * اور اپنے جی مین کہنے لگا * کہ مین نے کبھی لال پانی کا دریا نہین دیکھا تھا * اسکو دریافت کیا چاہیے کہ یہہ کس طرف سے آتا ہی اور اُسکے بہنے کا سبب کیا ہی * یہہ ارادہ کر کے اُسی طرف روانہ ہوا * اتنے مین ایک درخت عالی شان بلا سبب سے نظر پڑا * جب اُسکے پاس پہنچا دیکھا کہ ہر ایک ڈالی مین اُسکی سیکڑون سر آدمیون کے لٹکتے ہیں * اور اُسکے نیچے ایک تالاب نہایت خوش قطع ما بنا ہی * اور اُسی کا پانی جنگل کی طرف چلا جاتا ہی یہہ اُس درخت کے تلے بیٹھ گیا * اور جتنے سر اُس درخت مین لٹکتے تھے بے اختیار قہقہا مار کر ہنسنے لگے * یہہ دیکھکر حیران رہا کہ کیسے ہوئے سر ہنستے ہیں * اور اُنسے قطرے لہو کے ٹپک ٹپک کر اُسی تالاب مین گرتے ہیں * اور پانی خون آلودہ ہو کر دریا مین چلا جاتا ہی * اتنے مین نظر اُسکی اُس تالاب

آپ اپنی مہر سے ایک رسید لکھہ دیجئے کہ ماہم بادشاہ
زادی کو دیں * کہ اُنکی دل جمعی ہووے * حاتم نے ایک
خط ابتدا سے احوال سب لکھہ کر اُنکے حوالے کی * اور
اُدھر آپ شہر میں داخل ہو کر کاروان سرائے میں
آیا * اور سوداگر سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوا *
بعد دو چار گھڑی کے دونوں سوار ہو کر حسن بانو کے گھر
آئے * وہ ایک مکان پاکیزہ میں پردہ ڈال کر بیٹھی *
اور اُنکو باہر جواہر کی چوکیوں پر عزت تمام بٹھلایا اور احوال
پوچھا * حاتم نے تمام کمال بیان کیا حسن بانو نے اُنکی عبادت
کی ساری کی دسترخوان طرح بطرح کے کھانے منگوا دئے * اور
تو ہر قسم کے میوے رکھوا دئیے * غرض خوشی آنکھوں سے
نوش جان کیا * اور رات کی رات وہیں آرام فرمایا * صبح
کو حاتم نے پوچھا * کہ ای حسن بانو اب کونسا مطلب ہی *
اُسنے کہا کہ ایک شخص کہتا ہی کہ سچے کو ہمیشہ راحت ہی *
وہ کہاں سچ بولا ہی اور کیا راحت پائی ہی اُسکی خبر لا * حاتم
نے کہا کہ تم جانتی ہو وہ کس طرف ہی * حسن بانو بولی کہ میں
نے اپنی دائی سے سنا ہی * کہ شہر درم میں ہی پر یہہ نہیں جانتی کہ وہ
شہر کس طرف کو ہی حاتم نے کہا کہ خدا یہہ بھی مشکل آسان کرےگا *

حیران رہ گئے * کہ یہہ عجب طرح کا آدم زاد ہی * کہ اپنے
نانی نہ یکھانہ سا غرض پھر اُسی طرح سے حاتم کو اُس ندے کے پاس
پہنچا دیا * وہ اُسی حالت مین پڑا تھا اتنے مین حاتم نے پکار کر کہا
کہ ای ماہیر مرد مین وہ گھاس لے آیا * یدھر نے کہا مرحبا . لازم
ہی کہ تو اپنے ہاتھ ور سے اُسکو ملاکر دو تین قطرے میری آنکھون
مین ٹپکا دے * حاتم نے وہی کیا پھر تو اُسکی آنکھ مین اُجالا آئین
پھر نیاں گون ہو گئین آخر پانی سو کھہ گیا اور کنور اسی ہو گئین وہ حاتم
کے پانون پر گر پڑا اور معذرت کرنے لگا * اُسنے بھی اُسے
گلے لگا لیا اور کہا بھائی ارے یہ خدا کیا کہتا ہی * مین خدا کی
راہ مین کمر باندھی ہی * جو کام میرے ہاتھ سے نکلتا ہی مین
اُسے غنیمت جانتا ہون اور اپنی سعادت سمجھتا ہون * پھر
مرد نے کہا کہ ای جوان مرد میرے گھر مین بہت سا زر و
جواہر ہی تو وہان چل * اور جس قدر چاہے اُس مین سے لے
حاتم نے کہا مجھے ہرگز زر و جواہر درکار نہین * خدا کے فضل
سے میرے گھر مین بے شمار ہی مین اُسی کو خدا کی راہ مین خرچ
کرتا ہون * تیرا مال لیکر کیا کرون * یہہ کہکر وہ ماہیر مرد سے
رخصت ہوا اور سیرا دو یکے کندھے پر سوار ہو کر بعد دس
روز کے شہر شاہ آباد مین آیا * تب سیرادون نے کہا کہ خداوند

وے تمام ٹکل اُس جنگل کے مانند چراغ کے روشن ہو جاتے ہیں اور ہزاروں جانور کیا سانپ کیا بچھو کیا چرند کیا پرند کیا درند ہر کیا گزندے اُس گھاس کے گرد آکر جمع ہو جاتے ہیں سوائے اُسکے وہاں کسی کا گذر نہیں * حاتم نے کہا بارے دیکھوں قسمت میں کیا ہی سب ایک بربراد نے حاتم کو کاندھے پر اُٹھا لیا باقی ساتھ ہو لئے * حاصل یہ ہی کہ ساتویں دن اُس جنگل کے قریب جا پہنچے * ایک میدان وسیع نظر پڑا حاتم نے پوچھا کہ وہ گھاس کہاں ہی * وے بولے کہ اُسکے اُگنے کا وقت نزدیک پہنچا ہی دو چار ہی روز میں نکلے گی حاتم اور وے بربراد کئی دن اُس جنگل میں باہم رہے * اور ہر ہر قسم کے میوے کھا کئے کہ ایک دن وہ گھاس زمیں سے موجود ہوئی جہاں تلک پھول تھے چراغوں کے مانند روشن ہو گئے سارا جنگل خوشبو سے مہک اُٹھا * جانور ہر قسم کے آکر اُسکے گرد جمع ہوئے * اور ایک حلقہ باندھ کر کھڑے رہے * حاتم نے بربرادوں سے کہا کہ تم یہیں رہو میں توکل بخدا جاتا ہوں * آگے جو مرضی اُسکی یہ کہکر وہ مہرہ منہ میں دھرا اور اُس جنگل میں جا کر دو میں پتے گھاس کے اور کئی پتیاں پھولوں کی لیکر خیریت سے پھر آیا * بربراد دیکھکر

سے ہر ایکار ہو ۔ تا ۔ درد کرتا ہی * روتا ہوا ہو کر شہر امیں
مین جا بیٹھتا ہوں اور آہ سرد کھینچکر یہی سخن کہتا ہون * ای
صورت ۔ سے کتنے ہمین آئے اور کتنے ہمیں بوجھہ جاتے گئے *
پر کوئی میری داد کو نہ پہنچا اور نہ کسی نے اسکی تدبیر کی *
حاتم نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ یہہ کام مین کرونگا اتنے میں وہ
ہر بیرا دو حاتم کو یہان پہنچا کر کوہ القا کو گئے ۔ تھے الگن بری
دیکھتی ہی اُن سے جھنجلائی اور کہنے لگی کہ جب وہ اس کام سے
فراغت ہوتا ۔ اُسکو گھر مین پہنچا کر تم یہان آ ۔ تو ا ۔
اسی مین تمھاری خیر ہی کہ اُسکو اُس کے گھر پہنچا کر یہان آؤ
نہیں تو کس طرح بیس ن آو نگی * اس بات کو سنتے ہی
وہ دو آ ۔ اور حاتم کو باس آکر موجود ہوئے * پھر اپنی
سرگذشت بیان کی اور پوچھا * کہ آپ کا قصد کیدھر کا ہی
اُس نے کہا کہ جہان بوریز گھاس ہی وہان جایا چاہتا ہون * و ۔
بولے ہم تم کو اُس جنگل کی تریب پہنچا دینگے اور دور
۔ ۔ تا بھی بتا دینگے * لیکن وہان نجاینگے اگر تم سلامت پھر و تو
تمھین تمھار ۔ شہر پہنچا دینگے نہین تو جو تم پر گذر ۔ گی ملکہ سے
عرض کر دینگے حاتم ۔ نے پوچھا کہ اُس کا سبب کیا ہی * اُنھون
نے کہا کہ صاحب ۔ جس وقت وہ گھاس زمین سے نکلتی ہی اُس

لگا دے اور مال کے نظر آوے تو آدھا تیرا اُسنے کہا بہت
بہتر تو میرے ساتھ جنگل میں چل میں تیری آنکھوں میں ایک
سلائی پھیر دوں * میں اسکے ساتھ اس جنگل میں آیا اور اس
پتھر کو دیکھکر حیران ہو پوچھنے لگا * کہ یہ پتھر کس کا ہی
اُسنے کہا کہ میں نہیں جانتا * یہ کہکر وہ اس درخت کے نیچے
بیٹھ گیا اور اپنی بغل سے ایک تو سا سرمے کے نکال کر ایک
سلائی بھری اور میری آنکھوں میں پھیر دی * میں اُسی دم
اندھا ہو گیا * اور اُس سے کہنے لگا * کہ ای عزیز یہ کیا کیا
تو نے مجھے اندھا کیا * وہ بولا کہ تھوڑی تھوں اور بدھہدو کی نہی
سزا ہی اگر آنکھ کی بصارت چاہتا ہی تو اس پتھر پر میں
بیٹھ رہ اور یہ سخن کہا کر کہ بدی مت کر کسی سے اگر کرے گا تو
وہی پاویگا * میں نے پھر پوچھا کہ سچ کہہ میری آنکھوں کا علاج
کیا ہی * اُسنے کہا کہ بعد ایک مدت کے ایک جوان جس پر سے
ادھر آویگا * تو اُس سے اپنا احوال کہنا * وہ کہیں سے نور سر
گیاس لاکر تیری آنکھوں میں اسکا پانی چواویگا آنکھیں تیری
جیسی کی تیسی ہو جاوینگی اسی اُمید پر تیس برس سے اس
پتھر پر میں بیٹھا ہوا اسکی راہ تکتا ہوں * اور کبھی کبھی جو آتا کر
اس سے کہتا ہوں تو تمام بدن ہڈی سے لیکر گوشت تک اور گوشت

میرا اُس شخص سفر میں مرگیا * کچھ گرتا پڑتا ایک شہر میں ہاتھ لگا * بعد
چند روز کے بازار میں آیا * جوان کو دیکھا میں نے یوں کہتا
ہے کہ جس کسی کا زر و جواہر مال و متاع پیاسے باپ کا ہو یا گیا
ہو یا زمین میں گاڑ کر بھول بیٹھا ہو * میں اپنے علم سے نکال
دیتا ہوں * لیکن اس شرط پر کہ چوتھا حصہ مجھکو دے * یہ بات
میں نے اُسکی مان لی اور اُسکو اپنے گھر میں لاکر ہر ایک جگہہ
دکھلا دی اُسنے جا بجا سے مٹی اُٹھا کر سونگھی اور مجھے بتا
دی * آخر ایک کوٹھڑی کو کھدوایا وہاں زر و جواہر بیشمار
نکلا میں جو تھائی دینے میں حیلہ کرنے لگا اور اپنے قرار سے پھر گیا
تھوڑا سا اُٹھا کر اُسکے آگے دھر دیا * اُسنے کہا کہ میں وہی اپنا چوتھا
حصہ لونگا * اسبات سے میں برہم ہوا اور طپانچے مار کر اُسکو باہر کر دیا
وہ میری جان کو روتا پیٹتا چلا گیا بعد کتنے دنوں کے پھر آیا اور مجھسے
دوستی پیدا کی * بلکہ یار غار ہو کر ایک دن کہنے لگا کہ جو کچھ
زمین میں گڑا ہوا ہے مجھے سب نظر آتا ہے میں نے اُس سے
پوچھا کہ یہ کیا علم ہے * میں بھی کسی طرح سیکھ سکوں * اُسنے
کہا بہت آسان ہے وہ ایک سرمے کی ترکیب ہے کہ اُسے بنا کر
جو کوئی آنکھوں میں دیوے جتنا مال کہ چھپا ہوا ہے نظر آنے
لگے * تب میں نے کہا کہ اگر ایسا سرمہ تو میری آنکھوں میں

تھکا کر آئے رات کے وقت وہاں پہنچے * حاتم نے
اُن کو کہا کہ تم تھکے ہو تم تو جاؤ اور ہم رخصت ہو کر وے
گانو کے وے سب رخصت ہوئے * اور حاتم اُسی آواز
پر چلا گیا اور اُسی درخت کے پاس پہنچا کہ جس سے
وہ آواز آتی تھی * کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر مرد اُس درخت
کے تلے میں لگا یہی حیران ہوا اور ایک ساعت کو ٹھہرا
پھر پوچھنے لگا کہ اے بزرگ یہ آواز کون مرد دیتا ہے
ہر گز تری لگائی ہے * اور وہ کون ہے کہ جسے تجھے اس
پہر میں صدا کر کے لگتا ہے یہ بات سنکر تڑپنے لگا
ایک آہ کھینچی اور کہا کہ اے جوان میرا احوال کچھ مت پوچھ *
اور جو پوچھتا ہے تو میری غور کر اس شہر میں تجھ سے کہتا ہوں *
حاتم نے کہا کہ میں قبول کیا اُسنے کہا کہ میں اسی سوداگر
ہوں سوداگر میں پیدا ہوا تھا اُس وقت یہ ملک میرے باپ
کے میرے نام سے آباد کیا تھا * جب میں بڑا ہوا باپ مجھ کو
اس شہر میں چھوڑ کر کسی ملک میں تجارت کے واسطے
گیا میں باپ کے فضول خرچ تھا جو زر و جواہر مال و متاع باپ
و مجھکو گداؤں کے واسطے دیا تھا میں لے تھوڑے ہی
عرصے میں اُڑا دیا * محتاج ہو گیا اِس حال آیا اور باپ

آدم زاد کے خاوند آبادہی اور اُسنے بھی اُنکے عشق محبت مین برسون
رنج و تعب اُٹھائے ہیں * اب جو تو یہان آ پہنچا ہی *
اسواسطے چاہتی ہیں کہ اُسکو اپنا داماد اور محرم راز کرین *
لیکن آپکی بلا اجازت یہہ کام اُنسے نہین ہو سکتا یہ سنتا تھا
سنتے ہی وہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور کہنے لگی * کہ تمہاری
بیٹی کی خواہش یونہی کہ ایک آدم زاد سے اپنا بیاہ کرے اُسنے
کہا کہ اگر اُسکی مرضی ہی تو مبارک ہو * جب یہ ماجرا سنی القصہ
اُلگن پری نے اُسوقت حاتم کو اور اُس جوان کو باغ سے بلا
بھیجا مان اُسکی اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوئی * اور اپنے
خاوند سے بھی تعریف کی * اُسنے اُسی وقت بیاہ کا سرانجام
تیار کیا * اور ملکہ کو بڑی دھوم دھام سے جو انکے شاستہ موافق
اپنی رسمونکے بیاہ دیا عاشق و معشوق باہم ملے اور حاتم کو دعائین
دینے لگے آخر مدت بار روز کے بعد حاتم اُنسے رخصت
ہونے لگا * پری نے پوچھا کہ اب کہان کا قصد رکھتے ہو اُسنے
کہا کوہ احمر کا کیونکہ مجھے وہان ایک کام ضرور ہی پری نے
کہا کہ ایک دن مین تمھین وہان بھجوا دیتی ہون مت گھبراو *
یہہ کہکر اُسنے اپنے کئی پریزادون سے کہا کہ تم اِسکو ایک
تخت پر بٹھلا کر وہان پہنچا آو * وے اِسکو ایک تخت مرصع پر

نے ارشاد کیا کہ جلد شربت تیار کر لاؤ * حاتم آپ ہی اُٹھ کھڑا
ہوا اور اپنے ہاتھ سے شربت تیار کر شہزادی کے سامنے
لے آیا اُسنے ارشاد کیا کہ تھوڑا تھوڑا پئیں حاتم نے
کہا کہ پہلے آپ قدرے نوش جان کریں مصرع منگائے ملکہ نے
حاتم کے ہاتھ سے شربت کا پیالہ لیا اور منہ سے لگایا دو ہی
گھونٹ پیئے تھے کہ دوسری اُس آدم زاد پر دیوانی ہو گئی حاتم
نے خود کہا کہ احوال اُسکا کچھ اور ہی آپنے سے کہا * کہ
ای ملکہ اس عاشق بے جان اور کشتہ ہجران پر اگر مہربانی
فرماوے * تو بے نوا حالاں سرمندان دور ہیں اُسنے مسکرا کر
یہ مصرع پڑھا * مصرع * ای بادصبا این ہمہ آوردۂ تست *
پھر کہنے لگی کہ نہیں جانتی یہ آفت کیسی انتہائی ہوئی ہی اور
یہ آگ کیسی لگی ہوئی اب مجھ سے بھی درد اُسکی جدائی کا
نہیں سہا جاتا اور اُسکے بدلے ایک دم نہیں رہا جاتا * لاچار ہوں
تیرا کہا مانا اور اُسکو قبول کیا مگر بے رضامندی ماں باپ کے
یہہ کام نہیں کر سکتی * یہہ کہکر وہ اُنکی طرف گئی اور محل میں
داخل ہو کر والدہ کو سجدہ کیا اور سر جھکا کر شرم سے چپکی ہو رہی
اُسکی ماں نے کہا * کہ اِسنے جلد آنے کا سبب کیا ہی * ابھی تو چالیس
روز نہیں ہوئے ہیں اُسکی مصاحبوں نے عرض کی کہ ملکہ کو ایک

پاس بیٹھا لیا * جوان اُسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو کر زمین
پر گر پڑا شہزادی نے اپنے ہاتھ سے اُسکے سر پر گلاب چھڑکا *
بعد ایک دم کے ہوش مین آیا تب الکن پری نے آہستہ سے
پیار سے کہا کہ اے جوان مجھکو خوب سا دل بھر کر دیکھ لے
غرض تمام دن یہی صحبت رہی شام کے وقت اُسنے اپنی
پریون سے کہا کہ مجلس نشاط کی آراستہ کرو * اور ناچ راگ
شروع ہووے * اِسبات کے سنتے ہی وے ناچنے گانے لگین *
حاتم اور وہ جوان بھی باہم بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے *
پر الکن پری ہرگز اُس جوان کی طرف متوجہ نہ تھی * یہ حالت
دیکھکر حاتم نے اُس جوان کو کہا * کہ تو اِس نہر کے پانی مین
رگڑ کر منہہ مین لے اور اُسکے پانی پینے کی تمنایا مین کلی کر
دے * اور پھر یہان آکر چپکا بیٹھ رہ جوان اُسی کام
مین مشغول ہوا کہ کتنی پریون کی نگاہ اُسپر جا پڑی *
بے اختیار دوڑین اور کہنے لگین کہ تجھکو اب خاصے کی تھالیون
سے کیا کام اُسنے کہا کہ شدت سے پیاسا ہون کیا کرون
اُنہون نے اُسکو پانی پلا دیا * پھر وہین آ بیٹھا حاتم نے جب
دیکھا کہ جوان نے اپنا کام تمام کیا مالکہ سے کہا کہ اِسکو نہایت
گرمی ہے تھوڑا سا شربت پلاؤ اور اِسکی پیاس بجھاؤ * پری

ہوا * اِسمیں صبح ہوگئی * الگن پری اُسکے پاس آکر کہنے لگی
کہ ای جوان تو نے دانا پانی کیوں چھوڑ دیا ہی * اگر یہہ آب
و دانہ ترک کرے گا تو میں تیری گناہ میں پکڑی جاؤنگی * اور خدا
کو کیا منہہ دکھلاونگی حاتم نے کہا تو اُسکو بلوا کر دکھلا اور
وہ میرا دیدار دیکھے کہ مرتا ہے۔ اُسکا آہی ہی الگن پری نے کہا
کہ البتہ یہہ بات میں نے قبول کی اِس شخص کے سنتے ہی
پھر حاتم خود مستعد ہوا کہ جاکر اُس جوان کو لے آوے *
کہ ملکہ نے کہا صاحب تم کسواسطے تکلیف کرتے ہو * میں کئی
پریزادوں کو حکم بلوالیتی ہوں * یہہ کہکر پھر کئی پریزادوں
سے فرمایا کہ تم فلانے پہاڑ کی طرف جاؤ * وہاں ایک شخص
کسی درخت کے نیچے پتھر کی سل پر آنکھیں بند کئے پڑا
ہی * اور آہیں سرد بھرتا ہی اُس سے کہو کہ حاتم وہاں جا پہنچا *
اور تیرا احوال اُسنے میری معشوقہ سے مفصل بیان کیا
اِسواسطے الگن پری نے تجھے بلوایا ہی * غرض وے پریزاد
ایک آن میں وہاں جا پہنچے * اور اُس بیچارے کو اُس سے
کہنے لگے * وہ اِس بات کے سنتے ہی اپنی جگہہ سے اُٹھا *
اور حاتم کی ہمت پر آفرین کر کے ساتھ ہو لیا * وے ایک ہی
دن میں اُسے شہزادی کے پاس لے آئے ملکہ نے اُسکو اپنے

حق تو یہہ ہی کہ جب تک وہ اپنی مراد کو نہ پہنچیگا تب تک مین بھی یہان سے نجاونگا * پری نے کہا کہ تو یہہ امید مجھسے مت رکہہ مین کبھی اُسکے پاس نجاونگی حاتم نے کہا کہ اے پری خدا میری محنت و مشقت کو رایگان مت کر کیونکہ مین نے بہت سی محنت و مصیبت اُٹھائی ہی * تب وہ بولی کہ مین تیرے کہنے کے باہر نہین اچھا تیری خاطر سے اُسکو اپنے پاس رکھونگی * پر ہم صحبت نہونگی حاتم نے کہا کہ پھر مین بھی تیرے دروازے پر بیٹھکر اتنے فاقے کرونگا کہ مرجاونگا * اور میرا خون تیری گردن پر رہیگا یہہ کہکر اُٹھا اور اُسکے دروازے پر ایک درخت کے تلے جا بیٹھا * دانا پانی چھوڑ دیا اِسی صورت سے سات روز گذر گئے * ایک شب اُس نے یہہ خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہی * کہ اے حاتم یہہ الگن پری ہی اِسنے اِسی صورت سے اپنے فراق مین کتنے ہی کو مارا ہی تو پہلے اُسے یہ کہکر اُس جوان کو بلوا * اور وہ مہرہ جو اُس خرس کی لڑکی نے تجھے دیا ہی اُسکو دے * کہ اپنے منہہ مین رکھکر غرغرا کرے اور پیالے مین ڈال کر کسی طرح سے اُس پری کو پلا دے * پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھہ یقین ہی کہ معشوق عاشق ہوجاوے یہہ بات سنکر وہ چونکا پھر آ اور متفکر

ہونگا حیران ہوں کہ اب معشوق کا حکم کسطرح ٹالوں * اگر ملاقات ہو لی ہی تو نہیں تو رہ جاوےگی * میں نے جو اُسکا یہ احوال دیکھا اور عاشق بنا اپنا مطلب چھوڑ کر آتا ہوں اگر اس بیچارے کے احوال پر شہر بانی فرماؤ تو گویا مجھے مول لو اور اس آدھے موئے کو جان بخشو * پری نے کہا کہ ای یمن کے شہزادے میں تجھ کو دیکھکر اپنے تئیں بھول گئی اور وہ میرے لائق نہیں عشق بھی اُسکا خام ہی کیونکہ سات برس گذر گئے کہ وہ اپنی جان کے ڈر سے وہیں رہا اور یکو والا قدم بھی اُسنے نہ رکھا * حاتم نے کہا کہ اگر وہ عاشق صادق ہوتا تو کیوں تیری محبت کی وادی میں پھنسا اور کس واسطے تیری یاد میں اپنی جان حرام کرتا سوا اسکے تو خود اُس سے وعدہ کر کے آئی ہی کہ میں سات روز میں آونگی تو میرے آنے تک کہیں نہ جانا وہ غریب عاشق ہمارا اپنے معشوق کی وعدے پر کمر کس رہا اور اُسکو یقین ہی کہ میری معشوق میرے پاس نہیں آوےگی اب مجھکو لازم نہیں ہی جو میں بھوکھ اور پیاس کے مارے کسی طرف چلا جاؤں اور وہ یہاں آکر جو مجھے نہ پاوے تو رنجیدہ ہو یہ بات سنکر اُسنے کہا کہ تو کچھ کہہ میں اُسکو ہرگز قبول نہ کرونگی * حاتم بولا کہ ای شہزادی اس قدر خفگی کا سبب کیا ہی بیان کر *

اُس نے کہا مین طی کا بیٹا ہون یمن سے آیا ہون اور حاتم نام ہی میرا* شہزادی جو اُس کا نام سنتی ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ مین نے بھی تیرا نام سنا ہی کہ تو یمن کا شہزادہ ہی* بڑی مہربانی کی کہ یہان قدم رنجہ فرمایا* بارے یہہ کہہ کہ آنے کا سبب کیا ہی اور اتنی مصیبت کیون اُٹھائی میں تو تیری لونڈی کی جگہہ ہون* اور تجھے اپنا سرتاج جانتی ہون* حاتم نے کہا کہ یہہ تیری مہربانی ہی اور شاہ آباد سے آیا تھا* اور اب صحرا ے احمر کی طرف جاتا تھا* اثنا ے راہ مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان کسی درخت کے تلے نعرے مارتا ہی* اور آنکھیں بند کئے یہہ مصرع پڑھتا ہی* مصرع* شتاب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی* مین پوچھا کہ اے جوان تو نے اپنا احوال کیون تباہ کیا ہی مرا ے خدا اپنا ماجرا مجھ سے کہہ اُس نے تمام سرگذشت اپنی اور تمہاری محبت و مہربانی کی بیان کی اور کہا کہ مالکہ ہماری تین دن کا وعدہ کر گئی ہین اور سات برس گذر گئے کہ نہیں آئین مین انتظار مین اُن کے نالان و گریان ہون* نہ طاقت جانے کی رکھتا ہون نہ قدرت رہنے کی سوا اس کے جانے کے وقت اُنھون نے میرا ہاتھ پکڑ کر یہہ کہا تھا کہ خبردار تو یہان سے کہیں اگر جائیگا تو خراب

کہ غیر کی امانت میں خیانت کرے اور اس بات کا دم مقرتا ہی کہ میں جو کام کرتا ہوں سو خدا اللہ ہی کرتا ہوں * مصرع * پھر اگر سچ ہی تو ظالم اُسے کیا کہیے ہمیں * اس بات کے سنتے ہی وہ چونک پڑا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا کوئی نظر نہ آیا * سب اپنی جگہہ سے اُٹھا استغفار کرنے لگا اور خدا سے توبہ اور اپنا ہاتھ وہ * بدان سرکو زمین پر دھر دیا اور شکر سے کہنے لگا * کہ الٰہی تو میرے گناہ بخش کہ تو غفور الرحیم ہی * بعد اُسکے برادروں سے کہا کہ مجھکو ملکہ کے پاس لے چلو کیونکہ وہ عرصہ سے میرے آنے کی راہ دیکھتا ہوگا میں کب تک انتظار کھینچوں اُنھوں نے جو شہزادہ کو جو سی دیکھا حاکم کے ہاتھ باندھ کر باغ کے دروازے پر لے آئے پھر اُن میں سے ایک نے جاکر ملکہ سے عرض کی * کہ ایک آدم زاد گردش کا مارا باغ کے نزدیک آگیا تھا * ہم اُسے کو باندھ کر باغ کے دروازے پر لے آئے ہمیں آگے جو حکم ہو سو کریں * ملکہ نے کہا کہ اُسکو حضور میں لے آؤ جوں لے آئے * حاکم کو دیکھتے ہی اس جوان کو بھول گئی اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس کرسی زریں پر بٹھالیا پھر پوچھا * کہ ای جوان کہاں سے آیا ہی کیا نام ہے تیرا اور کیا مطلب رکھتا ہی تو *

حاتم نے کہا کہ جس دن سے میں نے اُس دن سے مجھکو اُسکے
پاس لیچلو * آگے میں ہون اور میری محنت * یا اُس جوان کی
قسمت * غرض ایک دن الگن پری اپنے محل سے نکل کر اُس
باغ کی طرف ناز و ادا سے چلی آتی تھی کہ دو ... سے استقبال
کو آئے اور ادب بجا لائے * الگن پری آکر تخت پر بیٹھ گئی
اور پریان جو اُسکی صاحب تھین کرسیون پر قاعدے سے
برابر بیٹھین * پھر پریزادون نے باغ مین آکر حاتم سے کہا *
کہ چل تجھے ... ہم ملکہ کو دکھلا دین * غرض لے آئے اور
ایک جھروکھے کے پاس بیٹھلا دیا * اور کہا کہ دیکھ وہ جو تخت پر
زرین اور دھانی جوڑا پہنے اور سر پر آنچل بادلے کا دوپٹا اوڑھے
ہوئے ایک غرور و ناز سے بیٹھی ہی * وہی الگن پری ہی *
حاتم دیکھتے ہی غش کر گیا * جب ہوش مین آیا * خدا کی درگاہ
مین سجدہ کیا اور اُسکی صنعت پر متفکر ہوا * جوانکو اپنی خاطر سے
بھلا دیا * بلکہ اُس پری پر آپ ہی دیوانہ ہو گیا * یہان تک کہ
کھانا پینا بھی چھوڑ دیا * اِس طرح سے تین دن گذر گئے * اتفاقا
رات کے وقت آنکھ لگ گئی تو کیا سنتا ہی * کہ کسی
طرف سے ایک آواز آتی ہی * کہ ای حاتم اُٹھ اور اپنے
تئین پہچان * اِسی منہہ پر تو نے خدا کی راہ مین کمر باندھی ہی

سچ مچ ایک کام ہی * اسواسطے کہ وہ ایک جوان سے شاب روز کا وعدہ کر کے یہاں آئی ہی * اس بات کی سات برس گذر گئے کہ وہ اُسکے انتظار میں درست مرگ کے پہنچا ہی * آنکھیں پتھرا گئیں ہیں * حال یہ ہو رہا ہی بلکہ سانس لینے کی طاقت نہیں رہی * تو بھی بعد دو دن گھڑی کے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا ہی * اور یہ مصرع پڑھتا ہی* شام آ کہیں بات اب جدائی کی * میں نے جو اُسکا یہ احوال دیکھا بے اختیار ہو کر پوچھا * کہ کیا احوال ہی میرا آپسے اپنی مصیبت اور اسد ایا ایتھا سکے۔ میں نے یہ ماجرے بیان کی * اس واردات کو سنکر میرا کلیجا جل گیا * اور آنسو ٹپکنے لگے میں اُسکے خاطر آتا ہوں * اسواسطے کہ اُسکا قول اُسے یاد دلاؤں شاید بھول گئی ہو * اور اگر وہ اس اُمید پر مرجاویگا تو بڑا غضب پر لگا اُٹھوں۔ پر کہا * ای آدم زاد ہم ایسی قدرت نہیں رکھتے ہیں جو تیرا احوال جاکر اُس سے کہیں * مگر یہ کہ تجھے باندھ کر اُسکے سامنے لیجاویں پھر جو تیری زبان پر آئے تو عرض کر * یہ بات ہم بطور دوستی کے کہتے ہیں * کیونکہ اگر ہم تجھے یونہی لیجاویں شاید وہ ہم پر خفا ہو * کہ آدمی کو اس جگہ سے کیوں لائے ہو *

کہ یہہ عجب آدمی ہی نہ بھاگا نہ ڈرا گتا ہی نہ ڈرا ... ڈرتا ہی * نہ کسی ... کرتا ہی ایسے شخص کو کوئی کیون کر مار ... یاد رکھہ دیو ... یہہ کہکر پھر اُنھون نے حاتم ... کہا کہ ای جوان ہم اہل مرو ... ہین * تیرے ... ہی کو کہتے ہین کہ یہہ جگہہ تیرے ... رہنے کی نہین * اگر سلامت ... جایا چاہتا ہی تو ابھی کچھہ نہین گیا جہ کاجانا چاہین تو رنج کھینچیگا * ناحق مارا پڑیگا یہہ بات ... سن کر اُسنے کہا کہ جی ... کے جانے کا مجھکو کچھہ غم نہین مین نے خدا کی راہ مین سر دینا اختیار کیا ہی * اور جو خدا کی راہ مین مصروف ہوتے ہین وے اپنے سر کو ہتھیلی پر لئے پھرتے ہین * ہر آن اُسیکی رضا جوئی مین رہتے ہین * کیونکہ وہ خالق زمین و آسمان کا ہی اُسکی بندگی لازم ہی اس بات کو سنکر وے مہربان ہوئے اور کہنے لگے * کہ ای جوان خوش ہو گئے ... ہمارے ساتھہ آ اگر ... دیکھنے کا ذوق رکھتا ہی تو ہم تجھے کسی گوشے مین چھپا رکھین * اور دکھلا دین لیکن آتا ... کو در ... کیا مناسب ... غرض ... گو ... مین لے گئے * طرح بطرح ... کھانا کھلائے اور ہر قسم کے میوے ... اور اُس ... صحبت رکھی * بعد تین روز ... کر پوچھا کہ ای جوان سچ کہہ تیرے آنے کا سبب کیا ہی اُسنے کہا کہ مجھے الگن بری ...

کہ اس پہاڑ کا کیا نام ہی * اور یہہ باغ کس کا ہی وے بولے
کہ اس پہاڑ کا نام القا ہی اور یہہ باغ ملکہ الگن پری کا ہی *
ہم اُمید کر کہ یہاں ہیں اب موسم بہار پر دیکھ آتا ہی اسواسطے
ہم اسکی تفریح کیلیے آئے تھے اعلی ہی کہ برسوں ملک وہ بھی
سیر کو یہاں تشریف لاویں پر اور کہنے لگے کہ ای جوان تمہے
کیونکر اس باغ میں رہنے دیں کہ تو مارا جائیگا مری جوانی پر ہمکو
رحم آتا ہی سب حاتم نے کہا ہد کہ میں کوئی تمہ کا نا ہیں رکھتا
کہاں جاؤں یہہ سیر بے لطف سوں کی مادری ہی کرتے کے واسطے
امید سے کہ سیر کر آتا ہوں وہ اسا حال آتا چاہتی ہی اب جو
ہونی ہو سو ہو * یہہ بات سنکر اُنھوں نے پوچھا تم اُس سے
ایسا کیا کام ہی جو تو اُس کے ملنے کی آرزو رکھتا ہی * وہ بچارہ
غریب آدمی اور وہ بادشاہ زادی پریوں کی * حاتم نے کہا
طالب پری کا انسان ہی * اور پری طالب انسان کی اسبات
کے سنتے ہی وے ہنس دیں ہوئے اور کہنے لگے کو ساند تو دیوانہ
ہی * حق تو یہہ ہی کہ جو کوئی اپنی جان سے ہاتھ دھو تا ہی سو
ایسی صحبت کو پانوں دھرتا ہی غرض یہاں سے خفے ہو کر وے
سیلکے سے اُسکی طرف دوڑے اور سب کے اُسکی دلیل پر ہوئے وہ
مرنے کا کرچکا کھڑا ہو رہا سب وے آپس میں ہنس کر کہنے لگے *

آبادی ہی یا نہیں یہہ سوچ کر دو چار قدم آگے بڑھا کہ ایک
عمارت عالیشان و دلچسپ نظر پڑی گمان کیا کہ البتہ
یہان لوگ رہتے ہونگے جانا چاہئیے * اِسی اثنا مین کتنے
پریزادون نے اُسے دیکھہ لیا کہ ایک آدمی غیر جنس کا
دھر کو چلا آتا ہی * اپنی جگہہ سے اُٹھہ کر بے اختیار دوڑے
اور حاتم کے پاس آکر کہنے لگے کہ ای آدمی زاد یہہ مکان
تیرے آنے کے لائق نہین ہی * یہان تو کیونکر آیا اور تجھے
کون لایا * وہ بولا کہ خدا ہادی اور رہنما ہی وہ لے آیا اُنھون
نے پھر کہا کہ سچ کہہ غار کی راہ تو نے کیونکر دیکھی اُسنے کہا
کہ مین دور سے تمھین دیکھہ کر دوڑا * تم آگے جا کر بعد
ایک ساعت کے آنکھون سے غایب ہو گئے * مین فکر کرنے لگا کہ
الٰہی وے کدھر یہان سے کیا ہوئے اور کہان گئے * بارے
خدا کے فضل سے جس طرح تم گئے تھے مین بھی اُسی طرف
چلا * اِتنے مین ایک غار تاریک دکھائی دیا مین اُس کو
دیکھہ کر نہایت حیران ہوا اور جی مین کہنے لگا * کہ اِس مین
کیون کر پیٹھون نکایک یہہ خیال آگیا کہ اُس پتھر پر لیٹ کر
پھسلنی بنون اور کسی طرح اندر جاون * غرض وہی کیا * اور
تمھاری تلاش مین یہان تک آپہنچا اب براے خدا یہہ بتلا دو

اُس سے لے لیا * اور کوہ الوند کا رستہ لیا کرتا * کئی رات دن
چلا گیا آخر ایک دن کوہ الوند کے متصل جا پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ
ایک پہاڑ آسمان سے باتیں کر رہا ہی پرندے کی تو کیا طاقت
کہ وہاں پر مار سکے * اور چرند کی کیا قدرت جو اُدھر نظر
کر سکے حاتم اس اندیشہ میں اُسکے تلے ٹھہر گیا کہ اگر یہاں کے
کسی رہنے والے کو دیکھوں تو پوچھوں کہ اسکی راہ کدھر کو
ہی اسی فکر میں تھا * کہ ایک گروہ پری زادوں کا جاتے نظر
پڑا حاتم اُنکے پیچھے دوڑا پر نہ پایا اور وہ غول اُسکی نظروں
سے غائب ہوا لیکن اس میں ایک بڑا ہی غار دکھلائی دیا اور
ایک پتھر چکنا صاف اُسکے لبوں پر لگا ہوا دیکھا حاتم نے
اپنے جی میں خیال کیا کہ اس غار میں کھو کر جائیے کیونکہ یہ راہ
کسی طرف سے نہیں رکھتا آخر یہ تدبیر سوجھی * کہ اس پتھر پر
سے پھسلتا ہوا چلا جائیے جو چاہے سو کرے خدا وند * آخر
تو ہمت عمل میں لایا اور صبح سے شام تک لڑھکتا پڑھکتا چلا گیا
جب اُسکے پاؤں تہہ پر پہنچے آنکھیں کھول کر دیکھا کیا ہی
کہ ایک میدان نہایت وسیع اور پر فضا ہی * دیکھتے ہی
دل اُسکا کھل گیا تھوڑی دور چلا پھر جی میں دھیان کرنے
لگا کہ وے پری زاد کیدھر گئے * اور کسی طرف اس جنگل کی

ایک غوطہ مارا * اور اُس کھولتی کڑھی کو ٹھنڈا پانی سا پایا *
تب اِدھر اُدھر کراہ مین پھرنے لگا اور کڑھی کو اپنے بدن پر ڈالنے
بانکے نے کہہ کر کہنے لگا کہ اے .. کیا کہتا ہی باہر آؤن یا دو چار
گھڑی اور بھی اِس مین رہون * آخر جاموز نے جو دیکھا کہ
جوان اِس مین نہ جلا اور تندرست رہا شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا
اُس وقت حاتم نے کہا * اے بیجا .. کیون کرتا ہی * اپنا وعدہ
وفا کر کیونکہ جو کچھ تو نے کہا اِس بیچارے نے کیا اور اگر
اب تو جادو کر کر ہی فکر مین ہی تو ہرگز تیرا جادو اُس پر
اثر نہ کریگا * کیونکہ ایک شرخ مہرہ اور بھی اپنے پاس
رکھتا ہی اِس بات کو سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اِس جوان کو گلے
لگا لیا * پھر شادی کا سامان کیا اور اپنی بیٹی کو آئین شایستہ بیاہ
دیا * جوان نے بہت سی معذرت کی اور کہا کہ یہ ملک و مال
سب تیرا ہی ہی کیونکہ مین سوا اِس کے اور کوئی لڑکا بالا نہین
رکھتا تو ہی میرا فرزند ہی * حاصل کلام وے دونو عاشق و معشوق
آپس مین ملے * تب حاتم رخصت ہوا اور کہنے لگا کہ بھائی مجھکو اور
بھی ایک بہت .. کام کرنا ہی نہین رخصت دو .. چنانچہ
کوہ ندا کو جاتا ہون * جوان پانون پر گر پڑا اور دعائین دینے لگا
خدا تیرا حافظ اور مددگار رہ راہ لی * حاتم پھرا اپنا مُہرہ

آخرکار مستحق جادو نے اپنے لوگوں سے منگوا کر کہا* کہ ایک
لوہے کا کڑاہ گھی سے بھر کر چولہے پر دھرو اور سات روز تک
رات دن اُسکے نیچے آنچ کرو تا کہ وہ خوب سا کڑکڑاوے
انھوں نے اُسکے کہنے کے موجب کیا* غرض وہ کڑاہ ایسا
کھولا* کہ اگر اُس میں پتھر بھی پڑے تو جلکر خاک سیاہ ہو جاوے
تب اُسنے اُس جوان سے کہا کہ اب تو اس میں کود اگر
حلال سے نکلے تو اپنی معشوقہ کو پاویگا جوان ڈرا اور حاتم سے کہنے لگا
کہ اس آگ سے میں جیتا نہ نکلونگا حاتم نے دلاسا دیکر کہا غم
نہ کھا خدا کو یاد کر یہ بھی مشکل آسان کریگا یہ کہکر حاتم نے وہ
مہرہ جو اُس خرس کی بیٹی نے اُسکو دیا تھا اپنی پگڑی سے کھولکر
اُسکے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اُسکو اپنے منہ میں رکھ کر بلا کھٹکے
اس جلتے کڑاہ میں کود پڑ اور غوطے مار کر نکل آ خدا کے فضل
و کرم سے تیرا ایک رونگٹا بھی نہ جلیگا* جوان اُس مہرے کو
اپنے منہ میں ڈالکر مستحق جادو سے کہنے لگا* کہ اب کیا
کہتا ہے اُسنے کہا کہ اس کڑاہ میں کود پڑ* جوان اُسکے پاس
گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا* کہ حاتم للکارا ای جوان اندیشہ
مت کر غم نہ کھا یہ آتش عشق ہے* خدا کو یاد کر وہ حاتم کی
آواز سنتے ہی آنکھیں بند کر کے کڑاہ میں کود پڑا* اور

تب ہاتھ بڑھا کر وہ مہرہ اُٹھا لیا * اور پگڑی مین باندھا گرمی
جاتی رہی * اور دم مین اُس جنگل کی ساری سرد ہوگئی پھر آپ
وہان سے روانہ ہوا * غرض اُس مہرے کی پیدایش یون ہین
ہوتی ہی * کہ جب کوئی اُسکو لیجاوے تب تیس برس کے
بعد دوسرا پیدا ہووے * اور ایک ہزار ایک خاصیت
اُسکی ہی کوئی کہان تلک بیان کرے القصہ حاتم ایک مدت
کے بعد اُس جوان کے پاس آپہنچا * اور وہ مہرہ اُسے دیکر تمام
احوال کہہ سنایا جوان حاتم کے پاون پر گر پڑا اُسنے اُسکو گلے
لگالیا اور کہا کہ تو جا اور اِس مہرے کو خرجادو کے
حوالے کر * وہ مہرے کو لیکر حاتم سمیت اُس شہر مین آیا *
اور خرجادو سے ملاقات کرکے وہ مہرہ اُسکے آگے
رکھہ دیا اور کہا کہ صاحب اِسکو مین بڑی محنت و مشقت
سے لایا ہون اُسنے کہا کہ مین پہلے اُسکی آزمایش کر لون
تب تیری بات پر اعتماد کرون * اُسنے کہا کہ بہت اچھا
کیا مضایقہ غرض خرجادو نے اُسکو ہر طرح سے آزمالیا *
جب وہ مہرہ تحقیق ہوا تب اُسنے ظاہر مین خوشی کی * اور
باطن مین شرمندگی کھینچی * اور یہہ بات کہی کہ ای جوانمرد
اب ایک شرط باقی ہی اِسکو بھی ادا کر اُسنے کہا کہ بہت بہتر

مرا ر چنانکے تھا قد ماسد مار کے اور شعلے آگ کے اسکی
ناک کے راہ سے بھی ماسد مار مسموم کے نکلتے ہیں * اور
کوسوں تک درخت کو جلا دیتے ہیں * حاتم جو اس آگ
میں پڑا تھا بیدار ہوکر کہنے لگا * کہ اے اس آگ سے
ہڈی پسلی تک بھی جلکر خاک ہو جاوینگی * لیکن اس مہرکے
باعث سے تھوڑا تھوڑا پانی قطرہ قطرہ اسکے حلق مین جاتا تھا *
اس سبب سے ہوشیار رہا آخر سانپ کی نظر حاتم پر پڑی *
دیکھا شخص بے باک لیٹا اور شعلے منہ سے چھوڑنے لگا
مہرہ کے سبب باعث زہر کارگر نہ ہوا حاتم محفوظ رہا * رات
اسی طرح ہوس میں گذری * صبح کے وقت مہرہ سرخ
سانپ کے لبوں پر آرہا * حاتم نے دیکھا کہ ایک مشعلہ سرخ
سانپ کے لبوں پر چمک رہی ہے اسکو اٹھا لے تب وہ سانپ
زمین پر پٹکنے لگا * غرض ادھر آوٹا لگا اُدھر وہ مہرہ
اسنے اپنے منہ سے اگل دیا اور اپنی ماسی میں چلا گیا *
حاتم مہرکے نزدیک آیا اُٹھانے میں ڈرا * اور جی میں کہنے لگا
کہ شاید اگرم ہو اور ہاتھ جل جائے * جیسے مہر ہی ہی * کہ
قدرت سے ٹھہر جائے * بعد تھوڑی دیر کے اُسنے چہرا اپنی
پگڑی سے پھاڑ کر اُسکے اوپر ڈال دیا * تب وہ لیا۔ جاتا *

مارے ڈر کے جا نہ سکے کوئی بات اچھی نہیں * یہہ سمجھہ کر آگے
بڑھا شاید دو تین کوس گیا ہوگا کہ دونوں پاؤں میں پھپھولے پڑ گئے *
بے اختیار خاک پر گر پڑا بمجرد گرنے کے تمام بدن میں زخم
پڑ گئے * اور جی ڈوب گیا اتنے میں ایک پیر مرد پیدا ہوا اور
اُسکو اُٹھا کر کہنے لگا * اے حاتم یہہ وقت ہمت ہارنے کا نہیں *
دلکو ڈھارس دے اور وہ مہرہ جو تجھے اُس خرس کی بیٹی نے
دیا تھا اپنی کمر سے نکال کر منہہ میں رکھہ لے حاتم نے
وہ مہرہ اپنی کمر سے کھولا * اور منہہ میں ڈال لیا گرمی زمین
کی اور شدت پیاس کی اُسی گھڑی دور ہوگئی حاتم اُس
پیر مرد کے پاؤں پر گر پڑا * اور کہنے لگا اِس گرمی کا سبب
کیا ہے اُسنے کہا کہ یہہ گرمی سرخ سانپ کے زہر کی ہے اور
اُس بن زمین سے اُسی کے منہہ کی آگ نکلتی ہے اُسی
باعث سے اِس بن زمین کا رنگ لال ہے اور نہیں تو یہہ
آگ کہاں سے آتی اِس بات کو سنکر حاتم وہاں سے آگے
بڑھا * اور مہرے کے باعث سے کسی طرح کی گرمی نے
اُس پر اثر نہ کیا * جوں توں آدھی دور پہنچا تھا کہ سرخ
سانپ نے حاتم کی بو پاکر پھنکار مارتا ہوا اِس زور و شور
سے کہ منہہ کے شعلے آسمان تک پہنچتے تھے * اور دھواں اُسکا

اسباب کو سنکر حاتم نے سجدۂ شکر کیا جو سر اُٹھا کر دیکھا بادل سا
نظر نہ آیا * اور اُسکے دشت سرخ کا رستہ پکڑا ایک مدت
کے بعد زمین سیاہ میں جا پہنچا وہاں کے سانپ آدمی کی
بو پاکر چاروں طرف سے دوڑے * وہ ہمزہ کے مہرے کو
لگا کر اُسکے بیچ بیٹھ گیا * سانپوں نے اُسکے گرد حلقہ کر لیا *
اور ساری رات یہی صورت رہی صبح کے ہوتے ہی وے
سب کے سب جہاں سے آئے تھے وہاں چلے گئے * حاتم بھی
وہاں سے آگے بڑھا زمین سفید پر جا پہنچا وہاں سفید سانپ
بھی اسی طرح سے ساری رات اُسکے گرد بیٹھے رہے سحر کے
ہوتے ہی بدستور چلے گئے حاتم وہاں سے روانہ ہوا * زمین
سبز پر جا پہنچا * وہاں بھی یہی حادثہ پیش آیا صبح کو پھر روانہ ہوا اور
زمین سرخ پر جا پہنچا * کیا دیکھتا ہے کہ وہ زمین شنگرف سے
بھی زیادہ سرخ ہو رہی ہے * یہ کئی قدم چلا تھا کہ طاقت چلنے
کی نہ رہی جی میں سوچا کہ آگے کیونکر جاؤں * پیاس کے مارے
جان بلب ہوں پاؤں رفتار سے رہے اور جان گھبرانے سے
گھبرا ہوکر جی میں کہنے لگا کہ شاید یہی جگہ مرنے کی میری
قسمت میں ہی * اگر پھرتا ہوں تو قوت نہیں اور اگر آگے
جاتا ہوں تو مارا جاتا ہوں لیکن خدا کی راہ میں عمر کو واسطے

تو ہی * کیا کہتا ہی کہہ * حاتم نے پوچھا * تم میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے اُسنے کہا کہ تیرے نام پر کیا موقوف ہی * مین تیرے باپ کا بھی نام جانتا ہون * تجھے اس بات سے کیا جو پوچھتا منظور ہی سو پوچھہ کیونکہ اسوقت مجھے فرصت نہین * ایک ایسا ہی کام ضرور در پیش ہی آخر حاتم نے جس جس صورت سے اُنکو دیکھا تھا اُس اُس شکل کا احوال پوچھا * اِسبات کو سنکر وہ ہنسا * اور کہنے لگا کہ تجھکو اِسکے سبب سے کیا * ایک دن تجھہ کو بھی اِسی صورت سے کہا جائیگا حاتم نے کہا کہ اب جبتک تو یہہ بھید مجھسے مفصل نہ کہیگا * تب تک مین تجھے نجھوڑونگا تب پیر مرد نے لاچار ہو کر کہا * کہ میرا نام ملک الموت ہی جس جس صورت سے حکم ہوتا ہی اُس اُس شکل سے مین ہر ایک کی جان قبض کرتا ہون * اِس سخن کو سنکر حاتم خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اب یہہ کہو کہ میرا اجل کب ہی * اور کس سبب سے آئیگی اُسنے کہا کہ ابھی تو تیری آدھی عمر بھی نہین گذری ہی * تو پچاس برس کا ہوگا تب ایک بلندی سے گر پڑیگا اور یہانتک لہو تیری ناک سے جاری ہوگا کہ تو مرجائیگا * اور ابھی تو تیری عمر بہت باقی ہی اِس عرصہ مین جو کام نیکی کا تیرے ہاتھہ سے ہوسکے تو اُسکام مین کوتاہی نکر

جسے کہ پھر پھرا۔ لے گا * اور اپنے چھوٹے بھائی سے کہنے لگا * ای نامرد آج تک کسی نے بھی اپنی ما اور بہن سے ایسا کام کیا ہی * جو تو اُس سے کیا چاہتا تھا * اُسنے ہر چند قسمیں کھائیں * پر اُسنے ہرگز اُسکا کہا نہ مانا اور مارنے کیا * تاکہ گالی گلوچ پر آگیا آخرکار ایک تلوار اُٹھا کے سوپر ایسے مارنے کو دوڑے تک پہنچی اور چھوٹے بھائی نے بھی ایسا خنجر مارا کہ اسکے بست میں لگ ناف تک چیر گیا * دونو زخمی ہوکر گر پڑے * اور جان بحق تسلیم ہوئے کہ وہ عورت بھسم ہوکر آگے بڑھی حاتم بھی اسکے پیچھے لگ لیا وہ عورت ایک گانوں تک پہنچی اور یہ بھی ساتھ ہی ساتھ چلا گیا * رہنے والے اُس گانو کے اُسکو دیکھتے ہی بے اختیار دوڑے اور چاہا کہ اُسکو پکڑ کر اپنے گھر لیجاویں اس لالچ پر اُسکے نزدیک آئے اُسنے کیسے ہی کو لاتوں سے مار ڈالا اور کیسے ہی کو گھونسوں سے چھوڑ دیا پھر ایک جنگل میں جاکر ایک بہتر مرد کی صورت بن گئی تب حاتم اپنے دل میں کہنے لگا کہ اب اس ماجرے کو اس سے پوچھا چاہئے کہ یہ کیا ہے * ندا دوڑا اور پکار کر کہنے لگا کہ ای بہتر مرد ہر اسے خدا دا ٹھہر جا * وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا * ای حاتم تو خوش

عورت نے دیکھتے ہی بال سر کے کھسوٹے اور گال نوچے
سر میں خاک ڈال * بدان حال تھا اور چیخیں مارنے
لگی * اُس نے نزدیک آکر پوچھا * بی بی میں پانی لینے گیا تھا *
مجھکو نہ کسی شیر نے کھایا نہ کسی درندے نے تمھارا جو تو
میرے واسطے اس قدر حال تباہ کرتی ہے سبب اسکا کیا ہے *
تب وہ بولی کہ میاں رحمت خدا تجھپر اور تیرے رحھو تمہ
بھائی پر * آج تک کم بخت کوئی بھی اپنی عورت کو ایسے
بدکار کے حوالے کر کے کہیں جاتا ہے * تو خدا سے ڈر کر ہم
تیری شرم رکھی کیونکہ جو ہمیں تو پانی کو گیا وہیں اس
کم بخت ناشدنی نے میرا ہاتھ پکڑا اپنی طرف کھینچا * چاہتا تھا
کہ میرا ستر دیکھے اور خراب کرے * میں اپنے تئین کھینچتی
اور چھڑاتی تھی * جب میں نے دیکھا کہ اُس سے رہائی نہیں
بے اختیار فریاد کرنے لگی * پر کوئی میری داد کو نہ پہنچا *
اور یہہ کہتا تھا * کہ تو مجھے قبول کیوں نہیں کرتی * مین کیا تیرے
لائق نہیں ہون * چنانچہ تو دس پندرہ برس کی ہے * اور میں
سولہہ سترہ برس کا نوجوان * میرا بھائی تیرے لائق نہیں *
مین تجھپر ہزار جان سے عاشق ہون * اگر قابو پاؤنگا تو اپنے
بھائی کو ٹھکانے لگاؤنگا * اسبات کے سنتے ہی وہ مارے

ا۔ پھر چھوٹے بھائی سے کہا * کہ بھیا تو اِس پیڑ تلے بیٹھا رہ *
کہ میں کہیں سے پانی لے آؤں * یہ کہہ کر اُسنے چھاگل
کاندھے پر رکھی اور پانی لانے گیا * بعد ایک دم کے اُس
عورت نے اُسکے بھائی سے کہا * کہ میں نے تیرے واسطے
اُسکے ساتھ رہنا قبول کیا تھا * کیونکہ تیری صورت دیکھتے ہی
دل میرا میرے اختیار میں نہ رہا * نہیں تو اُس بوڑھے کو میں
کیوں قبول کرتی پس تجھ کو بھی لازم ہی جو تو مجھے اپنی خدمت
میں رکھے اُسنے کہا کہ تم ہماری ماں کی جگہ ہو یہ ہم سے
ہرگز نہ ہوگا * تب وہ کہنے لگی * اے جوان اگرچہ میں اُسکی
جورو ہوئی ہوں پر تیری ہی محبت میں رہوں گی * اور تجھے دیکھا
کر رہ گئی * اُسنے کہا یہ بھی ممکن نہیں اِس خیال فاسد کو اپنے
دل سے دور کرو * اِس بات کو سنکر جل گئی * اور کہنے لگی *
کہ اب میں تجھ پر تہمت لگا کر تیرے بھائی سے کہوں گی کہ یہ
مجھ سے تیرے پیچھے بدفعلی کیا چاہتا تھا * اور لے بھاگا چاہتا تھا
نہیں تو اِس بات کو درگذر * اُسنے کہا بہت بہتر جو چاہے سو کر *
پر میں ہرگز تیری نہ سنونگا * اِسی گفتگو میں تھے اور حاکم بھی
ایک کونے میں کھڑا ہوا اُنکی باتیں سنتا تھا * اِتنے میں
بڑا بھائی چھاگل پانی سے بھرے ہوئے درست آپہنچا * کہ اُس

میرا جو خبر لیگا * اور دکھ کا شریک ہوگا اِس سخن کو سن کر
اُسنے کہا کہ مجھے قبول کر عورت بولی کہ تین شرطین ہین * ایک
یہہ ہی کہ تیرے گھر مین دوسری عورت نہو * دوسری یہہ ہی
کو تجھسے محبت و پیوند نہو سکے گی تیرے ساتھ جبتک مین
جیون تب تک مجھکو دکھ نہ دینا * اور نہ کڑھانا اُسنے کہا
کہ مین بھی ایک مرد مجرد ہون * جبتک جیتا رہونگا تب تک
سوا تیرے دوسری رنڈی نکرونگا * اور اگر بری ہوگی
تو اُسکا بھی سہہ ندیکھونگا * سوا تیرے اُسکے خدا کے فضل سے
میرے گھر مین بہت سی لونڈیان باندیان غلام خدمے ہین * تجھے
کسی صورت کی تکلیف نہوگی تو کار فرمانی کرتی رہ * کام بخوبی
ہوگا اور کسی نے بھی آج تک اپنی معشوقہ کو ستایا ہی جو
مین تجھے رنجیدہ کرونگا اُسنے کہا کہ مین اِس بات پر جان و دل
سے راضی ہوئی * اُسنے اِسکا ہاتھ پکڑ لیا اور آگے چلا *
حاتم بھی اُسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا تھوڑی دور جا کر
اُس عورت نے پھر اُس جوان سے کہا کہ مین تین دن سے
بھوکی پیاسی ہون مارے ضعف کے کرجی سنسنایا جاتا ہی
اگر کھانے کی چیز ہاتھ لگے مہربانی ضرور لایا چاہیئے اِس [illegible]
گوسفند لیکر اُسنے اُسکو ایک [illegible] * اور

درد - کر لیے تاک لگا بیٹھہ رہا * ا سمیں دو بھائی سپاہی
راو ا ہے ا - پنے شہر سے روزگار کے واسطے نکلے * اور
ایک مدت تک نوکری کر کر کچھ کمائے ہوئے گھر کی طرف چلے
جاتے * اتفاقاً اُس راہ آ نکلے اور جب و ہ اُس
درخت پیچھے سے وہ عورت رونے لگی آواز اُسکے رونے
کی اُنکے کانوں میں پڑی * بڑا بھائی اُسکے پاس آکر کیا دیکھتا ہی *
کہ ایک عورت بہت خوبصورت ببٹھی رو رہی
ہی آپ بھی آنسو بھر لایا اور اُس سے پوچھنے لگا ای نازنین
تو کون ہی اور اس بیابان میں کس لیے رو رہی ہی اسنے کہا
ای جوان میں فلانے شخص کی جورو ہوں * وہ میرے تئیں
سے مجھے لیے ہوئے اپنے گھر جاتا تھا اسے میں ایک شیر اُس جنگل
سے نکلا اور اُسکو اُٹھا کر لے گیا میں اس بیابان بیٹھہ رہی
ہوں * کیونکہ نہ اپنے باپ کے گھر کا رستہ جانتی ہوں اور
نہ سسرال کی راہ پہچانتی * حیران ہوں کہ اب کیا کروں
اور کہاں جاؤں اور یہہ بھی نہیں جانتی * کہ آگے کیسی بپتا پڑیگی
اور یہہ کہکر رو نے اپنے من کو بہکرتی گی اُسنے کہا اگر کوئی تجھے اپنے
پاس رکھے تو تو اُسکا پاس کار ہنا قبول کرے یا نہ کرے
اُسنے کہا کیوں نہ قبول کروں کیونکہ اس جنگل میں کون ہی

ہوا اور یہہ یہان مین کسطرح جا بیٹھا یہہ سوچ کر وہان بیٹھہ رہا جب پہر رات گئی تب وہ بچھو بل سے نکل کر شہر کی طرف چلا حاتم بھی اُسکے پیچھے ہو لیا وہ بادشاہی محل مین بدر رو کی راہ سے گھس گیا اور بادشاہ کو ڈس کر وزیر کی حویلی مین بیٹھا وہان اُسکے بیٹے کو کاٹ کر نکلا اور اُسی سوراخ مین جا چھپا صبح کو شور و غل شہر مین مچ گیا کہ رات کے وقت بادشاہ کو سانپ نے کاٹا اور وزیر کے بیٹے کو بھی ڈسا ہزار حیف کہ اُنکی جانیں مفت مین گئین اتنے مین شام ہوئی سانپ پھر بل سے نکلا اور کسی طرف کو راہی ہوا حاتم بھی اُسکی آنکھہ بچائے ساتھی ساتھہ چلا * اپنے جی مین کہنے لگا کہ دیکھئے اب یہہ کیا کرتا ہی * اور کہان جاتا ہی غرض صبح کے ہوتے ہوتے ایک دریا کنارے جا پہنچا وہان شیر کی صورت ہو گیا اتنے مین دس بارہ آدمی پانی بہنے آئے * اُن مین ایک لڑکا جو وہ پندرہ برس کا نہایت حسین و مہ جبین تھا اُسے بہر جا بر اور اُن مین سے اُسکو اُٹھا کر ایک گوشے مین لے گیا * وہان اُسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور دل و جگر کو سر سے برز سر کر کے جنگل کی طرف راہی ہوا * حاتم بھی ساتھہ ہی ساتھہ چلا وہ تھوڑی دور جا کر ایک عورت نازنین کی صورت بنکر بر سر راہ جا بیٹھی * حاتم حیران ہوا اور ایک

جمع ہوے * اور میں چار چا کر و گمہاں اُن کے پاس سو رہے *
پھر رات گئی وہ مچھو مار کے بلے سے نکل کر گاؤں کی طرف
گیا * اور اچھاں کر ایک گائے کے سر پر ڈنک مارا وہ مر تب کر
مرگئی غرض اسی طرح سے کو مار ڈالا پھر گھوڑوں کے
محلے میں آ یا اُنکا بھی اُن گمہاوں سمیت کام تمام کیا پھر اُسی
پھر بلے جا کر چھپ رہا جب صبح ہوئی * رہنے والے
اُس گاوں کے جو اُس جنگل میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ
دونوں گلے گمہاوں سمیت موئے پڑے ہیں اور سارا بالی
ہر ایک کے ہاتھ سے جاتا ہی * سب لوگوں نے
اُس سے کہا کہ ای مسافر تو کیوں کر تیسا ہے یہ تو لا ای یار و
میں نے ایسا تماشا کہاں * کہ کبھی نہیں دیکھا * یعنے
ایک بچھو سات رنگ کا عجب کے برابر پیدا ہوا اور یہ کام
اُسی نے کیا ہی * اسیے میں وہ بچھو پھر اُس بل کے باہر
نکلا اور اُنکے سردار کے سر پر ڈنک مارا وہ مر گئے گا بچھو
نے جنگل کی راہ لی وہ سب لوگ رو رو پیٹنے لگے اور حاتم
اُسکے پیچھے لگ لیا چھ دن کی دور جاتا تھا کہ ایک شہر نظر آیا
بچھو وہاں لوٹ پوٹ کر کالا سانپ بن گیا حاتم اور بھی حیران
ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ الٰہی یہ بچھو تھا * کیوں کر سانپ

حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا * اے عزیز اُسنے مہرہ سرخ سانپ کا
مہرہ مانگا ہی حاتم نے کہا کہ تو کچھ اُس کا پتا بھی پوچھ آیا ہی *
کہ وہ کس طرح کا ہی اُسنے جو سنا تھا سو کہدیا * حاتم بولا کہ
اب تو فریاد و فغان نکر مین تیرے کام مین دل و جان سے سعی
کرتا ہون مانگا ابھی جاتا ہون * خدا کریم و رحیم ہی چاہیے
کہ تو جلد اپنی مراد کو پہنچے * اِس طرح کی باتیں کر کے اُس سے
رخصت ہوا * اور کوہ قاف کی طرف چلا * کئی منزلین گیا تھا
کہ ایک دن صبح کے وقت قضاے حاجت کو جاتا تھا * کیا
دیکھتا ہی کہ ایک عجب ہفت رنگی کلنگ مرغ کے برابر صحرا
مین چلا جاتا ہی * یہہ اُسکو دیکھ کر ڈرا * اور اپنے جی مین
کہنے لگا * کہ خدا جانتا ہی کہ مین نے ایسا جانور اپنی اِس عمر مین
کبھی نہین دیکھا اور وہ جا کر کسی کونے مین چھپ رہا * یہہ
تمام دن اُسکی جستجو مین رہا اور بار بار کہتا تھا کہ دیکھا
چاہیے کہ یہہ کیا کرتا ہی اُس جنگل کے اِدھر اُدھر
کئی گانون آباد تھی * وہان کے لوگون نے جو اُس مسافر کو
دیکھا آنکے دوڑے اور تواضع ہوئے * حاتم نے کھانا کھایا *
پانی پیا * اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر یاد الہی مین
مشغول ہوا تھا کہ بہت سی گائیں اور گھوڑے میدان مین

لاتاہوں * غرض وہ سپاہی اُس جوتے کو لے کر جادوگر کے پاس گیا وہ اُسکو دیکھکر جی میں نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا * کہ یہ کام میرا نہیں ہی شاید کسی دوسرے نے مدد کی ہی * اور اگر تو لاتا ہی تو وہاں کے ہر ایک مکان و مقام کا نشان دے * اور وہاں کی کیفیت سے آگاہ کر * کہ جس سے میرے دل کی تو جوان رخصت ہو گئی یہ سن کر اُسنے کہا کہ سچ کہتا ہی تو بہت درست ہی اب جادوگر سپاہی کا چہرہ لال اسے کہا کہ ایک مرتبہ اُس بار میں مجھ کو کا سبب دکھلا کہ مجھے بھی طاقت ہو * کیونکہ معشوق کے دیکھنے سے دل کو قوت ہوتی ہی * اس بات کو سنکر اُسنے اپنی لڑکی سے کہا کہ بابا ایک دم کو اسطرح اسا چہرہ کھڑکی سے نکال * اور اپنے عاشق کو ٹک دکھلا دے جمال * وہ کھڑکی کھول کر بار و اداسے جھانکنے لگی غرض آمی دیکھا دیکھی میں دن گذر گیا جوان نے کہا * کہ اب میں سرخ سانپ کا مہرہ لینے جاتا ہوں اگر تو کچھ اُس سے آگاہ ہی تو کہہ دے * کہ وہ کس طرح میں ہی اور کہاں ہی اُسنے کہا کہ میں نے اپنے بزرگوں کی زبانی سنا ہی * کہ وہ کوہ قاف کے دشت سرخ میں ہی * جوان سوداگر سے رخصت ہو کر

تو اس لئے یہاں آیا ہی حاتم نے کہا کہ یہہ تم نے سچ کہا اگر تم اپنے مین سے ایک جوڑا میرے حوالے کرو * تو گویا اُس نیم جان کو جلاؤ اور مجھے بھی بدا مول لو * مین جبتک جیتا رہونگا، تمہارے طوق احسان سے گردن نہ نکالونگا * اور وہ نامراد اپنی مراد کو پہنچیگا * تمہین دعائیں دیگا اِسبات کو سنکر اُنھون نے آپس مین مصلحت کی کوئی ایسا ہی کہ ایک جوڑا اپنے بچونکا خدا کی راہ پر اِس جوان کو دے * کہ کار خیر ہی اِس سخن کے سنتے ہی اُن مین سے ایک اُٹھا اور ایک جوڑا اپنے بچونکا حاتم کو دیا اور کہا کہ تو اِسکا مختار ہی جو چاہے سو کر * اور جہان چاہے وہان لیجا حاتم اُن دونون کو لیکر اُن سے رخصت ہوا * اور سمت خمر جادو کے شہر کی طرف چلا * بعد ایک مدت کے منزلیں طی کرتا اور دکھہ بھرتا اُس جوان تک جا پہنچا وہ سر جھکائے نعرہ زنان بیٹھا تھا اُس سے ملاقات کی اور کہا ای جوان خوش ہو کہ مطلب تیرا بر آیا * وہ اُس جوڑے کو دیکھتے ہی حاتم کے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اُٹھکو گلے لگالیا * اور احوال وہان کا اور دکھہ راہ کا سب کا سب اُسکو کہہ سنایا اور کہا کہ تو اِسی طرح سے اُس جادوگر خمر کے سامنے تذکرہ کرنا اور کہنا کہ یہہ جوڑا مین

اور دریا کے کنارے جائیگا پھر یار دیار ان کی طرف روانہ ہوا
اور اُسکو درخت جانچپا ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر
سوچنے لگا کہ میں خدا کے فضل و کرم سے یہان تک آیا پر اب
اُس جانور کے جوڑے کو ڈھونڈھیے کہ وہ کہاں ہی اتنے میں
رات ہوگئی اور وہ جوڑا جانور اُڑ گیا سو وہاں سے پھر
اور ایک درخت کے اوپر بیٹھکر آپس میں کہنے لگے کہ آج
کی رات ایک آدمی خدا رسیدہ غریب پردہ نشین کے واسطے
اپنے اُوپر آفت اٹھایا اور دکھ سہتا یہاں تک آیا ہی
اور نام اُسکا ہم بزرگوں سے حاتم بن طی سنا ہی اور
خدا کا بندہ خاص ہی ایسا ہو کہ ہماری ملاقات سے محروم
رہ جاوے * یہ بات ٹھہرا کر وے آئے اور حاتم کے
پاؤں پر گر پڑے وہ ہر ایک جانور کی صورت دیکھکر حیران
رہ گیا اسواسطے کہ منہ ایکا آدمی کا سا تھا اور بدن طاؤس
کا سا * اگر پری بھی اُنہیں دیکھے تو فریفتہ ہو جاوے۔ وہ اور وے
جانور زبان فصیح سے کہنے لگے * کہ آفرین ہی تیری ہمت
اور جوان مردی پر جو تو ایک فقیر کے واسطے اپنے تئیں اس
محنت و مصیبت میں ڈالا شاید کوئی شخص مسحر جادو کی پیچ
پر عاشق ہوا ہی جو مسحر نے ایک جوڑا ہمارا طلب کیا ہی

رہتا یا جائے سرطان نے کہا * کہ خیرا ب تو مین اسے تیرے کہنے سے چھوڑ دیتا ہون پر پھر یہہ تجھے کہان سے ہاتھ آویگا جو تماشا بنا کر لاویگا * اسکو آخر اسی مین رہنا ہی اور مجھکو بھی یہہ وہی ملک ہوئی دریا مین رہنا اور مگرمچھ نے پھیر حاتم نے کہا ای کافر معلوم ہوا کہ تو کسی پر رحم نہیں کرتا ہی نہ خدا سے ڈرتا ہی خیر اب بھی کچھ نہیں گیا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی * تو ایزا دینے سے باز آ اور اس جگہہ کو چھوڑ دے نہیں تو ابھی دھجیان کر کے اڑا دیتا ہون * اس بات کو سن کر سرطان ہنسا اور کہنے لگا کہ اسے میں ضد پر نو مین ہرگز اسے نچھوڑونگا * بارے تجھے بھی پھر کہا چاہتا تھا کہ اپنے نیشون سے پکڑ کر حاتم کو دو ٹکڑے کر ڈالے اتنے مین مہوز بادشاہ کا عصا اُسنے اس زور سے مارا کہ دونون ٹکڑے اُسکے نیشون سے کٹکر ککڑی کی سی طرح کٹ کے زمین پر گر پڑے سرطان نے جب دیکھا کہ میرے پاس جز منہ کے باقی نہ رہا بان لیکر بھاگا اور گھڑیال اُسکے پیچھے دوڑا حاتم نے ڈانٹ کر کہا کہ ای نامرد تو کہان جاتا ہی اور تو اسے کیون ستاتا ہی اگر اب تو کچھ اسے دکھ دیگا تو مین تجھے مار ڈالونگا اس بات کے سنتے ہی وہ ڈرا اور وہین کھڑا رہا حاتم آنکھین بند کر کے اُس سے پیچھے پھرا تھا

میں تھے * کروہ مینہ پھلائی آپہنچا گھڑیال ڈرکر حاتم کے
ساتھ جا چھپا اور وہ حاتم کو نظور رقلعہ کے دکھائی دیا * جیسا یہ
ایک طرف کا شش اُسکا مغرب کو پہنچا تھا * دوسری طرف
کا مشرق کو * اپنے میں اتنے کہکر ۔ ایکی جو گھڑیال نے جا کے
ایک ایسا نعرہ مارا * کہ وہ جانور کے کا پیٹ نکلا * اور حاتم
بھی آنکھ پہنچا کر تر * کرالہی اِس بلا سے کون کریگا نجات
دیگا * یہ دل میں کہا اور عصا جو اُسکا ہاتھ میں لیکر اُٹھ کھڑا
ہوا * لیکن اُسکو دیکھکر جہاں کا یہاں رہ گیا اپنے میں حاتم نے
یہ آواز بلند کہا * کہ اے بندہ خدا کسی کو دکھہ دینا اچھا ہے یا نہیں بلکہ
جو کوئی کسی کو ستاتا ہی * سوا بے حق میں آپ کانٹے بوتا ہی *
تو کس لئے اِس غریب کو دکھہ دیتا ہی کیا میرے رہنے
کو سوا اِس مکان کے اور کہیں جاہیں ملی جو تو یہ *
اِس بات کو سنکر سر طاں نے کہا کہ ہم دونوں یہاں کے
رہنے والے ہیں آپس میں سمجھ لینگے * آدمی کو کیا دخل ہی
جو ہمارے درمیان میں بولے حاتم نے کہا یہ تو سچ کہتا ہی پر
جس نے کہ اٹھارہ ہزار خلقت کو پیدا کیا ہی * کسیکو تری میں
رکھا ہی اور کسیکو خشکی میں سبھی بندے خدا کے ہیں *
وہ مالک پروردگار نہیں چاہتا ہے کہ کوئی بندہ دوسرا کے ہاتھ

حاتم نے اُن دونوں کو لے لیا اور اُسسے رخصت ہوا اور رات دن سوا اسکے جانے کے کچھ کام نہ کیا بعد کئی منزلوں کے ایک دریا عظیم ایسا دکھلائی دیا کہ لہر اُسکی آسمان پر جاتی تھی متفکر ہو کر چاروں طرف نگاہ کی * کسیکو آتے جاتے نہ دیکھا اتنے میں ہیوز کے عصا کا خواص یاد آیا اُسی وقت اُسنے اُسے دریا میں ڈال دیا وہ بطور کشتی کے ہو گیا یہہ اُسپر سوار ہو کر چلا نکلا جب بیچوں بیچ منجدھار میں پہنچا * تب ایک گھڑیال اُس میں دریا سے نکلا اور اُسکو کھینچکر لے گیا اور سارے کو سمیت تک نیچے ہی چلا گیا کہیں دم نہ لیا جب اُسکا پانوں تہ سے لگا تب اُسنے آنکھیں کھول کر جو دیکھا تو ایک گھڑیال مانند پہاڑ کے نظر پڑا یہہ گھبرایا وہ عاجزی سے مانند فریادیوں کے عرض کرنے لگا کہ اے جوان یہہ میرا مکان ہے اِسکو کیکڑے نے زبردستی چھین لیا ہے امیدوار اِسبات کا ہوں کہ تو دلادے * حاتم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ تجھسے نہایت زبردست ہے * اور تو کمزور گھڑیال بولا * یہہ ستم رسیدہ کیا کہے تم دیکھو اگر تو معلوم کرو اگر حق تو یہہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے پھنسے کی مقراض سے پکڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالے اِسوقت چرائی کو گیا ہے * ہوتا تو دیکھتے پر اِسی گفتگو

لیکن ایک نہ ایک دن مارا ہی جاویگا * کیونکہ یہہ اُسکی میں
مدعاشق * اور وہ اُسکی بہن پر قبیلہ بہتر یہہ ہی * کہ دونوں
کی شادی کردے * کہ آپس میں صلاح ہو جاے * صورت یہہ
یہہ بات حاکم کی پسند کرکے اُسی وقت اپنی لڑکی کو اُسے
بیاہ دیا * اور اُسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی * جب
وہ ہر ایک اپنی اپنی مراد کو پہنچا * تب حاتم ہنوز پادشاہ
سے رخصت ہونے لگا * اُسنے کہا ای جوان اس نیکی کے
بدلے کچھ مجھہ سے زر و جواہر لے * اُسنے کہا کہ مجھو ان لسامسرا
کام نہیں * اس نے پھر منت کیا کہ اگر تو مال و متاع نہیں
لیتا * تو یہہ عصا میرا لے کہ اسمیں کئی خواص ہیں * اگر سانپ
اور بچھو کاٹیں تو پھیرا کرے اور تندرستی ہو * اگر
اُسکے پاس ہو تو آگ میں نہ جلے اور اگر کوئی جادو کرے
تو وہ بھی اُسکے رکھنے والے کا کچھ نہ کر سکے اور اگر دریا
راہ میں حائل ہو تو اُس میں اُسکو ڈال دے یہہ لکڑی کشتی
کے ہو جائے اور پار اتار کردے * اور ایک مہرہ دیا ہوں
وہ بھی اپنے پاس رکھ اُسکے یہہ خواص ہیں کہ اگر راہ میں
سرخ یا سیاہ یا سفید سانپ ملے تو اُسوقت اُسکو اپنے منہہ میں
رکھ لیجو اور بے دہشت رہیو ہرگز کسی کا ضرر نہ کریگا

کہ وہاں کے لوگ تجھے پکڑ کر میرے باپ کے پاس لے آوینگے *
وہاں جیسے ہی بنے ویسے ہی کیجیو * حاتم نے اُسکے کہنے پر عمل کیا
چنانچہ جن اُسکو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے کہ نام اُسکا
یا بادشاہ کا ہیون تھا * بادشاہ نے کہا * اے آدم زاد تو
ہمارے شہر میں کیوں آیا ہے * تب وہ بولا کہ میں بندۂ خدا ہوں
اور تیرے بھلے کو آیا ہوں * بادشاہ نے کہا * اے شخص تو
کیونکر جن کی قوم سے نیکی کریگا * حاتم نے کہا خیر معلوم ہوا *
کہ تو اپنے بیٹے کی زندگی سے سیر ہو چکا ہے * جو ایسا غافل ہے *
اُس بات کو سنتے ہی اُسنے کہا * اے عزیز تو کیا کہتا ہے *
میں نے اِس عمر میں ایک لڑکا پایا ہے * میں تو اپنی جان سے
بھی اُسکو بہتر جانتا ہوں * اور عزیز رکھتا ہوں * حاتم نے کہا *
کہ اگر اُسکی زندگی چاہتا ہے * تو میرا کہا مان نہیں تو وہ آج کل
مارا جاتا ہے * اُسنے کہا اے دوست ایسا ہے تو ہزار رحمت
تجھ کو کہ تو نے مجھ پر سراسر احسان کیا اور کرتا ہے * بارے
اِس بھید کو ظاہر کر * وہ بولا کہ تیرے بیٹے نے کسی کے بیٹے کو
مار ڈالا ہے * وہ اُسکو مارا چاہتا ہے آج میں نے اُسکو اور
اُسکو ایک جنگل میں لڑتے دیکھا تھا * نزدیک تھا کہ اُسکی
جان جاوے * میں نے بزور اُسکو اُسکے ہاتھ سے چھڑا دیا *

چاہتا تھا کہ اپنے رخسار کا گوشہ کاٹ * اسے بیں
بولا پکارا ای جوان مرد ٹھہر * ایسی جلدی مت کر * یہ
بات میں نے آزمائش کے واسطے کہی تھی * آفرین تجھ کو
اور میری ماں باپ کو یہ کہکر وہ دونوں انسان کی صورت
ہو گئے * حاتم نے کہا ای عزیز یہ کیا سبب ہی تم ابھی حیوان کی
شکل تھے اور انسان ہو گئے راسو نے کہا * کہ ہم دونوں جنکی
قوم سے ہیں اور اُسکے باپ کو اسواسطے مارا ہی * کہ میں
اُسکی بیٹی پر عاشق ہوں اور وہ اُسکی شادی میرے ساتھ
کرتا تھا اور یہ اُس لڑکی کا بھائی ہی * یہ ویسی ہی حرکت
کرتا ہی * اب اسے بھی مار ڈالونگا حاتم نے کہا ای جوان
تو اپنی بہن کی شادی اسکے ساتھ کیوں نہیں کرتا * اُسنے
کہا کہ میں اُسکی بہن پر عاشق ہوں یہ بھی اُسکو میرے ساتھ
نہیں بیاہتا اگر یہ قبول کرے تو میں بھی قبول کر دوں * سولے
نے کہا کہ میرا باپ جیتا ہی وہ راضی نہیں ہوتا میں اس بات
میں لاچار ہوں * حاتم نے کہا کہ اپنے باپ کے پاس مجھے
لے چل * میں اُسے سمجھا بجھا کر راضی کر دونگا غرض وے
دونوں جن اور حاتم روانہ ہوئے تھوڑی دور جاکر سولے
نے کہا کہ میں اپنے محل میں جاتا ہوں * تو شہر میں آ لمس ہی

بہتر یہی ہے کہ اُنکو فقیروں محتاجوں کو بخشو * خدا کے
نزدیک بہت مغرور ہو * اور دنیا میں نیک نام کہلاؤ * یہہ کہکر
وہان سے بھی رخصت ہوا اور کسی طرف کو چلا اتفاقا ایک
دن راہ میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک سانپ نیولے سے لڑ رہا ہے
قریب ہے کہ کوئی نہ کوئی اُن میں سے مارا جاوے حاتم بولا
اور للکار کر دونوں سے کہا کہ اے جانورو تم دونوں میں ایسی کیا دشمنی
ہے جو ایسی لڑ رہے ہو اور اپنی جانیں کہو رہے ہو سانپ
نے کہا کہ اس نے میرے بچے کو مارا ہے میں اسے مارونگا *
نیولا بولا کہ وہ میری خوراک تھا میں نے کھایا * اور اسکو بھی
کھاونگا * حاتم نے کہا اے نیولے اگر تجھکو گوشت ہی کھانا
منظور ہے تو مجھکو اپنے بدن کا دون * اور اس سانپ سے
کہا کہ اگر تو اپنے بچے کا عوض چاہتا ہے * تو مجھے مار کہ میں
خدا کی راہ میں اپنے تئین تمہین سپرد کرچکا ہوں * یہہ بات
سنکر وے دونوں آپس میں لڑائی سے باز رہے * پھر نیولے
نے کہا * اے شخص تو نے وعدہ کیا تھا اپنے گوشت کے
دینے کا اب دیجے * کہ میں کھاؤن اور اپنے گھر جاؤن *
حاتم نے کہا کہ جہان کا گوشت چاہے وہان کا مانگ لے * اُسنے
کہا اگر اپنی رانکا دیگا دے * حاتم نے خنجر کمر سے کھینچا *

اُس ہاتھی کے سر سے ایسی نکلی * کہ تمام جنگل دہل گیا
تھرتھرا گئی اور ساری زمین ہلنے لگی اُٹھی لگا کے وہ اجل گردہ
حاتم کے پاس جا پہنچا * کہ اسے ہلاک کرے ایک تیر ایسا مارا کہ
بیچ آنکھ میں پار ہو گیا * وہ نیم بسمل کی طرح خاک پر
تڑپنے لگا اور ایسی نعرے مارنے لگا کہ جنگل تھرتھرا اُٹھا
بدن اٹھ کر ایسا بھاگا * کہ پیچھے پھر نہ دیکھا حاتم اُس غار سے
نکلا اور باقی رات وہیں کاٹی * صبح کو رہنے والے اُس
بستی کے آکر اُس سے پوچھنے لگے اے عزیز تو اسکو دیکھکر
کیونکر جیتا رہا اُسنے کہا * کہ میرے سر پر سایہ خدا کا تھا اُسنے
بچا لیا * اور اُس بلا کا نام شمس بھاہرا کے فضل سے میں نے
اسے مارا * اور تمہارے سر سے دفع کیا * انھوں نے کہا
یہ بات ہم کو باور نہیں * حاتم بولا کہ آج کی رات تم
سب کے سب قلعے کی چوٹی پر شہر کے جاگو * اگر وہ آج کی
رات آوے تو مجھکو جھوٹھا جانو * اور نہیں تو سچا اُنھوں نے
اتنا کہنے کے بموجب کیا * وہ جانور صبح تک نہ آیا تب وے
سب کے سب آکر حاتم کے پاؤں پر گر پڑے * لاکھوں روپئے
اور سیکڑوں جواہر لا کے آگے دھر دئے * اُسنے
کہا کہ میں مسافر ہوں اس زر و جواہر کو لیکر کیا کرونگا

آگے لگانیکی فکر کر رہی ہی یہہ ماجرا دیکھکر وہ متفکر ہو کر کہنے لگا *
یہان آگے لگانے کا سبب کیا ہی کسی نے کہدیا کہ ایک
جانور بہت آفت روزگار اِسی طرف سے آتا ہی * اور
تین چار آدمی کھاجاتا ہی اگر یہی حال رہی * تو تمام شہر ویران
ہو جائیگا اِسے سنکر وہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ اِس بلا
کو کسی طرح اِن غریبون کے سر سے ٹالا چاہئیے * یہہ سوچکر کاروان
سرا سے زمین آیا اور اُسکے پاس میدان میں ایسا گڑھا کھدوایا
اور بہت سی سوکھی لکڑیاں منگواکر اُس مین جا بیٹھا * جب
پہر رات گئی تب وہ جانور آتے وقت نظر آیا * کہ ایک
پہاڑ سا چلا آتا ہی جب نزدیک آیا * حاتم نے پہچانا کہ اِس
جانور کا نام ممن ہی آٹھہ پانون اور سات سر رکھتا ہی ایک
سر ہاتھی کا سا ہی اور چھہ سر شیر کے سے * چنانچہ جو سر کہ ہاتھی
کے سے کا ہی اُس مین نو آنکھین ہین * اگر بیچ کی آنکھہ
اُسکی کسی صورت سے پھوٹ جاے تو یقین ہی کہ یہان سے
بھاگے * اور پھر کبھی اِس طرف کو رخ نکرے اِتنے مین وہ
منہہ پھیلائے شہر کی طرف آپہنچا * لوگون نے دیکھتے ہی قلعے
کے گرد آگ بھڑکا دی * شعلہ آگ کا ایسا بلند ہوا * کہ قلعہ
نظر آنے سے رہ گیا وہ اِدھر اُدھر پھرنے لگا اور ایک آواز

میر ـ س قول پور ـ کر ـ را ساست کو سکریں ہو ا *
کہ جو کچھ آپ فرماوےگے میں بجا لاؤنگا * اُسنے کہا کہ پہلے ہوا ایک
جو آدار برا جانور کا لاپھر برج ساسپ کا مہرہ * سـر ـ را پر
یں کھولے گھی کے کڑاہ میں ڈال اور ا پـ تس سلامت
نکال * اُس وقت میں اپنی ہستی سمجھ دونگا یہ سوال اُسکا
سنکر میں گھبرایا اور اسی ہا رہے اِس بیابان وحشت
اثر میں آپڑا اب مارے بھوکھ اور پیاس کے اسی طاقت
نہیں * جو اپنے وطن کو جاوں یہ قدرت ہی * کہ اُسکا
جواب دے کر اپنی معشوقہ سے ملوں دو برس سے ماسدگولے
کے چاروں طرف خاک اُڑاتا پھرتا ہوں حاتم نے کہا ای جوان
میں برا ـ عدا ہے شرطیں پوری کر کے میری معشو قہ کو تجھ سے
ملاؤنگا یہ بات میری یاد رکھ * اور حق تعالی نے اِسی واسطے
مجھے پیدا کیا ہی کہ ہر ایک کے ہر ضرورت میں کام آؤں پھر
سوچا کہ گذشتہ مہر ـ رحم کے واسطے پری رو جانور کا سر
و ـ ـ ماردراں سے لاتا تھا * اب مجکو بھی ضرور ہوا کہ
اِسی جنگل میں جاؤں یہ سمجھکر اُس سے رخصت ہوا اور منزل
مقصود کو چل نکلا * تھوڑی دور جاکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک قطع
کی حدیقی کر گرد بہت سے کڑہان جمع کر کے ایک علامت

پہلے تو میرے گھوڑے کو دیکھکر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ یہہ
گھوڑا کس کا ہی * کسی نے مارے ڈر کے جواب نہ دیا آگے
بڑھا * پھر مجھے اُس شمع بزم حسن کے پاس پروانہ وار دیکھکر
آتش غیرت سے جل گیا * نزدیک آکر چاہتا تھا کہ گردن
اُسکی پکڑ کے زمین پر دے مارے یہ دیکھکر وہ لڑکی ڈری * اور چلائی کہ
میں بیگناہ ہوں * خدا کے واسطے پہلے تقصیر ثابت کرلو پھر
جو چاہو سو کیجو اپنے بیگانے کو سنکر وہ ٹھہر گیا اِتنے میں دائی نے
آکر کہا کہ ای خداوند شہزادی نام خدا جوان ہوئی ہی اور
اِس شہر میں آپکی دامادی کے لائق کوئی نظر نہیں آتا یہہ
مرد نہایت لیاقت دار * کسی بڑے آدمی کا بیٹا معلوم ہوتا ہی
کیونکہ اُس نے مارے حیا کے شہزادی سے ملاقات بات
بھی نہیں کی بہتر یہی ہی کہ اُسی کے ساتھ شہزادی کو بیاہ دو
اگر اِن دونوں بیگناہوں کو مارو گے * تو خلق میں رسوائی
ہوگی اور خون اِنکا تا قیامت تمہاری گردن پر رہیگا خدا کو کیا
جواب دوگے * تب اُسنے اپنی لڑکی سے پوچھا * کہ تیری
کیا مرضی ہی * اُسنے کہا کہ آج تک میں نے کسی نامحرم کو نہیں
دیکھا * اور پہلے یہاں یہی نظر پڑا ہی اِسواسطے میں نے اِسی
کو قبول کیا * اُس نے کہا بہت بہتر مبارک ہو تجھے لیکن یہہ

سے اور بھی ڈار جیں مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں مرد سپاہی ہوں روزگار کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا راہ بھول کر اس ملک میں آپہنچا اور اس سوالوں سے پوچھنے لگا کہ اس بستی کے حاکم کا نام کیا ہے کسی نے کہدیا کہ اس شہر کا والی مستحر جادو کہلاتا ہے اس شخص کے سنتے ہی میں ڈرا اور وہاں سے بھاگ کر ایک جنگل کی طرف راہی ہوا اتفاقا راہ میں ایک باغ بہاتت دلچسپ وروح افزا دکھائی دیا میرے دل کو اسکی سیر کی یہاں تک رغبت ہوئی * کہ میں اسکے درخت آکر گھوڑے سے اتر پڑا * اور در آیا * دو چار ہی قدم اسکے اندر گیا ہونگا * اسنے میں ایک غول کا غول پریوں کا لباس زریں سے جھم جھماتا ہوا نظر پڑا * میں نے اپنی عقل سے معلوم کیا * کہ شاید یہاں کسی امیر کا ر سیر کرنے کو آئی ہے * یہ سمجھکر کہ کسی کے ناموس نظر بد سے دیکھئے * یہ حال کو کے وہاں سے پھرا * کہ ان عورتوں نے دوڑ کر اپنی بی بی سے خبر کی وہ مستحر جادو کی بیٹی تھی * اسبات کو سنکر مسند سے اٹھی مجھکو ایک مکان آراستہ میں بلوا کر لے گئی * اور اپنے پاس بٹھلایا اور گرم جوشی کرنے لگی اسنے میں اسکا باپ اس باغ میں داخل ہوا *

پہنچ جائیگا * حاتم اُن سے رخصت ہوا اور آگے چلا * بعد ایک مہینے کے وہان جا پہنچا * جہان ایک دور اہا تھا رات کی رات وہین رہا * دو چار گھڑی رات گذرے ایک طرف سے گریہ وزاری کی آواز اُسکے کان مین پہنچی * وہ چونک کر اُٹھ بیٹھا دھیان اُسپر لگایا اور اپنے جی مین کہنے لگا * کہ ای حاتم تو خدا کی راہ پر کمر باندھے اور اِس گریہ وزاری کی آواز سن کر تغافل کرے * اس خدا کو کیا جواب دیگا اور تیرا نام دنیا مین کیا جاکر رہیگا اس سے بہتر یہہ ہی کہ اپنی راحت چھوڑ اور اِس مصیبت زدہ کی خبر لے اگر تیرے ہاتھ سے کسی کا کام اور مطلب برآوے * تو باغ جہان سے تو بھی بھلائی کا پھل پاوے یہہ دھیان کر کے اُٹھا * اور تمام رات اِدھر اُدھر ڈھونڈھتا پھرا * صبح ہوتے ہی جس طرف سے وہ آواز آتی تھی اُدھر روانہ ہوا اور جا پہنچا کیا دیکھتا ہی * کہ ایک جوان خوش رو سر و پا برہنہ بے اختیار رو رہا ہی * حاتم نے کہا ای بندہ خدا تو ایسا خوبصورت ہوکر کیون روتا ہی * اور آہین درد آمیز بھرتا ہی تجھ ایسا کون کتر تھا کہ جسنے ستایا * اور اِس بیابان مین ڈال دیا * لازم ہی کہ تو مجھکو اپنے احوال سے آگاہ کرے جوان اُسکی تسلی

بے قراری سے تڑپھ رہا ہی * اور اُسکی جان لبوں پر آرہی
ہی میں اسواسطے جاتا ہوں کہ اُسکو سمجھاؤں کہ وعدہ کرنا اور
اُسکا دغا کرنا یہہ شیوہ اچھوں کا نہیں ہی انسان کو سن کر
وہ مسکرائیں اور کہنے لگیں کہ اُس پری العا کے پہاڑ کی
شہزادی ہی اُسکو ایسی کیا غرض ہی کہ وہ کسی آدمی سے
ملنے کا اقرار کری * معلوم ہوا تو سودائی ہی جو اس پہاڑ کے
دیکھنے کا اور اس سے ملنے کا قصد رکھتا ہی * قطعہ نظر اسکے
اگر تو وہاں جائیگا تو کب جیتا بچیگا * حاتم نے کہا جو ہونی ہو
سو ہو * میں وہاں بے گئے نہیں رہتا اُنھوں نے کہا اگر صحبت
ہماری قبول کرے * اور آج کا رہنا یہاں غنیمت جانے *
تو کل ہم تجھے العا کے پہاڑ کی راہ دکھلا دینگے * اُسنے کہا
بہت اچھا * کسی طرح سے یہہ کام ہو غرض وہ اُس رات یہاں
مہمان رہا * اور اُس رات کو عیش و عشرت میں بسر کیا صبح
ہوتے ہی کوہ العا کا رستہ لیا * وے بھی اُسی کے ساتھ ہولیں *
اور سات روز تک دن اور رات چلی گئیں * آٹھویں دن
کسی منزل پر پہنچ کر کہنے لگیں کہ اب اسکے آگے ہم نہیں
جا سکتے * کیونکہ یہاں سے آگے ہماری سرحد نہیں * چاہئیے کہ
سیدھا چلا جائے بعد تین کے تھوڑے ہی دنوں میں کوہ العا تک

ہی * کہ بہت سے درخت میوہ دار اہلہار ہے ہیں * اور
کتنے پھولوں سے لدے ہیں * اور جھوم رہے ہیں اور
اُس سے آگے ایک جگہہ پاکیزہ ستھری صاف نظر آتی ہی *
وہاں چار درخت بڑے اور گھنے لگے ہوئے ہیں * اور ٹھنڈھی
ہوا جاتی ہی * حاتم بخواہش تمام اُس مکان مین گیا جاتے ہی
بے اختیار اُسکی آنکھ لگ گئی سو رہا * ناگاہ کیوقت
چار پریزادیں آئین اور مسند بچھا کر بیٹھین * اور اُسکو
دیکھکر آپس مین کہنے لگین کہ یہہ کون ہی اور کیونکر آیا ہی *
اُس سے پوچھا چاہیے مشورت کر کے اُسکے پاس آئین اور
جگا کر کہنے لگین ای آدم تو یہان کس وقت سے آیا * اور
کسواسطے یہہ ارادہ کیا * حاتم اُن کی آواز سنکر چونکپڑا
اور اُٹھکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہی کہ چار
پریزادین جواہر مین لدی ہوئین سرہانے بیٹھی ہیں * اور یہی
باتیں کر رہی ہیں تب اُٹھکر کھڑا ہوا * اور کہنے لگا * کہ یہان
مجھکو میرا خدا لایا ہی * میں کوہ الماس سیر کر اور الگن
پری کو دیکھنے کو جاتا ہون سبب اُسکا یہہ ہی کہ وہ ایک آدمی
سے ساتھ روز کا وعدہ کرکر وہان گئی ہی اور جدا ... بدس
گذر گئے کہ وہ بیچارہ ... درخت ... تلے اُسکی یاد مین

جگہ ہی پاوسگا اور نہ وہی ہاتھ آویگی * اگر ملاقات ہوئی ہی
تو ہیں ہو رہ گئی ہیں تو اُسکے انتظار میں اسی مکان پر
مر جاونگا * حاتم اس کلام دردآمیز کو سنکر آنسو بھر لایا اور
کہنے لگا ای عزیز اگر اُسکا نام جانتا ہی تو بتلا دے اُسنے
کہا الکس پری کہتے ہیں حاتم بولا ای جوان خاطرجمع رکھہ * کہ میں
کوہ الکا پر جاتا ہوں اور تیری معشوقہ کو ڈھونڈھکر تجھے
پہنچا دیتا ہوں یا تجھی کو وہاں لیجاتا ہوں لیکن ابھی میں اُسکا مکان
تحقیق کر کے تیرے پاس آکر بتادوں پھر آتا ہوں * وہ بولا
ابتک میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ اپنا کام چھوڑ کر
اور دوسرے کے کام پر کمر باندھے کیوں باتیں بناتا ہی * جا
اپنے کام لگ حاتم نے کہا ای عزیز میں اپنا سر ہتھیلی پر دھرے
پھرتا ہوں کہ خدا کے راہ میں کسی کے کام آؤں اور جسکو
درکار ہو سو لے * شعر * جی جانتک اپنا میں کھو اونگا * کام اُسکا
بناہی لاونگا * میرے کہنے کو راست جانو اور جھوٹھا نہ سمجھو *
غرض اس ڈھب کی دو چار باتیں کر کے اُس سے رخصت
ہوا * اور جس طرف وہ پری گئی تھی اُسطرف کو چل نکلا *
تھوڑے دنوں میں اُس پہاڑ کے عرصے کو طی کر کے
اور ایک پہاڑ تک جا پہنچا * اور اُس پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا

وایمان نہین آئی اور مین اُسکے وعدے پر کہین جا بھی نہین سکتا * مبادا آجاے اور یہان مجھکو نہ پاے * تو خدا جانے کہ میرے حق مین کیا کر بیٹھے اور اتنی طاقت نہین کہ کہین جاکر اُسکی تلاش کرون قوت میرا اور حقون کے پتہ نہین اور بانی اسی حسن کے کا کیا کرون زمین سخت ہی اور آسمان دور * نہ جینے کو ٹھکانا ہے * نہ جانے کو پاون ہے حال میرے یہہ شعر ہی * شعر * جدائی تیری کر کو منظور ہی * زمین سخت ہے اور آسمان دور ہی * یہہ احوال سنکر حاتم بہت کڑھا اور آبدیدہ ہو کہنے لگا ای عاشق زار اگر اُسنے تجھے اپنے مکان کا نشان دیا ہی * اور نام بتلایا ہی * تو مجھسے بیان کر اُسنے کہا اتنا تو جانتا ہون کہ اُسکے قبایل کوہ القا پر رہتے ہین پر یہہ نہین معلوم کہ وہ کہان گئی * اور اب کہان ہی حاتم نے کہا ای جوان وہ جب تجھسے رخصت ہوئی تو کدہر کو گئی * اُسنے کہا کہ دس بیس قدم میرے سامھنے داہنی طرف چلی تھی * پھر نہین معلوم کہ کس طرف غایب ہو گئی * حاتم نے کہا کہ اگر تم اُسکا عشق رکھتے ہو تو ہمارے ساتھ ہو کر کوہ القا کو چلو خدا کے فضل سے اُسے ڈھونڈھ نکالینگے * جوان نے کہا اگر معشوقہ یہان آوے اور مجھے نہ پاوے تو پھر نہ یہہ

سرکو اُسکے زانو پر رکھہ کر خوش ہوا * اور ہزار جان سے
عاشق ہو گیا جوں توں اُٹھہ کر کھڑا ہوا اور پوچھا میں
ای نازنین جان بخش لوگوں ہی اس جنگل ویران میں کیا
کرتی ہی اُسنے کہا کہ میں پری زاد ہوں اور یہہ پہاڑ و قلعہ میرا
مکان ہی * تجھہ سا آدمی چاہتی تھی * سو آج خدا نے ملا دیا یہہ
دلبری اور دلداری کی باتیں سنکر میں ایسا دیوانہ ہو گیا * کہ اپنا
مال و متاع اور قافلے کی کچھہ مجھکو سدھ نہ رہی اُسی طرح سے
وہ ناز میں عذر و رالعب کرتی رہی ندان میرے طائر روح کو
اُسنے اپنی زلف پریشان کے دام میں گرفتار کیا غرض تین
مہینے تک رات دن میں اُسکے ہم صحبت رہا * ایک دن
میں نے اُس سے کہا ای پری اس جنگل میں رہنے سے کیا
فائدہ شہر میں چلیں اور آرام سے گذران کریں اسنے کہا کہ
اگر تیرا دل یوں ہیں چاہتا ہی تو پھر میرا گھر یہاں سے بہت
دور تک ہی میں اپنے لوگوں سے ملاقات کرکے رخصت ہو
آؤں لیکن خبردار تو میرے آنے تک یہاں سے کہیں جانا
نہیں میں نے کہا اچھا * صاحب جب چاہئے پر سچ کہہ کب آوگی اُسنے
کہا سات دن کے بعد پر تو اگر کہیں جائیگا تو پھر پشیمان ہوگا
الغرض حال سے سات برس ہوئے کہ وہ عہد شکن غائب گردید

رکھتا ہی اُسنے کہا مین نہ خدا ہون پر تو کر تو یہان بھی آنکلا ہون تو اپنا احوال بیان کر کہ ایسا کا نکا کیون روتا ہی اور یہان کس واسطے کھڑا ہی اُسنے کہا کہ اے مسافر تیری طرح بہت اشخاص اِس راہ سے آئے اور میرا احوال سنے واقف ہوئے * پر کسی نے میرے درد کا علاج نہ کیا * احوال کہنا کچھ حاصل نہیں تو اپنی راہ لے کیون دکھ دیتا ہی مجھ اور کسواسطے بلا میں ڈالتا ہی * حاتم نے کہا جب احوال تو نے اُن لوگون سے کہا خدا کے واسطے مجھسے بھی کہہ کہ دل مین میرے بہت آرزو رہ جا اُسنے کہا * کہ تو ایک دم میرے پاس بیٹھ جا مین ہوش مین آؤن * اور اپنا ماجرا بخوبی کہہ سناؤن * وہ اُس درخت کے تلے بیٹھ گیا * جوان کہنے لگا ای دردمند مین ستم رسیدہ شود اگر ہون قافلہ میرا روم کو جاتا تھا اور مین اُسکے ساتھ یہان تک آ پہنچا صبح کو اُس سے جدا ہو کر اِس پہاڑ پر آیا اور قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اِس درخت کے تلے آ پہنچا یہان ایک پریزاد حسین مہ جبین کو دیکھ کر فریفتہ ہوا بلکہ اپنے ہوش و حواس سے ایسا جاتا رہا کہ گر پڑا اور وہ میرے سر کو اپنے زانو پر رکھکر گلاب چھڑکنے لگی * جب مین ہوش مین آیا اپنے

غرض اُسبات کے سنتے ہی حاتم وہاں سے روانہ ہوا * اور
خدا کو یاد کر کر بیعصرا چلا کتا بعد ایک مہینے کے ایک پہاڑ
ایسا دکھائی دیا * کہ جو آسمان سے باتیں کر رہا تھا جب اُسکے
پاس گیا * ایک آواز آہ و زاری کی سنی سر اٹھا کر ادھر اُدھر
دیکھنے لگا تو کچھ نظر نہ آیا یہ اور اُسکے نزدیک گیا تو کیا دیکھتا
ہی * کہ ایک درخت سایہ دار عظیم الشان کے نیچے ایک
سان سنگ مرمر کی دھری ہی * اور اُسپر ایک نوجوان
خوش رو مہرلقا * زرد لیدہ ہو * ویا ناہمواروں کی سی
وضع * اسکی ڈالی پکڑے * آنکھیں بند کیئے کھڑا ہی * دم
بدم نعرہ مارتا ہی * اور یہ مصرع پڑھتا ہی * مصرع *
* شتاب آ کہ نہیں تاب جدائی کی * حاتم اسے دیکھکر
حیران ہوا کہ یہ کیا بھید ہی تب آگے بڑھکر پوچھا * کہ ای
جوان اِس حالت کو کیوں پہنچا ہی ایسا ماجرا بیان کر * وہ
آنکھیں بند کیئے مراقبے میں تھا جواب نہ دیا دوبارہ اُسے پھر
اُسکو پکارا وہ کچھ نہ بولا جب تیسری دفعہ یوں کہا کہ ای
شخص معلوم ہوا تو بہرا ہی کہ میں نے تین مرتبہ تجھے پکارا تو نے
جواب نہ دیا یہ بات سنتے ہی اُسنے آنکھیں کھول دیں اور
کہا ای شخص تو کون ہی اور کہاں سے آیا مجھ سے کیا کام

بہت دنوں مین تو آیا کہہ کیا خبر لایا حاتم نے جو ماجرا دیکھا تھا اور اُس پیر مرد کی زبانی سے سنا تھا سو بخوبی بیان کیا اور کہا کہ صاحب اُس پیر مرد نے اسی واسطے یہہ بات اپنے دروازے پر لکہہ کر لگادی ہی * حسن بانو اس سخن کو سنکر نہایت خوش ہوئی * اور حاتم کی ہمت پر آفرین کر کے کہنے لگی کہ ای جوان تو ہی تھا جو یہہ خبر لایا نہین تو کس کا مقدور تھا کہ یہہ کام کر سکے بعد اسکے کتنے خوان سونے کے جہان وہ اُترا تھا وہان بہیجدیا اور پیر اُسکے آکر وہ کہانا منیر شامی کے ساتھ کہایا * اور سجدہ شکر کا ادا کیا اور کہنے لگا کہ ای منیر شامی تو نہ گھبرا * اب تھوڑے ہی دنون مین خدا کے فضل سے مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دیتا ہون اُسکو اس طرح سے دلاسہ دیکر آپ حسن بانو کے پاس گیا * اور کہنے لگا ای حسن بانو اب کون سا سوال رکھتی ہی کہہ * مین اُسکی بھی جستجو مین کمر کوشش کی باندھون * حسن بانو نے کہا کہ تیسرا سوال یہہ ہی میرا * کہ ایک شخص جنگل مین کہڑا کہتا ہی * کہ کسی سے بدی نکر اگر کریگا وہی پاویگا * اُسکی خبر لا

* تیسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اسبات کی خبر لانے کا *

* کہ کسی سے بدی نکر اگر کریگا تو وہی تیرے آگے آویگی *

واسطے بھیجا جو اس موذی کے چنگل سے چھوٹا * حاتم نے کہا جو معلوم ہوا اب تو جہاں جانا چاہے وہاں جا کیونکہ میں بھی مسافر ہوں زیادہ یہاں نہیں رہ سکتا اُسنے کہا ای جوان دستگیر یکساں عرصت جانا یہاں سے بہت نزدیک ہی اگر سواری کریں اور تشریف لے جاویں تو مہربانی ہی * غرض حاتم اُسکے ساتھ ہو کر جاتا تھا میں ایک لشکر عالیشان سامھنے سے دکھائی دیا حاتم نے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی وہ بولا اسی شہر کا * پھر حاتم کو لیئے ہوئے اپنے دولت خانے میں داخل ہوا * اور ایک تخت مرصع پر بٹھایا اور بہت شایستہ ضیافت کی اور بہت سا زر و جواہر اُسکے سامھنے رکھا اور تمام رات ناچ راگ رنگ کی صحبت رکھی * حاتم نے کہا کہ زر و جواہر مجھے کچھ درکار نہیں * صبح کو شہزادے نے اس غلام کی گردن ماری * اور حاتم رخصت ہو کر شاہ آباد کی طرف روانہ ہوا * غرض بعد اتر ھائی برس اور پندرہ دن کے شاہ آباد میں داخل ہو کر کاروان سرا میں اُترا * اور مسر شاہی سے ملا یہ جو کسی شخص نے حسن بانو کو پہچانی اُسے وہیں اسکو ساتھ لایا اور ایک مکان عالی شان میں پردہ ڈال کر آپ بیٹھی اور باہر اُسے بٹھلا کر احوال پوچھا کہ ای جوان عالی ہمت

پاس رہا ہو۔ تین دن اُس پر رہکر رخصت ہوکر شاہ آباد
کی طرف چلا بعد تھوڑے دنون کے ایک جنگل مین جا پہنچا
وہان کیا دیکھتا ہی کہ ایک کالا سانپ ایک خوشرنگ
سانپ سے ایک درخت کے نیچے لڑ رہا ہی اور قریب ہی
کہ کالا اُسکو مار ڈالے یہہ اس حال کو دیکھکر دوڑا اور للکار کر
کہنے لگا کہ ای موذی خبردار کیا کرتا ہی * اس آواز کو سنکر وہ
ڈرا اور اُس سے جدا ہو کر چلا گیا وہ غریب بھاگنے کی تاب
نرکھتا تھا * اُسی درخت کے نیچے ٹھہر گیا اور اِیدھر اُدھر بطور
وحشت زدون کے دیکھنے لگا حاتم نے کہا ای سانپ تو اپنی
خاطر جمع رکھہ جب تک تو بحال نہوگا تب تک مین یہین
رہونگا اور کہین نجاؤنگا * بارے ایک آدھہ گھڑی کے بعد
توانا ہوا اور اُس درخت پر چڑھہ کر آدمی کی صورت ہو کر
حاتم کو جھکا جھکا کر سلام کرنے لگا اس حالت کو دیکھہ کر
حاتم متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا * کہ یہہ کیا اسرار ہی *
اتنے مین اُس سانپ نے کہا کہ عزیز تو تعجب مت کر مین جنکی
قوم سے ہون اور اس شہر کا بادشاہ میرے باپ کا غلام ہی *
ایک مدت سے یہہ ناحق میری جان کا دشمن ہوا ہی آج قابو
پاکر مارا چاہتا تھا * کہ حق تعالی نے تجھہ کو میری حفاظت کے

گر برتا ہو تو مجھ سے لے کبھی زاہساب کا جواب نہ پاسکر
بد مسور مطابق ہیں دو بار گیا * اُسی طرح دینار نکال کر اُنکو
بھی لا کر رکھہ چھوڑ تا اسی طرح سے دن گذر ا اور رات
ہوئی * تو کیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کہتا ہی ای
بندہ خدا وہ دو روشنیاں تیری شمع ہو تی ہیں خدا نے کرم
رحکم کیا ہی کہ سو دینار تیرے سامنے ہر روز ملا کرس * تو اُن
میں سے کچھہ خدا کی راہ میں خرچ کر اور باقی سے اپنی اوقات
کاٹتا جیسے ہیں میری آنکھہ کھل گئی * سجدہ شکر کا بجا
پھر یہہ عمارت میں رسائی اور اُسکے دروازہ پر یہہ کلمہ
لکھہ دیا اب بھی اُسی طرح سے مجھے سو دینار پہنچتے ہیں میں
مسافروں اور فقیروں کو دیتا ہوں اور کھاتا کھلاتا ہوں * اور
یاد الہی میں مشغول رہتا ہوں اب سو برس میری عمر کے باقی ہیں
اور اس عمارت کو بیسے سو برس ہوئے ہیں ای عزیز مجھے
مقصر ایسا ہوا کہ خدا نے کرم سے گناہ بخشے * اور اسی عمر
عطا کی اور رزق بے محنت پہنچانے لگا جیسے میں خوش
و خورم رہتا ہوں * اور کسی طرح اندیشہ نہیں کرتا * ایسی
بات ... کے بعد کرے * اس بات کو سنکر حاتم نے
خدا کی درگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور بہیں دو روز اُسکے

جان اس حالت مین بدن سے نکل گئی * کیا دیکھتا ہون کہ ایک
شخص میرا ہاتھہ پکڑکر دوزخ کو دکھلاتا ہے * کہ تیری جگہہ یہی
ہی غرض قریب تھا کہ مجھکو دوزخ مین ڈال دین * دو فرشتہ
خوبصورت آگر آئے * میرا بازو پکڑکر کہنے لگے * کہ اسکو ہم
دوزخ مین جانے نہ دینگے * اور اسکی جگہہ دوزخ نہیں ہے *
بلکہ یہہ بہشت مین جائیگا * چنانچہ وے مجھکو بہشت کی طرف
لیگئے * کہ ایک بزرگ اُتھہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اسکو
کیون لائے ہو * ہنوز اسکی عمر کے دو سو برس باقی ہیں اسکا
ہمنام ایک اور شخص ہے * اُسکو لے آؤ یہہ بات سنکر
پھر وہی دونون جوان مجھکو یہان پہنچا گئے * اور کہنے لگے کہ ہم
دونون وہی دو روٹیان ہیں * جو خدا کے واسطے تو دریا مین
ڈالتا تھا اتنے مین کچھہ چینا مین تھے اُتھہ کھڑا ہوا اور خدا کی
درگاہ مین مناجات کرنے لگا * کہ الہی تو غفور الرحیم ہے اور
مین بندہ گنہگار ہون * بخشش دے مجھکو توبہ کرتا ہون مین *
اور رزق مجھے ہر حال مین تو ہی خزانۂ غیب سے پہنچاویگا *
جب صبح ہوئی * تو موافق معمول کے دو روٹیان ڈالنے گیا
کہ یکایک سو دینار پانی سے نکل آئے * مین نے انکو اُتھالیا
اور شہر مین دھوم دھام سے منادی کرادیا * کہ اگر کسی کا مال دریا مین

چلا * بعد کئی دن کے سفر طی کرتا ہوا اور آدمیت اٹھاتا کسی دریا کے کنارے جا پہنچا * اور وہاں کے محل عالیشان لائق بادشاہوں کے اُسکی نظر پڑا اور اُسکے دروازے پر خط جلی سے لکھا دیکھا * کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال * یہہ عبارت پڑھکر بہت خوش ہوا اور سجدۂ شکر ادا کر کے کہنے لگا * الحمد للہ اب میں اپنی مراد کو پہنچا * قدرے آگے بڑھا تو بہت سے شخص بطور خواصوں کے اُس محل سے نکلے * اور حاتم کو اندر لیگئے وہاں جاکر وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک سو برس کا بوڑھا مرد نورانی صورت تخت پر بیٹھا ہے حاتم کو دیکھتے ہی اُٹھا * اور گلے میں لگا کر اپنے تخت پر بٹھالیا * اور کھانے طرح بطرح کے منگوا کر کھلائے * جب حاتم نے کھانے سے فرصت پائی * پوچھا کہ آپ نے یہ در دولت پر یہہ کیوں لکھ رکھا ہے * اُسنے کہا کہ میں رہزن تھا * راہ گیروں مسافروں کا مال لوٹتا تھا اور تمام دن مزدوری میں کاٹتا تھا * آخر روز دو روٹیاں گھی سے چوپڑ کر شکرانہ پر ڈال دریا میں پھینک دیتا * اور کہتا کہ یہہ کام خدا کے واسطے کرتا ہوں ایک مدت یوہیں گذر گئی کہ ایکدن بیمار ہوا * اور قریب ہلاکت کے پہنچا * آخر ایک دن میں ایسا بیہوش ہوا کہ مجھکو یا

جان اِس حالت میں بدن سے نکل گئی * کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر دوزخ کو دکھلاتا ہے * کہ تیری جگہہ یہی ہے غرض قریب تھا کہ مجھکو دوزخ مین ڈال دین * دو فرشتے مردصورت آکر آئے * میرا بازو پکڑ کر کہنے لگے * کہ اِسکو ہم دوزخ مین نہ ڈالنے دینگے * اور اِسکی جگہہ دوزخ نہین ہے * بلکہ بہشت مین جائیگا * چنانچہ وے مجھکو بہشت کی طرف لیگئے * کہ ایک بزرگ اُٹھہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اِسکو کیون لائے ہو * ہنوز اِسکی عمر کے دو سو برس باقی ہین اِسکا ہمنام ایک اور شخص ہے * اُسکو لے آو یہہ بات سنکر پھر وہی دونون جوان مجھکو یہان پہنچا گئے * اور کہنے لگے کہ ہم دونون وہی دو روٹیان ہین * جو خدا کے واسطے تو دریا مین ڈالتا تھا اِتنے مین کچھہ جینا مین تو اُٹھہ کھڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کرنے لگا * کہ الٰہی تو غفور الرحیم ہے اور مین بندہ گنہگار ہون * بخشش دے مجھکو توبہ کرتا ہون مین * اور رزق مجھے ہر حال مین تو ہی خزانۂ غیب سے پہنچا دیگا * جب صبح ہوئی * تو موافق معمول کے دو روٹیان ڈالنے گیا کہ یکایک سو دینار پانی سے نکل پڑے * مین نے اُنکو اُٹھا لیا اور شہر مین ڈھنڈھورا پٹوا دیا * کہ اگر کسی کا مال دریا مین

چلا * بعد کئی دن کے سفر طے کرتا ہوا اور آدمی سمت اٹھاتا
کسی دریا کے کنارے جا پہنچا * اور وہاں ایک محل عالی شان
لائق بادشاہوں کے اُسکی نظر پڑا اور اُسکے دروازے پر خط جلی
سے لکھا دیکھا * کھڑکی کراور دریامیں ڈال * یہ عبارت پڑھ کر
پڑھکر بہت خوش ہوا اور سجدۂ شکر ادا کر کے کہنے لگا *
الحمد للہ اب میں اپنی مراد کو پہنچا * قدرے آگے بڑھا تو
بہت سے شخص نوکر چاکر اُس محل سے نکلے * اور
حاتم کو اندر لیگئے وہاں جاکر دیکھا دیکھتا ہے کہ ایک سو برس کا
بوڑھا مرد نورانی صورت تخت پاکیزہ پر بیٹھا ہی حاتم کو
دیکھتے ہی اُٹھا * اور گلے میں لگا کر اپنے تخت پر بٹھالیا * اور
کھانے طرح بطرح کے منگوا کر کھلائے * جب حاتم نے کھانے
پینے سے فراغت پائی * پوچھا کہ آپ نے اپنے در دولت
پر یہ کیوں لکھ رکھا ہی * اُسنے کہا کہ میں رہزن تھا * راہ کو
مسافروں کا مال لوٹتا تھا اور تمام دن مزدوری میں کاٹتا تھا *
آخر رد و روٹیاں گھی سے چوپڑکر شکرانہ پر ڈال دریا میں
پھینک دیتا * اور کہتا کہ یہ کام خدا کے واسطے کرتا ہوں
ایک مدت یونہیں گذر گئی کہ ایکدن بیمار ہوا * اور قریب
ہلاکت کے پہنچا * آخر ایک دن میں ایسا بیہوش ہوا کہ گویا

آفرین کی شب کی شب حاتم وہان مہمان رہا صبح کو رخصت ہو کر
غار کی راہ سے بصورت میں آپہنچا * دیوون کو وہ زر و جواہر
بخشش کر کر رخصت کیا پھر آپ حارس سوداگر کی بیٹی کے
گھر آیا اور سادہ مہرہ اُسکے حوالے کیا * وہ اُسکو دیکھتے ہی
نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی اے جوان اب مین تیری
ہون جو چاہے سو کر * حاتم نے کہا اے ساقی یار میرا مقصد یہہ نہین
ہی کہ تیری شراب کے وصال میں ہون مگر وہ جوان جو ایک مدت
سے اس شراب کا پیاسا ہی اُسکو بلاؤنگا تو یہی قبول کر اُسنے
کہا کہ جب تیرے بس مین ہون تو مختار ہی جو کچھ کہیگا وہی
بجا لاؤنگی * وونہین حاتم نے اُسکے باپ کو بلوا کر اُس سوداگر
بچے کا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں پکڑا دیا اور یہہ کہا کہ اسے اپنا
فرزند سمجھو اُسنے اُسی وقت بیاہ کی تیاری کی اور اپنی بیٹی کو
اُسکے ساتھ بیاہ دیا * بعد دس دن کے وہ مہرہ اُس لڑکی
کے ہاتھ سے غایب ہو گیا * وہ رونے پیٹنے لگی تب حاتم
نے اُسکو دلاسا دے کر کہا میں نے تیرے شوہر کو اتنا زر
و جواہر دیا ہی کہ وہ سات پشت تک کھایا کریگا ایسا کیون
ملال کرتی ہی غرض اسطرح کی کتنی باتین کر کے حاتم وہان سے
رخصت ہوا * اور حسن بانو کے سوال کے جواب کی فکر مین

میں رہی تجھ سے اقرار کیا ہی لاچار ہوں * یہ کہکر شاہ مہرہ
حاتم کو دیا اور کہا ای جوان جب تو یہہ مہرہ اُسکو دیگا میں
اُس پاس رہیہ دونگا کسی طرح کی تدبیر سے منگوا اونگا
حاتم نے الماس کیا کہ جب عاشق کا مطلوب حاصل ہو چکے پھر آپ
مختار ہیں غرض حاتم نے اُسکو لے کر ایک پیاروں پر خوب
مضبوط کر کے باندھا کر جیسے گیسو اور وہ بے زمین میں گر تے ہوئے
تھے * نظر آنے لگے سب اُسے ایک پیر جی میں کہا کہاں حارث
سوداگر کی بیٹی نے اسی واسطے یہہ مہرہ مجھ سے منگوایا ہی *
الغرض بادشاہ سے رخصت ہوا بادشاہ نے اپنے خدمتگاروں
لشکریاروں سے کہا کہ جس وقت حارث کی بیٹی کا بیاہ ہو چکے
اُس کے ہاتھ سے کسی گھات سے لے آئیو * حاتم وہاں سے
حارث کے گھر آیا اور تھوڑے دن عیش و عشرت
کر کے اُس سے رخصت ہوا جب برادر وجواہر
لیکر اُس کے ہمراہ ہوئے اور فرد واس کی سرحد تک پہنچا کر
رخصت ہوئے اور وہ دو حاتم کے ساتھ آئے تھے دیکھتے ہی
اُسکو دوڑے اور شاد ہوئے * پھر اُس مال و متاع سمیت
ایک شخت پر بٹھا کر جلد روز میں فرد قاشش کے پاس لے
گئے * وہ اُٹھ کر بغل گیر ہوا اور بہت سی تواضع کر کے

تو آنکھین اپنی دیکھین کہ جیسی ماں کے پاس سے بچھڑ لڑکا تھا
جو ہمین شہزادے نے اپنے ماں باپ کا دیدار دیکھا نہایت
خوش وقت ہوا اور حاتم کے پانو پر گر پڑا * اُسنے اُسکو
گلے لگا کر خدا کا شکر کیا تب ماہرو پری بادشاہ نے حاتم سے احسان مند
ہوکر اتنا زر و جواہر اُسکے آگے رکھا کہ جسکا کچھ شمار نہین کیا
جاتا * حاتم نے کہا اے بادشاہ غریبون کے پشت پناہ * اِس قدر
یہ زر و جواہر مین تن تنہا کیا کرونگا اور کہان لیجاونگا ہان اگر تم
اپنے پریزادون کے ہاتھ اِسکو فرقاش بادشاہ کے پاس
بھیجوا دو تو اچھا ہی کہ وہ میری سرحد مین بھیجوا دیگا میرے
ہی ساتھ کر دیجیو تب بادشاہ نے اپنے پریزادون کو کہا کہ
جب یہ جوان اپنے شہر کی طرف روانہ ہو تم اِس مال و اسباب
کو اِسکے ساتھ لیجائیو پھر حاتم نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ
یہ جو کچھ عنایت ہوا ہی سو آپ کا تصدق ہی لیکن امیدوار
اِس بات کا ہون جو دینے کہا تھا سو عنایت ہو * بادشاہ نے
کہا کیا مانگتا ہی مانگ * حاتم نے کہا کہ یہ مہرہ جو آپ کے
ہاتھ مین ہی اگر میری آرزو پوری کرنی منظور ہی تو بخشو اِس
بات کے سنتے ہی بادشاہ نے سر نیچے کر لیا اور کہا معلوم ہوا
شاید یہ مہرہ حارث سوداگر کی بیٹی نے تجھسے مانگا ہی اور تو

جلدی کر سب جواہری کشتی پر لوگوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی
چالیس دن کے بعد طلاطم میں جا پہنچی * کیا دیکھتی ہے کہ ایک
درخت عظیم الشان ہے کہ اسکی سِرک آسمان تک پہنچی
ہے اور اُس سے طرح طرح کے تکیے ہیں * جواہری نے
ایک شیشہ اُسکے نیچے رکھ دیا * کشتی ایک دم میں وہاں
سے پھر گئی اور اُسکا منہ باندھ کر وہاں سے لے اُتری *
اسے میں جو شش دو گھڑی کے بعد اوس دونوں سے اس
درخت کا پانی تھا آ پہنچا * جواہری جاسب جست و
چالاک بھی بھاگی اور اُسکی ہاتھ لگی چالیس روز کے عرصے
میں حضور بادشاہ میں آپہنچی اور آداب بجا لا کر عرض کرنے
لگی خداوند * آپ کے اقبال سے یہ لونڈی اُس درخت کا
پانی لے آئی اور اُسکی چوکیداروں کو بھی ہاتھ لگی * یہ
کہکر شیشے کو بادشاہ کے آگے رکھ دیا کہ یہ چند قطرے
پانی کے حاضر ہیں اور راہ کے صدمے بھی مفصل ظاہر کیے
بادشاہ نے بہر پانی سے جواہری کو گلے لگایا اور شیشہ
پانی کا حاکم کے حوالے کیا * اُسنے فی الفور اُس بہرے کو
لیکر اُسکی آنکھوں میں لگا دیا اور رتی سے سات روز تک
باندھ رکھا * ساتویں دن جونہی اُسکی آنکھوں سے کھولی

پانی لاوے * اس سخن کے سنتے ہی وے سب بیکسے کان
پر ہاتھ دھر گئے اور سر جھکا کر عرض کرنے لگے کہ جہان پناہ اُسکی
راہ نہایت پر خطر ہے اور ہمیشہ اُس مین دیوؤن اور
بھوت پلید رہتے ہین وہان ہم مین سے کوئی نہین جا سکتا
کیونکہ وے کافر بڑے زبردست ہین * ہم کو جیتا چھوڑینگے
آگے جو حکم ہو سو کرین اتنے مین حاتم نے اُٹھی اور ہاتھ
باندھکر عرض کرنے لگا کہ اگر خداوند میرا گناہ معاف کرین
اور اِس انسان کو مجھے بخشین تو مین جاؤن اور اُس درخت
کا پانی لاؤن * بادشاہ نے کہا کہ تیرا گناہ تجھے بخشا اور وہ
... کو دی اور اُس آدمی کا بھی وہی مختار ہے * حاتم
بولا ای جانبری * اگر تو چاہے کہ تمام عمر مجھے اپنے پاس رکھے
سو تو ہو نہ سکیگا مگر اِس بات کا اقرار کرے کہ جب تک میرا
جی چاہے تب تک رہون اور جب چاہون تب چلا جاؤن تو
مضایقہ نہین * جانبری نے کہا ای جوان * مجھکو بھی تجھ
سے کچھ اور کام نہین ہے اتنا ہی کہ چند روز تیری صحبت سے
اپنی مجلس گرم رکھون اور سیر ہو کر تیرے باغ حسن کی سیر
کرون پھر تو مختار ہے * جدھر چاہنا اُدھر جانا کوئی تیرا لاگو نہ ہوگا
حاتم نے کہا کہ اِس بات کو مین نے بدل و جان قبول کیا * ا...

نہیں اور وہ شخص جس نے اطمینان سے درمیر کے نہیں اور سوا اُسکے میرے کوئی اُسکا یار نہیں * سچ ہے کہ وہ بھی اندھا ہوگیا اور کسی طرح درد سے بھی فرصت نہیں پاتا * حاتم بولا اگر شہزادہ اچھا ہوا اور آنکھیں روشن ہوں * اور درد جاتا رہے تو حضور عالی سے لطف اور انعام کے لایق ہوں * بادشاہ نے کہا جو تو مانگیگا وہی پاویگا * حاتم نے کہا اگر آپ اس بات پر قول و قسم کرو تو میں شہزادے کی ایسی دوا کروں کہ آنکھیں اُسکی جیسی تھی ویسی ہی روشن ہو جائیں تو اُس وقت منہ مانگا انعام پاؤں بادشاہ نے کہا کہ میں نے قول کیا * صبح کو اُسنے وہ مہرہ اپنی گرہ سے نکال کر آنکھوں میں گھس کر اُسکی آنکھوں میں لگا دیا * شام کو تو درد موقوف ہوا مگر بینائی نہ ہوئی * بادشاہ نے کہا ای جوان ظاہرا آنکھیں اُسکی آگے سے اچھی ہیں لیکن بصارت حاصل نہیں ہوئی ہے حاتم نے کہا بردہ ظلمات میں ایک درخت ہی اُسکو نور بر کہتے ہیں اگر دو ایک قطرے اُسکے پانی کے ہاتھ لگیں تو آنکھیں اُسکی روشن ہو جائیں اسبات کو سنتے ہی مادر و پدری بادشاہ نے کہا ای برادر * سچ کہو ہم میں سے کون ایسا ہی جو وہاں جاوے اور اُس درخت کا

پانی لاوے * اس سخن کے سنتے ہی وے سب کے سب کان
پر ہاتھ دھر گئے اور سر جھکا کر عرض کرنے لگے کہ جہان پناہ اُسکی
راہ نہایت پُر خطر ہی اور جتنے اُس مین دیوانوں
بھوتون بلاؤن پر بستے ہیں وہان ہم میں سے کوئی نہیں جا سکتا
کیونکہ وے سب کافر ہیں پر ہمارے بس کے نہیں * ہم کو جیتا نہ چھوڑینگے
آگے جو حکم ہو سو کرین اتنے مین حسنا پری اُٹھی اور ہاتھ
باندھکر عرض کرنے لگی کہ اگر حضرت میرا گناہ معاف کرین
اور اس انسان کو مجھے بخشین تو مین جاؤن اور اُس درخت
کا پانی لاؤن * بادشاہ نے کہا کہ تیرا گناہ تجھے بخشا اور وہ سرتہ
تیرے ساتھ کو دی اور اُس آدمی کا بھی وہی مختار ہی * حاتم
بولا ای حسنا پری * اگر تو چاہے کہ تمام عمر مجھے اپنے پاس رکھے
سو تو ہو نہ سکیگا مگر اس بات کا اقرار کرے کہ جتنے دن تک میرا
جی چاہے تیرے پاس رہون اور جب چاہون تب چلا جاؤن تو
مضایقہ نہین * حسنا پری نے کہا ای جوان * مجھکو بھی تجھ
سے کچھ اور کام نہین پڑتا ہی کہ چند روز تیری صحبت سے
اپنی مجلس گرم رکھون اور سیر ہو کر تیرے ساتھ باغ حسن کی سیر
کرون پھر تو مختار ہی * جدھر چاہنا اُدھر جانا کوئی تیرا لاگو ہوگا
حاتم نے کہا کہ اس بات کو مین نے بدل و جان قبول کیا * ا

ہیں اور وہ جس میں سے لشکر ماسد در مسیر کے ہیں اور
سوا۔ ۔ اُسکو مر۔ ۔ کوئی لگانا لا ہیں * جب سے ہی کر وہ بھی
اندھا ہوگیا اور کسی طرح درد سے بھی فرصت نہیں پاتا *
حاکم بولا اگر شہزادہ اچھا ہوا اور آنکھیں روشن ہوں *
درد جاتا رہے تو حضور عالی سے للہ را انعام کے پائیگا *
بادشاہ نے کہا جو تو مانگیگا وہی پاویگا * ہم نے کہا اگر اس بات پر
قول دو۔ ۔ م کرو تو میں شہزاد ۔ ۔ کی ایسی دوا کروں کہ
آنکھیں اُسکی جیسی تھی ویسی ہی روشن ہو جائیں تو اُسی وقت
مہر مانگا انعام پاؤں بادشاہ نے کہا کہ میں نے قبول کیا * صبح
کو اُسے وہ مہرہ اپنی گرہ سے نکال کر آب دہن میں گھس کر
اُسکی آنکھوں میں لگا دیا * شام کو تر ہوتے سرخی جاتی
رہی * درد موقوف ہوا مگر سانہ ہوئی * بادشاہ نے کہا ای
جوان ظاہرا آنکھیں اُسکی آگے سے اچھی ہیں لیکن بصارت
عنداں خوب نہیں ہوئی ۔ ۔ سام نے کہا مرد ظلمات میں ایک
درخت ہی اُسکو نور نظر کہتے ہیں اگر دو ایک قطرے اُسکے
پانی کے ہاتھ لگیں تو آنکھیں اُسکی روشن ہو جائیں اس بات
کے سنتے ہی مادر و پدر بادشاہ نے کہا ای سردارو * سچ کہو
ہم میں سے کون ایسا ہی جو وہاں جائے اور اس درخت کا

نے رحم کھا کر اُسکا گناہ بخشا ہے۔ اُن لوگون نے حاتم کو بھی اُسکے سامھنے لاکر کھڑا کر دیا * بادشاہ نے دیکھا کہ یہایت نیکیاں اور حسین ہے مہربانی سے بلاکر اپنے پاس بٹھایا اور کچھ تامین کرکے پوچھا کہ اے جوان تو آدم زاد ہو کر اس شہر مین کیونکر آیا اور کام اپنا کیا رکھتا ہی کہ جسکے واسطے اتنا رنج اُٹھایا حاتم نے کہا جہان پناہ مین حضور کی قدم بوسی کے واسطے آیا ہون * کیونکہ فرو قاش بادشاہ نے اوصاف حمیدہ خداوند کے یہان تک بیان کئے کہ میری زبان قاصر ہی جو اُن کو اظہار کرون * غرض اشتیاق دیدار ہمایون کا دل پر غالب آیا * ہرطرح سے مین نے اپنے تئین حضور اقدس مین پہنچایا ہے بادشاہ نے کہا کہ ہمارے عمل مین تجھکو کون لایا * وہ بولا کہ فرو قاش بادشاہ کے دیو مجھے لے آئے ہین پھر بادشاہ نے کہا اے جوان * کچھ تجھے معلوم ہی کہ اس زمانے مین کوئی حکیم انسانون مین داناتر اور فن حکمت سے ماہر ہی * حاتم نے کہا کہ خداوند کو حکیم سے کیا کام ہی شاید آپ کسی کے لئے مین حکیم نہین مانتا * بادشاہ نے کہا کہ ہمارے قوم کے حکیم سے کچھ فایدہ نہین ہوتا * مین نے بہت سا علاج کر دیکھا ایک مدت سے میری بیٹی کی آنکھین دُکھتی

کر جلد حضور میں حاضر کرو * وے سنکے وہیں دوڑے
اور اُسکی حویلی کو گھیر لیا * وہ بیچارہ اسباب کی خبر رکھتا تھا
بیکار ہو کر حیران رہ گیا کہ الٰہی اس امر کا سبب کیا ہے *
اُنہوں نے کہا کہ تیری بیٹی ایک بادشاہ کے بیٹے کو اڑا
لائی ہے اور اسکے ساتھ اپنے باغ میں عیش کر رہی ہے اس
واردات کو سنکر وہ ڈر گیا اور اُس باغ میں آیا تو کیا دیکھتا ہے
کہ واقعی ہماری بیٹی اُس آدم زاد کے ساتھ رنگ رلیاں کر
رہی ہے یہ حال دیکھتے ہی بدحواس ہو کر ایک دوہتڑ ماری
اور کہا کہ اے ظالمہ کیا قہر کیا تو نے کہ ماں باپ کا نام ڈبو
بادشاہ کی فوج سر پر گھیرنے کو آئی ہے خبردار ہو وہ اسباب
سنتے ہی ڈری اور تھرتھرانے لگی چہرہ زرد ہو گیا اس
عرصے میں فوج بادشاہی آ پہنچی اور اُن دونوں کو گرفتار
کر کے حضور عالی میں لے گئی * سردار فوج حضور میں آیا اور
عرض کرنے لگا کہ جہاں پناہ سوداگر نے ہرگز حضور کے
آنے میں عذر نہ کیا بلکہ اپنی آل و اولاد سمیت ہاتھ باندھے
بلا تامل چلا آیا * بادشاہ نے حکم کیا کہ سوداگر کو حضور میں لے آؤ
جب آئے تب ہی عرض کی کہ بندہ کو اس احوال کی اطلاع
خبر نہ تھی اور ہر طرح سے بندہ فرمان بردار ہے * بادشاہ

کہ اُس موئے باشندی کو مارے بہت ستے ہیں ۔ پریان اُسپر دو پریان وہ مار کے دور کر اپنے شہر کی طرف بھاگا اور اپنا منہہ کالا کر کے بارگاہ عالی میں فریادی ہوا * بادشاہ نے اپنے لوگون سے کہا دیکھو تو اُس پریزاد کو کسنے دکھہ دیا ہی اور اُسے ہمارے آگے لے لاوے ۔ وہ قریب جب تخت کے پہنچا تب ہاتھہ باندھکر عرض کرنے لگا کہ خداوند * مین حضرت سری منسا پریزاد کی بیٹی کے ظلم سے فریاد کرتا ہون اور مین اُسی کی گروہ مین سے ہون جو اُس آدم زاد کو حضور عالی مین لاتا تھا * رات کے وقت وہ ہوا کر اپنے باغ مین لے گئی اب اُسی سے عیش مناتی ہی اور مزے اُڑاتی ہی * اتفاقا مین ڈھوندھتے ڈھوندھتے ایک دن جو اُسکے باغ مین جا نکلا تو اُسی آدم زاد کو دیکھا وہین مین نے شور مچایا کہ اِس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا * جلد میرے حوالے کرو کہ حضور مین پہنچاؤن * وہ شراب کے نشے مین چور ہو رہی تھی * اپنے پریون سے کہنے لگی کہ اِسکو پکڑ کر خوب مارو مین ہزار تگ و دو سے بھاگ نکلا اور بھاگا دوا یہان آ پہنچا * بادشاہ اُسکا یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور تیس ہزار پریزاد کو حکم کیا کہ تم منسا پریزاد کو اُسکی جورو بیٹی اور اُس آدمی سمیت باندھہ

لائے تم الغافارات کو حاصل ہو گئے کوئی اسکو چرا کر لے گیا
وہ آپ سے نہیں گیا کیونکہ وہ آپ کمال اشتیاق ملازمت کا
رکھتا تھا * غلاموں کو اسبات کا بڑا اچنبھا ہی لیکن صبح کو
جو ہم نے اُسکو نہ دیکھا اسواسطے آپ کے خوف و غصہ سے
بھاگ کر جا کہ چھپ رہے ہرکاروں کو ڈھونڈھا کر تم
اس حقیقت کو سنکر بادشاہ نے اُسکو دید کیا اور پانچ
چھ ہزار ہرکاروں کو بلا کر کہا کہ تم اُسکو جہاں ہو وہاں سے لے آؤ
غرض وے اسبات کو سنتے ہی ہرطرف اُسکی تلاش کو گئے * قضارا
ایک ہرکارہ کا گذر سیاہ پرزاد کے باغ میں ہوا وہ وہاں ایک گوشے
میں چھپ رہا * ایسے میں حسابری جام کے گلے میں بانہیں ڈالے
اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی اُسکو نظر آئی * جاسوس کو ڈر سے
لگا اور آدمی کو پہچان کر کہنے لگا کہ اے نمک حرام * اس
آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا اور یہم حفاظت تمام لے جانے تم
اسکو حاصل پا کر تم اُسے اُڑا لائی ہو * اگر اب بھی اپنی
زندگی چاہتی ہو تو ہمارے حوالہ کرو کہ اسکو بادشاہ کے پاس
لیجاویں * حسابری اسبات کو سنتے ہی آگ ہو گئی اور
کہنے لگی اے نامحرم حرامزادے * تو میرے باغ میں کیوں آیا ہی
اور کسواسطے زبان درازی کرتا ہی کیا کوئی نہیں ہی

بادشاہ روبرو تھی شہ نے کہا کہ ہنوز وہ آدم زاد نہیں آیا کیا باعث
ہی وہاں ایک پریزاد جاوے اور جلد خبر لاوے غرض ایک
پریزاد بموجب حکم حضور کے اُڑا اور پل مارتے ہی اُس
لشکر کے سردار کے پاس جا پہنچا اور کہنے لگا * بادشاہ منتظر
ہی وہ آدمی اب تک نہیں پہنچا اُس نے کہا مجھے ایک مدت
ہوئی کہ مین نے اُسکو اپنے لشکر کے ساتھ روانہ کر دیا ہی
یہ بات سنکر وہ پریزاد پھر آیا اور بادشاہ کی خدمت مین
احوال جون کا تون عرض کیا * وہ اِس خبر کے سنتے ہی آگ
ہو گیا اور ایک سردار کو بلا کر حکم کیا کہ تو اپنی فوج سمیت
جا کر اُن حرام زادون کی تلاش کر * دیکھو تو وے اُسکو
کہان لے گئے * غرض وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر گیا اور جستجو
اُنکی کرنے لگا * اتنے مین ایک شخص اُس لشکر کا بھاگا ہوا
اُن کے جاسوسون کو نظر آیا * وے اُسکو باندھے ہوئے حضور
مین لے گئے * بادشاہ نے اُس پر نہایت غصہ اور عتاب کیا
اور کہا کہ سچ کہہ وہ آدمی کہان ہی * اُس نے کہا جو امان
پاؤن تو اُسکا احوال عرض کرون * بادشاہ نے فرمایا کیا کہتا ہی
جلد کہہ نہیں تو جیتا نہ چھوڑونگا * وہ ہاتھ باندھکر کہنے لگا *
خداوند ہم سب کے سب اُسکو فلانے مقام تک باحتیاط تمام

سے اُترا کر ماں لے آئیں ہیں * حاتم نے مسکرا کر کہا کہ
میں نے اکا کیا ہے یہ بات نہ ہر کام میں ماں کہا * پھر
کہا کہ کون سا کام ہے مجھے آگاہ کر کہ جسکے واسطے تو
ایسا گھبرا رہا ہی * سے کہا کہ میں ماورود ی شاہ کا مہرہ لینے
آیا ہوں * وہ مہرہ ا میرے پاس اور رکھنے کی ای جوان وہ مہرہ ایسا ہے
سے کہ کام رکھتا ہی اور بہت مشکل ہی کیونکہ تمام
فرستے کا بھی گذر ہو وہاں آدمی کی پہنچ کب ہو سکے مگر
میری قسمت سے وہ ہاتھ لگے تو کہ میں بھی ناامید و رستی
کر دونگی * حاتم اسبات کو سنکر خوش ہوا غرض وے
دو دن عشرت میں مشغول ہوے * اسے میں وہ لشکر جواب
عوات سے سوار و اور چوکیداروں نے اُس جگہہ حاتم کو
نہ پایا حیران و سرگردان ہوئے معلوم کیا کہ اسکو بربرا عاشق
ہو کر اپنے ساتھ لے گئی ہی اگر بادشاہ سے تو ہماری کھال کھچے
بہتر یہ ہی کہ کسی گوشے میں چھپ رہیں اور عکسے ڈھونڈ کے تلاش
کیا کریں * شاید کہیں اُس کا کھوج ملے تو بادشاہ کے پاس پکڑ کر
لیجائیں * یہہ ٹھہراکر سب کے سب بھاگے اور کسی جگہہ
چھپ رہے جب رات ہوتی سب صبح تک ڈھونڈتے دن
پھر چھپ رہتے * اسی طرح ایک مدت گذر گئی ایک دن

چاہین * کیا دیکھتی ہین کہ وہ خواب غفلت مین ہی اتب . حاتم
کو سر پر بیہوشی کی دارو چھڑک کر حسن ناری کہ باغ مین
اُٹھا کر لے گئی اور اُسے ... سے عرض کی کہ ہم اِس آدم زاد
کو سرکار سے کہ باغ مین چھوڑ آئی ہون * یہہ سنتے ہی باغ کی
طرف متوجہ ہوئی آکر کیا دیکھتی ہی کہ ایک جوان خوش جمال
بیہوش پڑا ہی * دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوئی اور
اُسے بیہوش کو ہوشیار کیا * حاتم نے جو آنکھین کھولکر دیکھا
تو ایک عورت پریزاد جمال سرہانے کھڑی ہی *
بے اختیار ہکا بکا ہو کر کہنے لگا کہ تو کون ہی اور مجھے یہان کون
لایا ہی * اُسنے ناز سے منہہ پھیر کر یہہ شعر پڑھا * یہہ گھر گو کہ
میرا ہی تیرا نہیں * پر اب گھر یہہ تیرا ہی میرا نہین * اور
اپنے دل میں حیران ہو ہو کر کہتا تھا کہ یہ پریان عورتین ہین
اور وہ زنگی مرد دیکا تھا اور میں اُنکی قید مین تھا * اِس باغ
مین کیونکر آیا آخر گھبرا کر بولا کہ تم سچ کہو کون ہو اور مین
یہان کس طرح سے آیا * حسن ناری نے ہنس کر کہا کہ ای جوان *
یہہ باغ حسن ناری پریزاد کا بنوایا ہی اور مین حسن ناری اُسکی بیٹی
ہون * تیرے آنے کی خبر جو تمام شہر مین اُڑی مجھکو تیرے
دیکھنے کی بہت آرزو ہوئی * اِسواسطے یہہ پریان مجھکو ڈھان

اُسی معمت کو گئیں تو کیا دیکھی ہیں کہ ایک لشکر بہت عالی شان پڑا ہی جمیلا پری نے ایک پری کو کہا کہ تو جا کر اُس سے پوچھ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اِس بات کو تحقیق کر کے جلد پھر آ * غرض وہ گئی اور اُس سے پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے * اُنھوں نے کہا ہم دریا ـ بر عارم کے رہنے والے ہیں * ایک آدمی کو گرفتار کیئے ہوئے حضور عالی میں لے جاتے ہیں * اُسنے کہا وہ کون سا آدمی ہی کہ جسکو تم لے جاتے ہو ایک ذرا ہم بھی اُسے دیکھیں اُنھوں نے اُسے حاتم کو دکھلایا اور کہا کہ وہ اجل گرفتہ یہی ہی اسنے دیکھا کہ ایک شخص نوجوان مثل گل خنداں اور حسن میں مانند ماہ تاباں رو بندہ ہو * بہت خوب رو لطور دیدنوں کے ماتھا ہی اور آہیں سرد بھرتا ہی وہاں سے پھرائی اور جمیلا پری سے اُسکے حسن وجوانی کی تعریف کرنے لگی * جمیلا پری اِس خبر کو سنکر اُسکے دیکھنے کی بہت مشتاق ہوئی اور اپنی پریوں سے کہنے لگی کہ تو ا * کسو طرح اُسے دکھائیے * اُنھوں نے کہا کہ جب رات ہو گی سب سو جائینگے اُسوقت ہم جا کر اُسکو چوری سے اُٹھا لائینگی تمھیں دکھلائینگی اتنے میں آفتاب غروب ہوا اور رات ہو گئی * پریاں اُس لشکر کی طرف

وہ دیو حوا سے لیکر وہیں آ پہنچا اور اُس سے کہنے لگا کہ حکم
حضور کا یہہ ہی کہ اُسے جلد دربار میں پہنچاؤ * اس سخن کے
سنتے ہی وے سربزاد اُسکو اپنے ساتھہ لیکر چلے اور یہہ شہرا
ہوا کہ ایک آدم زاد گرفتار ہو کے روبرو
بادشاہ کے حضور جاتا ہی * یہہ سنکر منسا پرزاد کی بیٹی نے اپنے
ہم جولیوں سے مشورت کی کہ بادشاہ کے ملک میں ایک
آدمی خوبصورت و نہایت جوان پکڑا ہوا آتا ہی اُسے
دیکھا چاہئے کہ وہ کیسی صورت رکھتا ہی اُن سبھون نے کہا
کہ بہت بہتر اگر اُسکو دیکھنا منظور ہی تو راہ ہی مین دیکھ لو
کیونکہ جب وہ حضور مین پہنچیگا تب اُسے کوئی نہ دیکھ سکیگا *
اس بات کو سنکر وہ اپنی ماں کے پاس آئی اور باغ کے جانے کا
بہانہ کر کے رخصت ہوئی * چنانچہ اُس شہر کا یہہ دستور
تھا * کہ جو کوئی باغ کی سیر کو جاتا سو چالیس روز تک وہیں
رہتا * غرض وہ پری صورت وہاں سے روانہ ہوئی اور
تھوڑی دور جا کر ہم جولیوں سے پوچھنے لگی کہ اُس جوان کو
کیونکر دیکھیں * اُن میں سے ایک نے کہا کہ دریا کے قلزم کے
جو کنارے فلانی جگہ ہے اُسکو لیکے آتے ہیں اگر وہین چل کر
دیکھو تو بہت بہتر ہی * اس بات کو سنکر وہ ... کی سے

کہ ہم سے یہہ بھی نہیں ہو سکا کہ جسکی پرورش کی ہی
اسکو مار سکیے واسطے کیو کر دیں * حاکم نے کہا میں مار نہ
جانے پر تم کو بھی سوچ نکرو کیونکہ مجھکو مادر و پدری شاہ کے
پاس جانا ہی * ناچار وہ مار نہ جواہرچنے و آب اس بات کو
سنکر و نہ حیران ہوئے اور آپس میں مشورت کر کے کہنے لگے
اب یہہ بہتر ہی کہ اسکو پاس رکھئیے اور اس احوال کی
ایک عرضی بادشاہ کو کریں حضور اعلی سے جو ارشاد ہو سو کیجئے
اس بات پر وہ ہر ایک راضی ہوئے - ایک برادر کو
عرضی دیکر رخصت کیا اور اس میں یہہ مضمون لکھا کہ جہاں پناہ
ایک آدمی دریای قلزم کے پار سے ہاتھ آیا ہی سو اُسکو
بطور نظر بندوں کے اپنے گھر ہی میں رکھا ہی اگر حکم ہو حضور
اعلی میں بھجوادیں * غرض وہ وہاں سے عرضی لیکر چلا اور
ایک ہی ہفتے میں دردولت پر جا پہنچا * عرض بیگیوں نے خبر
پہنچائی کہ خداوند ایک برادر دریای قلزم کے چوکنداروں میں
سے آتا ہی وہاں کے حاکم کی عرضی بھی ہاتھ میں رکھتا ہی حکم ہوا
کہ اُسکو حضور میں حاضر کرو اسکو لے آئے وہ اداب
بجا لایا اور عرضی حضور میں گذرانی * مادرو پدری شاہ نے پڑھکر
فرمایا کہ اُسے جلد حضور میں باطلبام حاضر کرو بعد کئی دن کے

خدا نے کریم نے بچالیا پھر اُنھوں نے دریا مین ڈال دیا وہان ایک گھڑیال نگل گیا۔ وہ ہضم نکر سکا۔ اُسنے بھی کنارے پر آکر اُگل دیا * اتنے مین تم سے ملاقات ہوئی * تم اپنی مہربانی سے گھر مین لے آئے اور میری تمند غمور و پرداخت کی یہہ سنکر اُنھون نے کہا اے جوان خوش رو ایسا کون سا کام ہے کہ جسکے واسطے تو نے ایسی مصیبتین اُٹھائیں اور اتنی جفائین سہین حاتم نے کہا کہ مین ماہ رو پری بادشاہ سے کچھ کام رکھتا ہون * اُنھون نے کہا اے نادان تو ہمارے سامنے ماہ رو پری بادشاہ کا نام نہ لے کیونکہ اُسکے ہم نوکر ہیں * اُسنے اپنی حد بھر اسی صورت سے شہر بہ شہر چوکیان بٹھلائی ہیں اور یہہ فرمایا ہے کہ میرے ملک مین کوئی آدم زاد اور دیوزاد نے آنے پاوے اگر ماہ رو پری شاہ سنیگا کہ آدم زاد یہان آیا ہے تو ہمکو جیتا نچھوڑیگا اور تجھکو بھی مار ڈالیگا * * بیت *

* قدغن ہے کہ اس گھر مین کوئی آنے نہ پاوے *
* گر بے جبر آجاوے تو پھر جانے نہ پاوے *

حاتم نے کہا اے یارو * اگر میری حیات باقی ہے تو کوئی نہیں مار سکتا * اور جو تم اپنے واسطے ڈرتے ہو تو مجھے باندھکر اُسکے پاس لے جاو * خدا جو چاہیگا سو کریگا * اُنھون نے کہا

سے اشرف کہلاتی ہی * لازم ہی کہ اسکو اپنے گھر لے جاویں اور پرورش کریں انہوں نے کہا کہ اسکو ہم رکھیں اور کھلاویں ہمارا بادشاہ پریوں کا ہے اور ہماری گردن مار ڈالے تو مفت میں جان جاتی رہے * حاتم نے کہا ای عزیزو اگر مجھ سے ڈرتے ہو تو مجھکو بھی مار ڈالو * اس جرأت کو دیکھکر وے پھر آپس میں مشورت کرکے کہنے لگے ای یارو * یہاں سے سات روز کی راہ پر ہمارا بادشاہ رہتا ہی * ایسا کون ہی جو اسکا احوال بادشاہ سے عرض کریگا * اس بات کو سوچ کر وے سب کے سب متفق ہوئے اور حاتم کو اپنے گھر لے گئے * سونے کا تخت بچھوایا اور کہا کہ اس پر بیٹھو اور کھانے کے طشت آگے رکھے * حاتم سیر ہو کر کھانا کھایا اور خوشی سے بیٹھا * پری زادے بھی اسکے گرد آ بیٹھا اور دل و جان سے اسکے حسن پر فریفتہ ہو گئے * بعد کتنے دنوں کے ایک روز حاتم نے انکا کر کہا کہ ای یارو * اب مجھکو رخصت کرو کہ جس کام کے واسطے آیا ہوں اسکی سعی کروں * انہوں نے کہا کہ وہ کیا کام ہی اور تجھے یہاں کون لایا ہی * حاتم نے کہا مجھکو دیو قاسم بادشاہ کے دو ماہ و پری بادشاہ کی سرحد میں لائے تمہارے بھائیوں نے اس مہم میں مجھکو آگ میں ڈالا *

نہ ہونے کے باعث اسکے عاجز ہو کر حوض کی مین گیا اور رقی
کرنے لگا * حاتم اُسکے منہہ سے نکل پڑا * بعد اُٹھکر بھوکھا
پیاسا کسی طرف کو چلا جب طاقت طاق ہوگئی جاکر ایک جگہہ مین گر پڑا
اور پھر ایک سمت کو تکنے لگا * اتنے مین ایک غول پریزادون کا
اسکا سیلسان کرتا ہوا آپہنچا اور پھر ایک اُسے دیکھکر آپس مین
کہنے لگا کہ یہہ آدم زاد کون ہی اور یہان کیونکر آیا ہی *
تحقیق کیا چاہئیے * ایک نے آکر حاتم سے کہا ای آدم زاد *
تجھکو یہان کون لایا جلد بتلا * حاتم نے کہا مجھکو خدا نے کریم
الرحیم لایا ہی کہ جس نے مجھے اور تجھے پیدا کیا اور دوسرا دن
ہی کہ مجھکو گھڑیال کے پیٹ سے جیتا باہر نکالا اگر تمکو خدا نے
توفیق دی ہو تو کچھ کھانے پینے کو دو انھون نے کہا کہ تمکو
ہم دانا پانی کیونکر دین * حکم ہمارے بادشاہ کا یہہ ہی کہ جس
آدمی کو جہان پاؤ وہین قتل کرو اگر تجھکو نہ مارین اور
کھانا پانی کو دین تو غصے سلطانی مین گرفتار ہو وین اتنے
مین ایک نے انھین مین سے کہا کہ ای یارو * خدا سے ڈرو
کہان بادشاہ اور کہان یہہ گدا * کچھ آپ سے یہہ نہین آیا واحد
عالم گھڑیال کے پیٹ سے اُسکو لایا ہی * چند روز اُسکی جینے
کے باقی تھے جو اُسکے پیٹ سے نکلا اور قوم انسان کی ہم ...

چاہئے اس آٹھوں نے ہزاروں من لکڑیاں جمع کرکے
آگ بھڑکائی جب اُسکی لو آسمان تک پہنچی * اُسکو اُٹھاکر
اُس آگ میں ڈال دیا * حاتم بیس دن تک اُسی
آگ میں رہا بعد اسکے جو نکلا تو ایک تار بھی
اسکے جامے کا نہ جلا تھا * وہاں سے ایک طرف کو راہی ہوا *
تھوڑی دور گیا ہوگا کہ ہر طرف سے دوڑ کر
پوچھنے لگے ای جوان تیری ہی صورت کا ایک شخص دو چار ہی
دن ہوے کہ آیا تھا * اُسکو تو ہمنے آگ میں ڈال کر خاک
سیاہ کر دیا * اب تو آیا ہی کیا دو ہی ہی یا دوسرا اور پیدا ہوا
سچ کہہ * حاتم نے کہا ای احمقو * جو آس کدہ میں پڑا تھا سو
میں ہوں * پھر اُسکو اُنھوں نے ایک بڑی بھاری پتھر
کے تلے بیس روز تک دبا رکھا جب بیس روز اُسکو اُس سے
نکال کر اس روز سے ناتک پھرا پھرا کر پہونچا کر وہ وہاں سے
آتھارہ کوس پر دریاے شور بہتا تھا اسمیں جا پڑا اور ایک
گھڑیال اُسکو نگل گیا وہ اس صدمے سے عالم بے ہوشی
میں تھا * کچھ نہ سمجھا کہ میں کہاں تھا اور کہاں آیا جب ہوش
ہوا تو اپنے تئیں گھڑیال کے پیٹ میں دیکھکر گھبرایا اور
اُسکے دل و جگر کو دونو دانتوں سے کاٹنے لگا وہ اُسکے صدمے

کیونکہ جو اُسکے قائم رہین جاتا ہی وہ اُسکو جیتا نہین چھوڑتا * غرض وے وہین رہے اور حاتم اُن سے رخصت ہو کر اُسکے عمل مین داخل ہوا بعد چند روز کے ایک پہاڑ آسمان سے باتین کرتا ہوا دکھائی دیا اور درخت بھی اُسپر اچھے اچھے میوے دار پھلے پھولے لیے ہوے نظر آئے وہ اُسکی طرف چلا جب قریب گیا تب ہر ایک طرف سے پریزادون نے آکر گھیر لیا اور کہا * کہ یہہ آدمی ہی اسکو جیتا نچھوڑا چاہیے کیونکہ یہہ پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ کرتا ہی * اتنے مین اور بھی پریزاد پہاڑ سے اُتر کے اُسکا ہاتھ پکڑ کر لیگئے اور طوق و زنجیر کر کے پوچھنے لگے کہ تو کون ہی اور یہان کس لیئے آیا ہی اور وہ کون ہی جو تجھے یہان لایا ہی سچ بتلا * حاتم نے کہا مجھکو یہان خدا لایا ہی اور مین شہر شہر سیر کرتا ہوا آیا ہون اِس بات کے سنتے ہی اُنہون نے کہا * معلوم ہوا تو ماہ رودی شاہ کا شاہزادہ ایدھر آیا ہی کیون سچ ہی یا نہین تب وہ اپنے جی مین سوچنے لگا کہ اگر سچ کہتا ہون تو یہہ جیتا نہ چھوڑینگے اور اگر چھپاتا ہون تو جھوٹا ٹھہرتا ہون جس سے بہتر یہہ ہی کہ چپکا ہو رہون یہہ سمجھکر گونگا بن گیا جواب کچھ نہ دیا تب پریزادون نے آپس مین مشورت کی کہ اِسکو آگ مین ڈالا

محال تو نہیں کہ وہاں جاویں اور سامان بہم پہنچاویں * بوستکارہ
فرد۔ کس شمار و قطار میں حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہیں مجھسے
مجھکو یہاں تک پہنچانا ہی وہیں پہنچاؤنگا پر میں ایسے ایک
شخص منتظر رہنا سری کے چاہتا ہوں * اسواسطے کہ کس راہ
سے ہوکر جاؤں روفاش نے کہا ای شخص اس بات سے
باز آ * اچھا نہیں جو تو کرتا ہی وہ بولا کہ ہم مجھ سے کب
ہوسکتا ہی * کیونکہ عہد شکنی مرا کام نہیں * اس جواب کو
بستکار و روفاش دم بخود رہ گیا اور کچھ نہ بولا حاتم نے
دور تک وہیں رہا جو پیچھے دن کہیں گا کہ اب میں نہیں رہ سکتا *
کہیں ایسا ہو جو وہ عاشق سمجھا میرا انتظار کھینچ کر مر جاوے
اور اسکا خون میری گردن پر پڑے قطع نظر اسکے اگر میں
یہاں عیش و عشرت میں رہوں تو خدا کو کیا جواب دوں۔
ہروفاش نے لڑکی دو حاتم کے ساتھ کر دیئے کہ تم اسکو
ماہرو پری بادشاہ کی سرحد میں پہنچا دو اور اسکے آنے تک
وہیں بیٹھے رہو * حاتم انکو اپنے ساتھ لیکر وہاں سے روانہ
ہوا اور ایک مہینے کے عرصے میں ماہرو پری بادشاہ کی
سرحد میں جا پہنچا * انھوں نے عرض کی کہ اس پہاڑ سے اسکا
عمل شروع ہی اب ہماری طاقت نہیں جو آگے قدم بڑھاویں

سوال اُس کا پورا کرتا ہون تو پھر تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہون
اتنی بات کہکروہ اُس سے رخصت ہوا اور صحرا
ہوا بعد چند روز کے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر فکر کرنے لگا
کہ بہتر یہی ہے کہ دیوؤن کے بادشاہ سے ملیئے اور اُس سے
ماہرو پریکا مکان پوچھیئے وہ مقرر وہان کا پتا دیگا یہہ بات
دل مین ٹھہراکر اُسی غار مین اُترا کہ جس مین پہلے گیا تھا بعد
تھوڑے دنون کے پھر وہی جنگل خوش اسلوب ظاہر ہوا
وہ اُسکو طی کر کے اُس گاؤن مین پہنچا جس مین پہلے گیا تھا
وہان کے لوگ ہر ایک طرف سے نکل آئے اور حاتم کو پہچان کر
بستی مین لے گئے مسند پر بعزت تمام بٹھلایا اور مہمانی کی
حاصل یہہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے گاؤن مین لیجا کر مہمانی
کرتا تھا اور دوسرے گانون مین پہنچا دیتا تھا آخر وہ قاف کے
بادشاہ کے محل سرا تک پہنچا اُسنے استقبال کیا اور
ایک مسند عالی پر بتوقیر تمام بٹھلایا اور بہت سی شادی کی مجلس
عیش کی تمامی پھر پوچھا کہ اے آدمی تیرے آنے کا موجب
کیا ہی حاتم نے کہا کہ ماہرو پری شاہ کے ہاتھ مین جو شاہ مہرہ
ہی اُسکے لینے کو آیا ہی اُسنے کہا اے جوان
وہ مہرہ اُسکے ہاتھ سے لینے کی کسکو طاقت ہی دیوؤن کی

و عشرت ہی میں مشغول رکھا صبح روشن ہوا تب
حاتم اُس سے رخصت ہو کر کاروان سرا میں آیا اور اس
سوداگر بچے سے ملاقات کر کے پوچھنے لگا کہ تم ہو کہو
جو س بو ہوا تب سے کہا بندہ پرور آپ کے جان و مال کو دعا
کرتا ہوں * اب ایک مدت سے وہ آواز نہیں آتی * اسواسطے
حارس کی لڑکی اُمیدوار ہی تیرے آنے کی حاتم نے کہا
کہ کچھ اندیشہ نہیں * خدا کے فضل و کرم سے میں اُسکی خبر
لے آیا ہوں * یہ کہکر وہ حارس کے دروازے پر گیا اور
داروں نے جا کر یہ خبر پہنچائی * وہ دالان کے دروں پر
پردے ڈال کر اندر ہو بیٹھی اور لوگوں سے کہنے لگی کہ
کہ اُسکو بلوا لو وے بلا لائے جب حاتم پردے کے آگے
آیا اُسنے اُسکو ایک کرسی پر بٹھلا کر سوال کا احوال
پوچھا حاتم نے اسکا ابتدا سے لیکر انتہا تک جو دیکھا تھا اور جو جو سنا تھا
سو سو سب بیان کیا * اُسنے کہا ای جوان راست گو *
تُو نے سچ کہا ہی لیکن اب وہ آواز نہیں آتی * اب جلد جا اور
شاہ مہرہ بازرو پری کا لا وہ نہیں حاتم اُس سے رخصت ہو کر
اُس سوداگر بچے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ *
اب میں شاہ مہرہ بازرو پری کا لینے جاتا ہوں * یہ اگر تیرا

کہ عرصہ میں اُس شہر مین داخل ہوئے اور وہ جوان حاتم
کو اپنے ساتھ لیکر گھر آیا ڈیوڑی مین بٹھلا کر آپ اندر گیا
لونڈیان باندیان باؤ بہر کر پڑتین اور بی بی اُس حبشی سے
لپٹی ہوئی سوتی تھی اُس احوال کو دیکھہ کر اُسنے تلوار میان
سے لی اور اُس غلام کی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ میخ بی بی
کے سر مین ٹھوکی * وہ وہین کتیا ہو گئی تب وہ اُسے رسی
سے باندکر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور
ایک مسند عالی پر بٹھلا کر اُس کتیا کو دکھلا دیا اور کہا کہ
یہہ وہی عورت مکارہ ہی جسنے مجھے آدمی سے کتا کیا تھا
اور یہہ وہی حبشی میرا غلام تھا حرامزادہ جو اسکے مکون مین
داخل ہوا تھا * اس واردات کو دیکھہ کر * حاتم متعجب
ہوا اور کہنے لگا ای عزیز * تونے اُسکو کیون مار ڈالا وہ بولا
یہی اسکی سزا تھی جو اسکے آگے آئی اس دہشت سے پھر
کوئی ایسا کام نکریگا * بلکہ اس خبر کو سنکر کرتا ہو ابھی باز رہیگا *
یہہ حرکت مین نے واسطے عبرت کے کی ہی * یہہ بات
کہکر اسنے اُسکو اپنے صحن خانہ مین گاڑ دیا اور پہرا ایک
لونڈی غلام کو انعام دیکر سرفراز کیا اور تمام رات حاتم کو
مہمان رکھہ کر طرح طرح کی ضیافتین کھلائین اور صبح اپنے تئین عیش

یہ سنکر میرے سر میں تھوک دی * میں اُسکے لگتے ہی گدہا ہو
گیا اُسنے اُسی گھڑی دھتکار کر نکال دیا میں کان پھٹپھٹاتا ہوا
بازار میں آیا وہاں کے کئی ادمی جان کر پکڑنے لگے اور کئی
ہی دوڑے اُنکی دہشت سے آج تین دن ہوئے کہ میں شہر
چھوڑ کر اس جنگل میں بھوکا پیاسا مارا پھرتا تھا آگے کیا
کہوں * یارو آج خدا کے فضل و کرم سے تجھے اس مکان
پر بھیجا جو تو نے کھانا کھلایا پانی پلایا آدمی بنایا * حاتم اُسکے
کہنے سے بہت حیران ہوا اور کہنے لگا ای عزیز تیرا گھر کس
شہر میں ہی اُسنے کہا کہ اس جنگل سے تین کوس کی راہ پر
اور اسکو شہر صورت کہتے ہیں * حاتم نے کہا کہ اس شہر
میں کوئی سوداگر بھی رہتا ہی اور اُسکی بیٹی نے سوال
رکھا ہی اُسی لڑکی نے مجھے اس بات کی خبر کو بھیجا ہی
کہ یہ کیا وہ کام میں نے جو آج کی رات کام آتا ہے * اُسنے
کہا کہ صاحب یہ بات سچ ہی اور میں بھی اُسی شہر کا رہنے والا
ہوں * پھر حاتم نے کہا کہ ای بندۂ خدا تو اس بیج کو اپنے
پاس رہنے دے اگر تیرا جی بدلا لینے کو چاہیگا تو وہ بیج
پا کر اپنی جورو کے سر میں لگا دیجیو وہ گدہا ہو جائیگی اسی ڈھب
کی باتیں کرتے ہوئے وے دونوں وہاں سے چل نکلے * تین روز

میخ سر کو لگاتے ہی تو انسان ہو گیا * اُس نے دیکھا کہ اس
شخص نے مجھے برا حیران کیا ہی * اسے اپنا احوال نہ چھپایا
چاہئے * اسبات کو سوچکر اُٹھکر پانؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا *
اے مرد بزرگ مین بنی آدم ہون تیری دستگیری سے اپنی
اصلی صورت پر آیا حاتم نے کہا یہہ کیا سبب تھا کہ تیری
صورت کیسے کی بن گئی تھی جوان نے کہا کہ مین ایک سوداگر کا
بیٹا ہون باپ میرا بہت سا مال و اسباب لیکر چین مین گیا
تھا وہ مال اُسنے وہان بیچا اور وہان سے کچھہ مول لیکر خطا میں
آیا اور اُسکی فروخت سے بہت سا نفع اُٹھایا اور میرے
تئین بڑی دھوم سے بیاہ دیا کتنے روز پیچھے شربت اجل
پی کر مر گیا مال و اسباب زر و جواہر میرے ہاتھہ لگا مین ایک
مدت تک اُسکو بیچ بیچ کر عیش و عشرت کرتا رہا جب وہ
کم ہونے پر آیا تب مین خطا کا مال خرید کر کے شہر چین مین گیا
اور خرید و فروخت کر کے بھرا اپنے شہر کو روانہ ہوا جب تک
مین آؤن وہ عورت بدذات جو باپ نے بیاہ دی تھی
پیچھے ایک غلام حبشی سے پھنسی تھی اور یہہ میخ لوہے کی
جادوگرون سے پڑھوا کر اپنے پاس رکھہ چھوڑی تھی جب
مین گھر میں آ پہنچا اور ایک دن غافل سو گیا اُسنے فرصت پاکر

حاتم نے اُس کو اپنی گود میں اُٹھا لیا اور پانی اُسکے واسطے
ادھر اُدھر ڈھونڈھنے لگا اور جی میں کہتا تھا کہ اس جنگل
میں کوئی چشمہ ملے تو میں اِسکے سامنے کو خوب سا پانی پلاؤں *
ایسے میں ایک گاؤں دکھائی دیا * حاتم اُسکی طرف روانہ
ہوا * وہاں کے لوگ گیہوں کی روٹیاں اور مٹھا مسافروں کو
دیتے تھے * حاتم کے بھی آگے لے آئے * اُسنے وے روٹیاں
اور پیالا چھاچھ لیکر کتے کے آگے رکھ دئے * کتے نے پیٹ
بھر کر کھایا پھر حاتم اُسکی طرف دیکھ کر کہتا تھا * کیا خوش
شکل اور کیا خوبصورت کتا ہی اور وہ اُسکے سامنے بیٹھا ہوا
شکر خدا کا کر رہا تھا * ایسے میں حاتم شدت سے اُسکے سر پر ہاتھ
پھیرنے لگا اور دل میں خدا کو یاد کر کے یوں کہے کہ یہ تیری
ہی قدرت ہی کہ اٹھارہ ہزار عالم کو تو نے پیدا کیا اور
ایک کی صورت سے دوسرے کی شکل کو ملنے نہ دیا *
ایسے میں ایک سخت سی چیز شاخ کی مانند اُسکے ہاتھ میں لگی
جب خوب غور کر کے دیکھا تو ایک سیخ آہنی نظر پڑی * اُسنے
وہ سیخ اُسکی سر سے نکال لی وہ کتا ایک جوان خوشرو کی صورت
ہو گیا * حاتم متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ای بندۂ خدا * یہ کیا بھید ہی
اور تو کون ہی کہ پہلے تیری صورت حیوان کی تھی اور اس

واسطے بادشاہ کے لاویں تو پھر کیا دیوانے رہیں جو ایسی حرکتیں کرین بلکہ آج ہی کی تاریخ سے عہد کرتے ہیں کہ جو کام کہ خدا راضی نہو سو تمام عمر نکرین * حاتم نے کہا کہ تم خدا کی طرف متوجہ ہو کر قول دو اور توبہ کرو بدل کھاؤ تو مین اتنا گنج و مال تمھین دون کہ نہال ہو جاؤ * یہہ بات سنکر اُنھونے عرض کی کہ ہمین دکھلا دو تو ہم توبہ کرین * حاتم اُنکا ہاتھ پکڑکر اُس کونے مین لے آیا اور اُسنے زر بے شمار کو دکھلا کر کہنے لگا کہ اسے لو اور اپنے وعدے کو وفا کرو * وے اُسکو دیکھتے ہی مارے خوشی ہوئے اور ہاتھ باندھ کر یہہ بات کہنے لگے کہ اب جو کہو سو کرین * حاتم نے کہا * تم اس طرح سے قسم کھاؤ کہ خدا دانا و بینا ہی اور ہر ایک کا احوال جانتا ہی اگر آج سے ہم کسی کا مال چراوین یا کسی پنچھی پردیسی کو ستاوین تو خدا کے غضب مین گرفتار ہووین * اُنھونے اسی طور سے قسم کھائی اور چوری سے توبہ کی * حاتم نے وہ زر و جواہر سب اُنکو بخشا اور راہ راست دکھلا کر جنگل کا رستہ لیا کہ ایک کتا جیبھ نکالے سامنے سے دکھلائی دیا * اُسنے معلوم کیا کہ شاید اس صحرا مین کوئی کاروان اُترا ہی اور یہہ کتا اُسی قافلے کا ہی * جب وہ اسکے پاس آیا تو

حوروں کے تلاش میں روانہ ہوا اور دعائیں مانگتا تھا کہ الٰہی *
اُس پری زادہ کو پھر مجھے ملا * تھوڑے ہی دور پہنچا ہوگا
کہ وہ پری زادہ سر راہ کمال شاہ فقیروں کی سی صورت بنائی
یہی سوال کر رہی تھی کہ جا بجا روالے ملا * کچھ نہ کیا جا *
نہ اُسکو دیکھتے ہی دوڑا اور خوش ہو کر مثل گل کے
کھل گیا اور بہتیری سو روپے اشرفیاں جیب سے نکال کر اُسکو
دیئے اور اپنا قدم آگے رکھا * اُسنے وہ روپئے لے لئے
اور پھر اُسی صورت سے آواز بلند کہا کہ کئی دن کے تو ہی
گرفتار آفات میں خدا نگہبان ہی * اس آواز کو سنکر وہ
ہی ساتوں پھانسی گر پھر کیسے کمائے ادھر اُدھر سے نکلے
اور اس سے ملاقات کر کے کہنے لگے کہ ای جوان *
تو کہاں جاتا ہی * اُسنے اُنکو پہچان کر کہا ای عزیزو * میں
تم سے ایک عرض رکھتا ہوں اگر تم قبول کرو تو کہوں *
اُنھوں نے کہا کیا کہتے ہو فرماؤ * حاتم نے کہا اگر تم
توبہ کرو اور مردم آزاری سے ہاتھ اُٹھاؤ تو میں اسقدر
زر و جواہر دوں کہ وہ تمہاری سات پشت تک کام آوے *
اُنھوں نے کہا کہ ہم تو مست ہی کے واسطے یہ اُمر بدا
لیتے ہیں اور لوگوں کو ایذا دیتے ہیں اگر اسقدر مال

اِس مال کو نکالنے حاتم خوش ہوا اور درگاہ الٰہی میں سر جھکا کر
سجدہ شکر بجالایا اِتنے میں بوڑھی اور نور کا تڑکا ہوا بعد
ایک دم کے دو شخص اُس کوئیں پر آئے اور پکار کر کہنے لگے
ای حاتم اگر جیتا ہی تو جواب دے اُس نے کہا کہ اتنا
تو خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہوں انہوں نے اپنے
ہاتھ بڑھا کر کوئیں میں ڈالا اور کہا کہ تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر
چڑھ آ * حاتم دستگیری سے نکلا اور اُن سے مال فاش کر کر
کہنے لگا کہ یہاں ایک گنج عظیم گڑا ہی اگر تم نکالو تو ہاتھ
آوے * اُنہوں نے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو ہم ابھی آتے ہیں *
یہہ کہکر ایک اندر پیٹھا * دوسرا اوپر کھڑا رہا * وہ مال
نکال نکال کر باہر پھینکتا تھا اور یہہ انبار کرتا جاتا تھا * غرض ایک
دم میں وہ سب کا سب نکال کر اُنہوں نے حاتم کے حوالے کیا اور آپ
رخصت ہوکر کسی طرف کا رستہ لیا * حاتم اُس مال کو
تو دیکھ دیکھ کر جی میں کہتا تھا کہ اگر اس وقت
وے چور میرے پاس ہوتے تو یہہ سب مال متاع میں اُن کو
بخش دیتا کہ پھر وے محتاج نہ رہتے اور بندگان خدا کو ایذا نہ دیتے *
حاصل کلام اُس نے ایک جوڑا کپڑے کا اچھا سا اِس میں
سے پہنا اور تھوڑا سا زر و جواہر اپنی جیب میں ڈال کر اُن

رہ گئی * وہ کئی روز تک کونے میں رہی بیہوش پڑا رہا
بعد دو تین روز کے جب ہوش میں آیا اُس نے کمر کو اپنی
پگڑی سے کھولا اور ایک کونے میں زمین کی خاک پر ہاتھ کر
کسی پتھر کے ٹکڑے پر پڑا پر پھونک سے اُس کو رگڑ
کے اُن زخموں پر لگایا گھاؤ اُس کے بھر آئے اور درد
جاتا رہا پھر اُس نے اپنے جی میں کہا کہ افسوس اُن نامردوں نے
دغا کی اگر مجھ سے خدا کی راہ یوں مانگتے تو قسم ہے کہ خوشی
سے کل اُن کے حوالے کر دیتا اور اگر اب بھی ملیں تو
ایسا کچھ دوں کہ تمام عمر محظوظ رہیں * بلکہ جب تک جئیں
کبھی محتاج نہ ہوویں یہ اسی سوچ میں تھا کہ اُس کی آنکھ لگ گئی خواب
میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کھڑا آیا اور کہتا ہے کہ کہتا ہے *
اے حاتم غم نہ کھ کیونکہ خدا کریم و رحیم ہے * اُس نے جو
تجھے یہاں پہنچایا ہے تو یہ بھی اسکی حکمت سے خالی نہیں تو نہیں
جانتا * یہاں ایک گنج عظیم گڑا ہے * حق تعالیٰ نے یہ مال
تیرے ہی واسطے چھپا رکھا ہے * اب اُٹھ اور لے *
اُس نے اُس سے کہا اے بزرگ میں اس مال کو کیونکر لوں اور
کہاں لیجاؤں وہ بولا کہ کل دو شخص اِسی مکان پر آوینگے اور
تجھے اِس اندھے کوئے سے نکالینگے چاہئیے کہ تو اُنکو منع کر کے

وہان ایک عورت نہایت سال فقیرون کی طرح سے بیٹھی ہوئی بھیکھ مانگتی تھی حاتم نے اپنے ہاتھہ سے الماس کی انگوٹھی اُتار کر اُسکے حوالے کی اور آپ منزل مقصود کی راہ لی* اتنے میں اُس بڑھیا نے پکار پکار کر کہا کہ یہ اولیکہ دو کے پہنچی پردیسی کا راہ بات مین خدا حافظ ہی* اس آواز کے سنتے ہی سات جوان مسلح ہتھیار تلوارین لگائے جنگل کے دہامین بائین سے نکل آئے* اور حاتم سے ملاقات کر کے ساتھہ ہو لئے چنانچہ وے سات تون چور اُسی جڑیان کے بیٹے تھے* اُنہنے اُس جڑاؤ انگوٹھی کو دیکھکر یہ خبر اُن کو دی تھی* کہ سونے کی چڑیا جاتی ہی* غرض وے اُسکے ساتھہ ہولئے اور ادھر اُدھر کی کہانی باتین کہتے چلے اور کہنے لگے کہ اے جوانمرد ہم چاہتے ہیں کہ تیرے طفیل سے کسی شہر مین پہنچین* اور وہان کے بادشاہ کی نوکری کرین* حاتم نے کہا بہت اچھا چلے چلو کھانے پینے کا کچھہ اندیشہ نہ کرو* جب حاتم اُن کے دام مین آیا تب اُنھون نے اُسے بیچھے سے آکر ایک کمند اُسکے گلے مین ڈال دی* اور ہاتھہ باندھہ کر دو تین خنجر مارے* پھر کوئے مین گرا دیا اور جو مال و متاع تھا لے لیا* مگر وہی ایک پگڑی کہ جس مین وہ مہرہ بندھا تھا وہی لیتی لسا نہی

پیدا ہوا اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا سالم نام رکھا * بعد کئی دن کے رخصت ہو کر پھر جنگل کی راہ لی کئی دن کے عرصے میں شہر دون کے دیر ستان میں پہنچا ہیں رو ر وہاں رہا شب جمعہ کو وہ شہر دیکھے - مدمسور اپنی اپنی قبر سے نکلے * اور فرش بچھا کر بیٹھے و دستر پر اُسی طرح سے اُن کے آگے کھانے چنے گئے * پھر ان کے پیچھے اُس سوداگر کے بھی آگے ویسا کھانا رکھا گیا * بعد اُسکے حاتم نے ملاقات کی اور اُس سوداگر سے احوال پوچھا * وہ کہنے لگا کہ ای جوان مرد مرحبا ایک اللہ ہی الدار ہیں میرا * حق تعالی تیری اِس ہمت کا ثمرا دے سچ تو یہ ہی کہ ایک جوان مرد راہ - گو تو ہی نظر آیا اور تیر - ہی باعث ہمہ ہیں مجھکو ملا جو اُس بلا سے نکلا اور اُن کے سامنے فریاد کرنے سے بار رہا کھانا پانی بھی ان کے برابر مجھے پہنچنا ہی لگیں مسند میں اور پوشاکیں اُنکی نگاہ میں * کسو کہ - اُنھوں نے اپنا پنڈ باہر سے حتی حی حرامت کی ہی * اور میں نے بعد مرنیکے پریشانی کھینچکر - بھی خدا کے فضل و کرم سے بہت آسودہ ہوں خدا تجھکو جزائے خیر دے * صبح کو حاتم وہاں سے رخصت ہوا اور ایک جنگل میں جا پہنچا

دیوانے کو شہربدر کرو * حاتم نے عرض کی کہ ای بادشاہ عادل زمان * وای دستگیر درماندگان یہ اسرار الہی ہی * جان نثار لیے ہی اُسکو دیوانہ کہتے ہین کیا تم اتنا نہین جانتے کہ شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور یہ سوداگر ایک مرد بنجیاں تھا وہ اس خزانے کے سبب سے ایک رنج و مصیبت مین گرفتار تھا اسنے اسکو میرے کانون کہ وہ غریب عذاب سے چھوٹنے کو یہ بات مین داخل ہوئے * سوا اُسکے اگر مین دیوانہ ہوتا تو اُس پتھر کے کی کیون کر خبر رکھتاہون بادشاہ اِس سخن کو سنکر متعجب ہوا اور حاتم کو ساتھ لیکر اس سوداگر کی حویلی مین آیا پھر اُس پتھر کو کھدوایا بیشمار مال نکالا تب بادشاہ نے اُسکے چار حصے کر کر ایک اُسکے لڑکون کے حوالے کیا اور تین حصے حاتم کو دیکر کہا کہ ای عزیز * تو مرد بادیانت اور شخص با امانت ہی * اِس حرام زر کو اپنے ہی ہاتھ سے راہ مولا مین خرچ کر * حاتم نے تھوڑے دنون مین اُس خزانے کو خرچ کر ڈالا * بھوکھون کو کھانا کھلایا ننگون کو کپڑا پہنایا * محتاجون کو اتنے روپیے دیئے کہ وہ مالامال ہو گئے پھر بادشاہ سے رخصت ہو کر شہر عادل آباد مین آیا * اپنے قبیلے سے ملا اور لڑکا تو،

بیچہ بہت سا مال و جواہر گڑا ہی * لیکن اُسے کوئی نہیں جانتا اُس جگہہ کو کہودو اور جس قدر زر و جواہر اُس میں سے نکلے اُسکے چار حصے کرو * ایک حصے تم لو اور بس کر کے خدا کی راہ میں خرچ کرو یہہ کہکر پھر اُسنے جو ماجرا وادی دکھاتا تھا سو ... ار اسد ا ما ا بہا اُن کر سا ... سوال ظاہر کیا کہیں اُس ... سے ... نے جنگل میں گیا تھا وہاں یہہ تماشا دیکھا * نہیں تو مجھے کیا کام تھا جو میں اُدھر جاتا اور اُدھر جاسوس کر آیا ... اُنھوں نے کہا کہ یہہ خرکت ... بادشاہ کے خرکانے کیو نکر کر ... آخر کار ... اُسکو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ ... اُسے پوچھکر ای شخص کیا دیکھا ہی تو سچ کہہ * اُسنے کہا جہاں ساہ میں ... یوسف سوداگر کو اِسطرح دیکھا ہی اور یہہ پیغام اُسنے میرے ہاتھ بھیجا ہی * اس بات کو سنکر وہ بھی ... اور کہنے لگا کہ کیا کوئی میرے شہر میں ... لیے کو حکم نہیں ملا تو تو یہاں آیا * تو تو اچھا جاسادیو ... جا اپنی ... لے * کیونکہ اُسے مرے ہو برس ہوئے ... سے ملاقات کیونکر کی * ای ... روقوف کہیں مردے بھی کسی سے ملاقات کرے ... تو ہمیں جو اُسنے ... بیچ کی * اور یہہ ... کہاں سیکھی اور ... ہی کوئی اس

اُس سے مرد رخصت ہوا بعد تھوڑے دنوں کے شہر چین مین
جا پہنچا * اور وہانکے رہنے والون سے پوچھنے لگا کہ اِس شہر
مین سوداگرون کا محلہ کہان ہی * غرض پوچھتے پوچھتے وہان جا
پہنچا اور کہنے لگا کہ اِس محلے میں یوسف سوداگر کی حویلی کون
سی ہی * اور اُسکی آل اولاد مین سے بھی کوئی ہی * لوگ
دوڑے اور اُسکے بیٹون کو خبر کی کہ ایک مسافر کہین سے
آیا ہی اور تمکو بلاتا ہی * وے اِس بات کو سنکر دوڑتے ہوئے
حاتم کے پاس آئے * اُسنے کہا کہ اے لڑکو مجھے تمہارے باپ نے
بھیجا ہی * اور یہہ پیغام دیا ہی اِس سخن کے سنتے ہی
وے لوگ بہت ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے مسافر معلوم ہوا
کہ تو دیوانہ ہی * جو ایسی واہیات بکتا ہی اُسکو تو
ایک مدت ہوئی کہ وہ مرگیا اور ہم اِس بات پر مرتے ہین
کہ اُس نے تیرے ہاتھہ یہہ پیغام کیونکر بھیجا * حاتم نے کہا کہ
اے یارو * مین نجانتا تھا کہ شہر چین مین یوسف سوداگر کی
حویلی سوداگرون کے محلے مین ہی * اور سوا اِسکے اُسنے
ایک بتا اور بھی دیا ہی * اگر تم اُسے سنو تو وہ بھی کہون
اُنھوننے کہا کہ بہت بہتر * حاتم نے کہا کہ فلانے حجرہ مین جو
خاص اُسکے سونے کی جگہہ تھی اُسکے پاس فلانا درخت ہی

مار ڈالتا تھا * بارے خدا کے فضل سے یہ بلاے عظیم ہمارے سر سے ٹلی * بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ای شخص * یہ لڑکی میں نے تجھی کو دی اور یہی میرا قول تھا * لازم ہی کہ تو بھی قبول کر * حاتم نے کہا کہ ایک شرط سے میں جہاں چاہوں وہاں اُسکو لیجاؤں کوئی میرا مزاحم نہو * اُسنے کہا بہت اچھا بات میں مختار ہی جدھر چاہے ادھر لیجا * حاتم نے بھی اُس شخص کو مانا * پھر اُسی گھڑی اُسکے باپ نے اُسی گھڑی رسوم کے موافق اُسکا نکاح اُسکے ساتھ پڑھوا کر اُسکا ہاتھ حاتم کے ہاتھ میں پکڑا دیا حاتم اُس شہر میں ایک رات اُس جگہہ اُسکے ساتھ عیش عشرت میں گذاری صبح اُس عورت کو مست رہا ... حاتم نے اُسے کہا کہ اب تو مجھکو رخصت دے اور ایک بات میری سن کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں اور یہ نطفہ طی کے قبیلے سے ہی * اگر لڑکا ہو وے اور یمن کے جانے کا شوق رکھے * تو تو اُسکو اُس پتے سے یمن بھجوا دینا * اور اگر لڑکی ہوئی تو کسی مرد نیک صیرت نیک خصلت سے منسوب کر دینا * اگر میں ہوشیار ہونگا تو ایک بار تیرے پاس پھر آؤنگا لڑکے کو بھی خبر لونگا * اس ڈھب کی دو چار باتیں کر کے وہ

مہین تو ہمیشہ بھاری ہی رہتا تھا * پھر وائی حاتم سے پوچھنے لگی
کہ ای جوان تو نے یہان کیا دیکھا اور تیرا جی کیونکر بچا حاتم نے
کہا کہ مین تہمین اسا ... ہرگز آگاہ نکرونگا پھر اُ... کہا ...
... کہونگا اتنے مین نور کا تڑکا ہوا اور صبح کا تارا چمکا کہ بادشاہ
آیا اور حاتم سے پوچھنے لگا کہ ای ... تو کیونکر جیتا بچا *
حاتم نے کہا کہ جب ... پھر رات ... گئی ... آپ کی لڑکی دیوانی
ہوسی اور کلمہ واہی تباہی بکنے لگی اور ... کو نکالتی
ہوئی میرے طرف ... دوڑی اور کہنے لگی کہ ای نامحرم * تو نے
اتنا مقدور کہان ... پیدا کیا جو ... دھڑک ... میری حویلی
مین آیا * خیر اگر ... آیا ہی تو ہمارے سوالکے جواب ... دے
آخر کار اُس نے تین سوال مجھسے ... کیئے مین نے خدا کے وفضل
سے اُن تینونکے جواب ... بخوبی دیئے * اسکے ... بار ... کے جیتے ہی
وہ تھرتھرائی اور کرسی ... گرپڑی ... بیہوش ہوگئی * پھر
ایک سانپ ... اُسکے پہلو ... نکل کر مجھپر لپکا * مین نے اُسکو
مار کر اُسی انگنائی مین گاڑ دیا ہی * باور نہ ہو تو دیکھ لو پھر
وہ لڑکی ہوش مین ائی اور حیا ... کر ... گی * بادشاہ نے
پوچھا کہ ای جوانمرد * یہہ کیا اسرار تھا * حاتم بولا کہ ایک ...
جن اس لڑکی پر عاشق تھا کہ سانپ بنکر ہر ایک ... مسلمانکو

اس سخن کو سنکر اُس لڑکی نے آنکھیں نیچے کر لیں اور
کانپنے لگی * آخر کرسی سے جا کے پر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی
کہ اتنے میں ایک کالا سانپ بہادر ہیبت ناک وہاں نظر آیا
اور پھن پھیلا کر حاتم کی طرف لپکا * حاتم جی میں کہنے لگا کہ اگر اِسکو
مارتا ہوں تو اللہ داد ہمدرد ٹھہرتا ہوں اور اگر نہیں مارتا تو یہ مجھکو
نہیں چھوڑتا * یہ دل میں سمجھکر مہرہ جو ریچھ کی ماں نے دیا
تھا پگڑی سے کھول کر اپنے منہ میں رکھ لیا اور اس سانپ
کو ہاتھ سے پکڑ ایک ہانڈی میں بند کر پھر سکر کمرے سے نکال
آنگنائی میں قد آدم گڑھا کھود کے گاڑ دیا اور آپ تخت پر
جا بیٹھا پہر ایک کو لڑکی ہوش میں آئی اور اپنے منہ پر
نقاب لٹکا کر کہنے لگی کہ اے نامحرم * تو کون ہے اور اس تخت
پر کس واسطے بیٹھا ہے * حاتم نے کہا اے ماں * تو اپنے
حرم میں مجھکو بھول گئی * میں وہی ہوں کہ کل میرے باپ
کے نوکر مجھے ناحق ہاتھوں ہاتھ یہاں لے آئے تھے * اسبات کے
سنتے ہی اُسنے اپنی دائی اور خواصوں کو پکارا اور کہا کہ
ہے کہ یہ مسافر آج جاتا ہے دائی نے کہا کہ خدا کریم ہے * اُسنے
اس کو اپنی حفاظت میں رکھو * ارے یہ ایسا احوال کہو کیا
کہی ہو * اُسنے کہا کہ کچھ آج ایسا دن ہمیں ہلکا معلوم ہوتا ہے

سے دور ہے دائی نے کہا کہ ای جوان * معلوم ہوا کہ اسکا
کام کا سرانجام تجھسے ہوگا کیونکہ توحق سمجھتا ہی * اتنے
مین رات ہو گئی اور پہر آیا وہ دائی ماما چھوچھو لونڈی
غلام نوکر چاکر محل سے باہر گئے اور دروازے کو بخوبی تمام
بند کر دیا * بعد پہر رات کے وہ لڑکی دیوانون کی طرح سے
کودنے لگی اور سخن بیہودہ زبان پر لائی * پھر حاتم کی
طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی کہ ای جوان * تجھکو اپنی جان
کا خطرہ نہ تھا جو نامحرم ہو کر یہان تک چلا آیا * خیر اگر آیا
ہی تو اب ہمارے سوالونکے جواب دے * حاتم نے
کہا کہ کیا سوال رکھتی ہی کہہ * اُسنے کہا پہلا سوال یہہ
ہے میرا کہ وہ قطرہ کونسا ہی جو جاندار پیدا ہوتا ہی حاتم
نے بعد تامل کے جواب دیا کہ وہ قطرہ دریای اسرار ازل کا
ہے یعنی نطفہ کہ جاندار پیدا ہوتا ہے * پھر حاتم نے کہا کہ
دوسرا سوال کہہ * اُسنے کہا وہ کونسا میوہ ہی جو سب
میوون سے زیادہ میٹھا ہے حاتم نے کہا کہ وہ فرزند ہی کہ سب
میوون سے شیرین تر ہی * پھر اُسنے تیسرا سوال پوچھا * بولی
کہ وہ کیا چیز ہی جو ہر کسی کو دیکھائی دیتی ہے * حاتم اسبات کے
سنتے ہی کہا کہ ای بی بی * وہ موت ہے کہ کسی کو نہیں چھوڑتی *

سولی دیا جایگا * دائی نے کہا ای جان مادر * افسوس تیرے
حالت پر معلوم ہوتے ہیں * ہم کیا کہیں اور کس طرح
و عمدہ تیرے ہاتھہ سے مارے گئے جو اُنکا لہو
گردن پر رہیگا اور قسمت تیری ہر چند ایسی نیک نہیں
لیکن اغلب ہی کہ کام میرا اسکے ہاتھہ سے نکلے * اتنے میں حاتم نے
کہا کہ بھلا میں بھی سنوں کہ وہ کونسا کام ہی کہ جسکے واسطے
اتنے مسافر مارے گئے ہیں * اتنے میں دائی نے کہا ای
جوان جو سر روز رات ہوتی ہی تب یہ لڑکی جسم جلی
و نوائی ہو جاتی ہی اور پاس لا یعنی کہتی ہی اور سوال کرتی
ہی جو مسافر اُسکا جواب نہیں دیتے کا ہی * اسکو یہہ
آپ ہی مار ڈالتی ہی یا سولی دلواتی ہی * اُس وقت میں
اسکے پاس نہیں ہوتی * غرض اسکی یہی اوقات اور حالات
ہی * حاتم نے تراپ ہی میں کہا کہ دیکھئے اب مجھے یہاں موت
لائی ہی یا حیات اتنے میں دائی مادر چلی جا کر میں گئی اور
کھانا لا کر کہنے لگی کہ ای مسافر اجل گرفتہ * کچھ اس میں سے
کھا * اُسنے کہا کہ کھانا میں تب کھاؤنگا کہ اُسکا کام انجام کو
پہنچاؤنگا ہ اب یہہ کھانا مجھپر حرام ہی لیکن یہہ دستی کا ہی
کھانا کھاتا نہیں اور یہہ بات عقل مندوں اور جوانمردوں

روشن رہے * اس کلام کو سنکر بادشاہ نے رو دیا اور کہا
کہ کیا کروں یہاں ایک بلا نازل ہوئی ہے * پہلے اس شہر کا
نام عدل آباد تھا * اب اس کم بخت لڑکی کے ظلم سے
بیداد نگر مشہور ہے * ایک مدت سے یہاں مسافر مارے
جاتے ہیں * خون اُنکا میری گردن پر ہے * حاتم نے کہا کہ
پھر تو اُسکو مار کیوں نہیں ڈالتا * وہ بولا کہ آج تک کوئی نر
بھی اپنے لڑکے کو بالکل مار سکا ہے جو میں اس لڑکی کو ماروں
اس سخن کو سنکر حاتم آب دیدہ ہوا اور کہنے لگا کہ لاچار ہے
تو کچھ بس نہیں تیرا * خدا کریم ہے اس بوجھ کو تیری گردن
سے دور کریگا * پھر وہ ہمیں حاتم کو محل میں لے گئے اور
لڑکی کو آراستہ کر کے اُسکے پاس بٹھلا دیا * حاتم نے
اُسے دیکھتے ہی اپنے دل میں کہا کہ اس پریزاد کے برابر
اس جہان میں کوئی حور صورت وحسین نہیں اور اُسکا بھی
پردہ حجاب اُٹھ گیا حاتم کی تعظیم کی مانند اُس کے حسن خدا
داد پر عاشق ہو گئی اور ایک تخت مرصع پر بٹھلا کر آپ
ایک کرسی زرین پر بیٹھی اور دائی کو بلوا کر کہنے لگی کہ اے
مادر مہربان * آج میں اس مسافر پر عاشق و مبتلا ہوں اور
مجھے بھی بزرگ زادہ معلوم ہوتا ہے * حیف ہے کہ صبح کو یہ بھی

وجواب کر * پھر جہاں جانا ہو وہاں جا * حاتم نے اُس سے کہا
کہ یہہ کیا دستور ہی تمھارے شہر کا بھائی * مسافروں کو تو
ہر ایک شخص آرام دیتا ہی اور تم لوگ کیسے ہو جو دکھ
دیتے ہو * دربانوں نے کہا کہ ای مسافر یہہ رسم اس شہر کی جب سے
رہ گئی ہی * اِس لیئے کہ یہاں کے بادشاہ کی ایک لڑکی
ہی * کہ اُنکے روبرو مسافر کو لے جاتے ہیں اور وہ
اُس سے ایک سوال کرتی ہی * وہ جواب نہیں دے سکتا
آخر صبح کے وقت اُسے سولی دیتے ہیں * اسی واسطے
اس شہر کا نام بیداد نگر رکھا ہی کیونکہ یہاں کوئی مسافر
جیتا نہیں بچتا * آخر حاتم اُن لوگوں کے ساتھ ہو کر لاچاری بادشاہ
کے پاس گیا اور جی میں یہی کہتا تھا کہ دیکھیے وہ کیا پوچھتا ہی *
جب یہہ اُنکے سامنے گیا * اُسنے اس سے پوچھا کہ تو
کون ہی * کہاں سے آتا ہی اور کیا نام رکھتا ہی * اُسنے
کہا کہ میں یمن کا آدمی ہوں اور ارادہ چین کے جانے کا رکھتا
ہوں * میرے نام سے تمھیں کیا کام ہی اور کہا کہ ای بادشاہ
سوا تیرے شہر کے کوئی مسافروں کو دکھ نہیں دیتا بلکہ ہر ایک
اپنے حوصلے کے موافق مہمانی کرتا ہی * اسواسطے کہ بھلا
کہلائے اور نام اسکا ساتھ نیکی کے تمام عالم میں تا قیامت کے

نہ مکان ہے نہ وہ پانی ہے نہ وہ باغ مگر ایک صحرا بے وسیع نظر
آتا ہے اور اُس میں ہزاروں آدمی ہیں بعضے قریب مرنے کے
پہنچے ہیں اور بعضے سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں اور وہ مسافر
بھی اُنھیں میں کھڑا ہے * حاتم اُسکے پاس جا کر پوچھنے لگا
کہ اے بھائی تجھے یہاں کون لایا ہے اُسنے کہا کہ مجھے ایک سانپ
لا کر یہاں چھوڑ گیا ہے اور اب معلوم نہیں کیا ہوا اور
لوگوں نے بھی کہا کہ ہم کو بھی وہی لایا ہے پر یہہ تو فرمائیے
کہ آپ کیونکر تشریف لائے ہیں * تب حاتم نے اُس طلسم کا تمام
ماجرا بخوبی اُنکے سامھنے بیان کیا اور کہا کہ تم اب اپنے اپنے گھر
جاؤ میں نے تمہارے دشمن کو مارا * وے کہنے لگے کہ بندہ
پرور * ہم قیدیوں میں سے کتنے ہی مارے بھوکھ اور پیاس کے
مر گئے اور کتنے ہیں قریب ہلاکت کے پہنچے حق تعالی تمکو
اِسکی جزا بخیر دے کہ ہم تمہاری دستگیری سے اِس
موذی کے چنگل سے نکلے یہہ کہکر وے سب اپنے اپنے
گھر گئے اور حاتم اُنسے رخصت ہو کر چین کی طرف روانہ ہوا
بعد چند روز کے ایک شہر عالیشان کے دروازے پر جا پہنچا
اور قصد اندر جانے کا کیا * دربانوں نے روکا کہ کہاں
جاتا ہے * پہلے بادشاہ کے پاس چل اور اُس سے سوال

دیوچونک پڑا اور پکارا کہ ای عزیز کیا کرتا ہی یہ میرا ایک
ہی چھوڑ دے حاتم نے کہا کہ جب تک یہ مسافر کو چھوڑ نگا
نہ تب میں اسے چھوڑ نگا یہ بات سنکر دیو نے صاحب
سے کہا کہ جو دل یہ کوئی پڑا ہی رہ بردہ معلوم ہوتا ہی
حالت ہی کہ ہی ہمارے طلسم کو توڑے اور میرے منہ
میں بیٹھے حاتم یہ بات سنتے ہی صاحب کے پیٹ میں گھس گیا
کیا دیکھتا ہی کہ ایک اندھیرا گھر ہی اور صاحب کا کچھ نشان
نہیں معلوم ہوتا کہ کہاں ہی یہ حیران ہوا ادھر ادھر پھر رہا تھا کہ
اتنے میں ایک آواز اسکے کانمیں آئی اور صاحب کی پڑی کہ
ای حاتم * جو چیز اس اندھیرے گھر میں تیرے ہاتھ لگے تو
اسکو اپنے خنجر سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس طلسم
سے نکلیو نکلے * نہیں تو تا قیامت یہی اندھیرا گھر ہی * اتنی بات کے
سنتے ہی وہ ہر ایک طرف ہاتھ بڑھا کر ٹٹولنے لگا کہ اتنے میں
ایک چیز گائے کے دل کی صورت اسکے ہاتھ لگی وہ نہیں
اسے خنجر سے اُس کو چیر پھاڑ ڈالی الغرض ایک
چشمہ دریا سے زیادہ لہریں لیتا ہوا پیدا ہوا اور حاتم غوطے
کھانے لگا * بعد دو تین غوطوں کے تاب انکار میں کی نہ ر
ہا بیچا اور اسنے آنکھیں کھول کر جو دیکھا تو نہ وہ مکان ہی

احوال کو اپنی آنکھون سے دیکھے اور اُسکی داد کو پہنچیے پرس خدا کو کیا جواب دیگا اور نام تیرا دنیا مین کیا جاکر رہیگا * یہہ کہا اور کوے مین کود پڑا تھوڑی دور چلا گیا جب زمین پر اُسکا پاؤن لگا تب آنکھیں کھولکر دیکھا تو نہ وہ چاہ ہی اور نہ وہ پانی ایک میدان وسیع نہایت خوش قطع درختون سے ہرا بھرا لہلہاتا نظر پڑا اور اُن درختو سے ایک محل ستہرا سا جھمکتا دیکھائی دیا یہہ اُسکی طرف چلا اور دل مین کہتا تھا کہ مسافر کو وہ کہان لے گیا اور یہہ محل کہان سے پیدا ہوا اسی سوچ مین اُس حویلی کے پاس جا پہنچا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایوان پاکیزہ اور بیٹھکین آراستہ جابجا تیار ہیں * ایک مکان مین بلور کا تخت بچھا ہی اور اُسکے نیچے ایک مرد دراز ندرخت کی مانند سوتا ہی * دیکھہ کر اُسکو وہان گیا اور کہا تب ایک آگے جاکر دیکھئے کہ یہہ کون ہی جب نزدیک پہنچا تب اُسکے سرہانے کھڑا ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ جب یہہ اُٹھیگا تب اُس سے احوال پوچھونگا اتنے مین وہی مسافر باغ مین کسی جگہہ چھوڑکر حاتم کی طرف لپکا حاتم مسافر کے بارے مین غصہ مین بھرا ہوا تھا * دونو ہاتھہ سے اُسکو پکڑکر ایسا دبایا کہ وہ چلا نے لگا اُسکے شور سے

طرح راہ دیکھ رہی اُمید ہی کہ میری توجہ سے میں بھی کام
پاؤں اور یہ ہم شکل اُٹھاؤں * حاتم نے یہ سنکر کہا کہ
ای عزیز * اگر میں تیرا کام بخوبی نہ کر دوں اور اس
دریا کو نہ پہنچوں تو طی کے نطفے سے پیدا ہوا نہوں غرض
حاتم رات وہیں رہا اور دیکھا کہ وے سب عیش
و عشرت میں مگن اور یہہ رنج و بیداری میں جب صبح ہوئی ٥
شہزادی اپنے مکانوں میں گئی اور حاتم اُس کی طرف روانہ
ہوا * بعد ایک مدت کے منزلیں طی کرتا ہوا آدمیں اُٹھاتا
ایک مکاں پر جا پہنچا * کیا دیکھتا ہی کہ ایک شخص کوئے پر
کھڑا پانی بھرتا ہی * اسنے اپنے تئیں اُسکے پاس پہنچایا اور
چاہا کہ اُسکے ہاتھ سے ڈول لیکر پانی پیئے کہ اتنے میں ایک سانپ
نے ہاتھی کی سونڈ کی مانند منہ نکالا اور اس شخص کی کمر
پکڑ کر کوئیں میں کھینچ لیا اس واردات کو دیکھ کر حاتم ہاتھ
مل کر کہنے لگا کہ ای موذی * یہ کیا کیا بولے ٥ جو اس
غریب پردیسی کو لے گیا * وہاں اُسکے بال بچے یہ اُمید
رکھتے ہونگے کہ باباجان کچھ خرچ بھیجینگے یا آپ ہی لے آ تر
ہونگے * بولے ہاں اس کو جانی ہی سے کہتا * یہ سمجھکر پھر
اپنے جی میں کہنے لگا کہ ای حاتم * افسوس ہی کہ جو اس

بابا اور مین اپنی بخیلی کے باعث اس بلا مین مبتلا ہوا *
وطن میرا چین ہی اور اولاد میری خراب احوال ہوکر در بدر کو
محتاج بھیکھ مانگتی پھرتی ہی اور ایک درخت کہ پاس میرے
حجرے کے پاس بہت سا مال و جواہر گڑا ہی پہہ میرے
ظالعونکی شومی ہی کہ جنت نو کر میری مدتون سے بیٹھے ہوئے
شیر برنج اور ٹھنڈا پانی نوش کرتے ہیں اور حلے بہشت کے
پہنتے ہیں اور مین اس جگہ حالی مین گرفتار ہون حق تو یہہ ہی
کہ اپنے کیئے کی سزا پاتا ہون حاتم نے کہا کہ کوئی طریقہ تیری
نجات کا ہی اُسنے کہا کہ مین تو ایک مدت سے آہ و زاری
کرتا ہون پر کوئی میری داد کو نہین پہنچتا مگر آجکی رات تو آیا ہی
اگر تجھکو خدا توفیق دے تو تو شہر چین مین جا حویلی میری
سوداگرون کے محلے مین ہی اور یوسف سوداگر نام مشہور ہی *
وہان جاکر محلے والون سے احوال میرا کہہ اغلب ہی کہ میرے
لڑکے بالے تیرے پاس آوین * چاہئے کہ یہہ ماجرا اُنسے
بالمشافہ بیان کرے تو بعد اُسکے فلانی جاگھہ میرا مال و جواہر
دفن و پوشیدہ گڑا ہی اُسکو نکال کر چار حصہ کر کے ایک
حصہ اُسمین سے میرے فرزندونکو دے اور تین حصے خدا
کی راہ مین خرچ کرے بھوکھونکو کھلا ننگون کو کپڑے * نادارونکو

غرض روتا ہوا اُسکو ہرکار دودھ خاک پر ستمار ہرمار کر
اُسنے کہا کہ ہم اِس راز سے آگاہ نہیں * تو اُسی
سے پوچھو * حاتم وہاں سے اُٹھکر اُسکے پاس
گیا اور کہنے لگا کہ ای عزیز * تو نے ایسا کیا گناہ
کیا ہی جو اِس عذاب میں گرفتار ہوا ہی برائے خدا مجھ
تو کہہ * وہ اِس بات کے سنتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر
لایا اور کہنے لگا کہ ای جوان مرد تو سن رکھ * میں اِنہیں
لوگوں کا سردار ہوں اور میرا نام توبہ سوداگر ہی *
سوداگری کے واسطے شہر خارزم کو جاتا تھا اور معمول
میں ایسا تھا کہ کبھی خدا کی راہ کو آئی پیسا دانا پانی کبھی
لیا آپ دیا نہ کسی کو دینے دیا اور اگر کوئی نوکر چاکر میری
چوری سے کسی کو دیتا اور مجھے معلوم ہو تا تو اُسے منع کرتا
کہ اپنا مال کیوں کھوتا ہی بلکہ اکثر غلاموں کو جرائے کر کر
پر مارتا * وے کہتے کہ ہم خدا کے واسطے دیتے ہیں کہ یہ
ہماری حاجت میں کام آویگا * میں اُنپر ہنستا تھا غرض وے
جب اِس آدھ پ کی نصیحت کرتے تو میں کان دھرتا اور
مطلق نہ مانتا کہ ایکدن چور آپڑے ہم سبھوں کو لوٹ مارا *
نہیں کا تر دیا اُسکو خبر ہے اپنی سخاوت کے ایسا مرنے

خدا کا * میں اپنی منزل مقصود کو پہنچا * اتنے میں بہت سے خوان
غیب سے اُن بزرگوں کے آگے آئے اور اُس ہر ایک خوان
میں ایک ایک پیالا کھیر کا اور ایک ایک کوزہ پانی کا تھا اور
ایک خوان اُن خوانوں سے جدا اُنھوں نے کھانا کھاتے
ہوئے آپس میں کہا کہ اے عزیزو * آج کی رات ایک مسافر
ہمارے یہاں مہمان آیا ہے * اُسکو لے آؤ کہ یہہ خوان
واسطے اُسی شخص کا ہے * غرض ایک شخص اُٹھا اور
حاتم کو لاکر ایک مسند پر بٹھایا * خوان اُسکے آگے رکھ دیا *
حاتم نے اُس شخص کی طرف دیکھا جو اُن لوگوں سے دور
مصلا کو جانماز میں پر بیٹھا سر مار رہا تھا اور ایک خوان بھی
اُسکے آگے دھرا تھا پر اُس میں ایک پیالا تھوہر کے دودھ
اور سنگ ریزوں سے بھرا ہوا اور کوزے میں بجائے پانی
کے پیپ * وہ اُس حالت کو دیکھ کر حاتم سر جھکا کے
کھانا کھانے لگا اور اُسکی طرف دیکھنے * اتنے میں سب کے
کھانا کھا چکے خوان خالی اُٹھا لئے تب حاتم نے مستفسر ہو کر
اُنسے کہا کہ میں کچھ آپ سے عرض رکھتا ہوں اگر حکم ہو تو
کروں * اُنھوں نے کہا کہو وہ بولا یہہ کیا کہ تم سب دوں
بعزت و وقار سے بیٹھے ہو اور ایک نے کھانا لذیذ کھاؤ اور

ہوئی تب وہی آواز پھر آئی * وہ اُسکے سبب سے ہی اُس
طرف کو روانہ ہوا اور کئی دن چلا گیا * کہ ایک دن سامنے
سے ایک تنہا نظر آیا اور پیچھے اُسکے قریب پانچ چھ سو سوار
دھاوے کے دوگالی دیتے کر چلے آتے ہیں پھر اُسنے جو
خوب سا غور کر کے دیکھا تو وہ سوار ہی نہ تھا * ایک
سرسام ہی سب حاتم نے اپنے دل میں کہا کہ یہ مزار
صاحب کمالوں کا ہی اور یہ آواز بھی شاید یہاں سے
آتی ہی یہیں بیٹھنا چاہیئے * اتنے میں رات ہوئی * وہ
آواز پھر آئی * حاتم یاد خدا میں مشغول تھا جب پہر رات
گئی تب ہر ایک قبر سے ہر ایک شخص پر رنگ صورت
نکلا * قبر سے باہر آیا اور پاکیزہ بچھا کر نورانی جلسے اس اپنی
اپنی مسند پر بیٹھے اتنے میں ایک شخص کالا سیاہ گندے
کپڑے خاک آلودہ پہنے برہنہ پا کسی تونی گور سے نکلا
اور خاک ہی پر بیٹھ گیا * وے برسر مسند نشین دھوئے
پساکیئے * نہ اسکی طرف کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھا * نہ کسی
نے ایک پیالہ دھوئے کا دیا * اُسنے ایک آہ کھینچکر
با آواز بلند کہا کہ آہ یہ کیا وہ کام میں نے جو آج کی رات کام
آتا میرے * حاتم نے اس آواز کے سنتے ہی کہا کہ احسان

ہی صورت دیکھی کسی دوسرے کو نہ دیکھتے۔ غصے سے
یہاں تک اپنا دم بند کر رہے تھے پھول کر پھٹتے جاوے
اِس سخن کے سنتے ہی اُنھوں نے اپنا اپنا مقدور
کے موافق ٹھہرایا طرح کا زر و جواہر اُسکے آگے لا رکھا
اور ہاتھ باندھ باندھ کر بہت سی زاری کی کہا کہ اِسکو قبول
کرو تو ہماری تسکین ہو اُسنے کہا صاحبو* مین نے کچھ
اِس زر و جواہر کا لالچ کر کے یہہ کام نہیں کیا* مین تو برائے
خدا ایسی صورتوں سے کام کرتا ہون اور ایک مدت سے
اِسی کام پر کمر باندھے مستعد رہتا ہون پھر اُنھوں نے پوچھا کہ
حضرت سلامت* آپکا آنا اِس طرف کیونکر ہوا* وہ
کہنے لگا آج روز جمعہ ہے اور مین نے یون سنا ہے کہ ایک
آواز اِس شہر جنگل کی طرف سے اِس دشت کی آتی ہے
کہ نہ کیا وہ کام میں نے جو آج کی رات کام آتا میرے*
اِس بات کے تحقیق کرنے کو اپنے شہر سے نکلا اور
یہان تک آ پہنچا ہون* اب چلا جاؤنگا رئیسون نے کہا کہ
صاحب* میں ایک مدت سے اِس آواز کو یون نہیں سنتا
ہون پر یہہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کسکی آواز ہے اور کہان سے
آتی ہے* حاتم اُس روز تمام دن وہیں رہا جب رات

بھوتری دیر کے حلقہ مانند گنبد کے پیدا ہوا * اس صورت
سے کہ نہ ہاتھ نہ پاؤں نہ بدن میں ہیں اور لوٹتا چلا
آتا ہی دھواں اور شعلہ اُسکے منہ سے نکلتا ہی * رہنے
والے اُس گاؤں کے کوس دو کوس کے اطراف سے
گھر بار چھوڑ کے بھی ڈرے اور بھاگے مگر حاتم نے
جو دیکھا کہ وہ آہی پہنچا * دورا اُس چادر کو اُسکے اوپر
سے اُتار ڈالا * اس پر ایسی صورت اُس میں جو دیکھی
تو دم بخود ہو کر اسکا نعرہ مار کر تمام زمین اُس گاؤں کی اور
جنگل کی ہل گئی اور حاتم بیہوش ہو گئی * اور اُسے یہاں
تک دم گھٹا کہ مانند بہت گیا ایک ویسی ہی آواز
ہولناک سامان میں بھر پیدا ہوئی کہ رہنے سے بھی بے
ہوش ہو گئی ایک دم کے جو ہوش میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حلقہ
ہوا ہو گیا اور تمام جنگل اُسکے شکم کی آلائش سے بھر
گیا ہی مانند ایک دریائے نیل کا بہتا ہی سب رئیس اور
ایک کا بیٹا دوڑ کے بہت شتابی حاتم کے پاؤں پر گر پڑے
اور پوچھنے لگے کہ ای جوان مرد تو کیونکر اُسکے ہاتھ سے
بچا اور وہ کس صورت سے مارا پڑا اُنسے کہا کہ اُسکا
ناجم جانور ہی وہ کسی سے نہ مارا جاتا مگر یہی سبب تھا کہ ایسی

ہی صورت دیکھہ کسی دوسرے کو نہ دیکھے۔ غرض یہانتک انسان دم بند کرکے پہول کر پہٹے جاوے اِس سخن کے سنتے ہی اُنہوں نے اپنے مقدور کے موافق ٹہرایا اور طرح کا زروجواہر اُسکے آگے لا رکھا اور ہاتھہ باندھکر بہت زاری کہا کہ اِسکو قبول کرو تو ہماری تسکین ہو اُسنے کہا صاحبو میں نے کچھہ اِس زروجواہر کا لالچ کرکے یہہ کام نہیں کیا میں تو برائے خدا ایسی صورتوں کے کام کرتا ہوں اور ایک مدت سے اِسی کام پر کمر باندھے مستعد رہتا ہوں پھر اُنھوں نے پوچھا کہ حضرت سلامت آپکا آنا ادھر کیونکر ہوا وہ کہنے لگا آج روز جمعہ ہے اور میں نے یونسے سنا ہے کہ ایک آواز اِس شہر جنگل کی طرف سے اِس ڈھب کی آتی ہے کہ نہ کیا وہ کام میں نے جو آج کی رات کام آتا میرے اِس بارے میں تحقیق کرنیکو اپنے شہر سے نکلا اور یہانتک آ پہنچا ہوں اب چلا جاؤنگا رئیسوں نے کہا کہ صاحب میں ایک مدت سے اِس آواز کو یونہیں سنتا ہوں پر یہہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کسکی آواز ہے اور کہانسے آتی ہے حاتم اُس روز تمام دن وہیں رہا جب رات

صورت دیو کے حلوہ نا سد گنبد کے موجود ہوا * اِس صورت
سے کہ دو ہاتھ دو پاؤں تو بدن میں ہیں اور لوٹ ساجاتا
آتا ہی دھواں اور شعلہ اُسکے منہہ سے نکلتا ہی * رہنے
والے اُس گاؤں کے کوس دو کوس کے فاصلے سے
کھڑے ہو دیکھنے لگے تھرتھرانے اور بھاگے مگر حاتم نے
جو دیکھا کہ وہ آہی پہنچا * تو اُس چادر کو اُسکے اوپر
سے اُٹھادیا * اُسنے اپنی صورت اُس میں جو دیکھی
تو دم بخود ہو کر ایسا نعرہ مارا کہ تمام زمین اُس گاؤں کی اور
جنگل کی ہل گئی اور حلوہ بے ہوش ہو گئی * اور اُسکے بہان
کے دم گھٹا کہ ناسد پھٹ گیا ایک ویسی ہی آواز
ہوا ایک بیابان میں پھر پیدا ہوئی کہ رہنے سے بھی بے
ہوش ہو گئی بعد دیر کے جو ہوش میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حلوہ
ہوا ہی اور تمام جنگل اُسکے شکم کی آلائش سے بھر
گیا ہی بلکہ ایک دریا سیاہ پانی کا بہتا ہی رئیس اور
اُسکا بیٹا دونوں رعیت سمیت حاتم کے پاؤں پر گر پڑے
اور رو رو کہنے لگے کہ اَی جوان مرد تو کون ہے کہ اُسکے ہاتھ سے
بچا اور وہ کس صورت سے مارا گیا اُسنے کہا کہ اُسکا
نام حلوہ ہی وہ کسی شے سے مارا جاتا مگر یہی ڈھب تھا کہ اپنی

چادر سفید کوئی لاوے کہ جس سے اُسکی پوشش ہو * وہ
اُسی گھڑی چادر بھی لے آیے اور اُس آئینہ کو ڈھانپ دیا
حاتم نے پھر اُنکو کہا کہ ای یارو * اب تم اپنے اپنے گھر کا
رستہ پکڑو اور خاطر جمع سے بیٹھے رہو اگر کبھو کچھ بھی تماشا
دیکھنے کو چاہتا ہو وہ میرے ساتھ رہے کسی نے جواب نہ دیا
مگر اُس رئیس کے بیٹے نے کہا کہ مین تمہارے پاس رہونگا
تب اُسکے باپ نے کہا کہ ای جان پدر * ایسا قہر مت کر
کیونکہ مین نے تیرے واسطے اِتنے روپیہ خرچ کئے اور
تو ہی اُسکے آگے جاتا ہی وہ بولا کہ بابا جان * تم نے تو
مجھکو اُسکا نوالا آگے ہی مقرر کیا تھا اب کیا ہی خوب ہے ارشاد
کرتے ہو میری رضامندی اِسی مین ہی کہ مین اِس جوان
کے ساتھ جاؤن * کیونکہ یہہ بیچارہ مجھے اِس موذی کے
چنگل سے چھڑاتا ہی یہہ عجب مسلمان ہی کہ یہہ غریب تم
سے سوال کرنے کے واسطے جان بوجھ کر اپنے تئین اژدہے کے
منہہ مین ڈالتا ہی اور تم اُسکو تنہا چھوڑ کر جاتے ہو غرض
اُس نے ہرگز باپ کی بات نہ مانی اور بصد خوشی ہمراہی اُسکی
قبول کی جب دن آخر ہوا اور رات ہوئی تب وہ آواز
بدستور سابق اُنکے کان مین پڑی سب کے سب ڈر گئے لیکن

چار روز اُس بلا کے آنے میں باقی ہیں حاتم نے کہا کہ اُسکی
صورت کیسی ہے * اگر کسی نے دیکھی ہے تو مجھے بتلا دے
رئیس نے اُسکی صورت ریشم پر کھینچکر دکھلا دی حاتم نے
کہا کہ اُسکا نام معلوم ہے یہ کسی کی ضرب سے نہ ماری جائیگی
اور نہ کسی کی چوٹ کھائیگی ہاں اگر میرا کہا قبول کرو تو میں
تمہارا پیچھا اُس سے ٹالوں اور حسن صورت سے اسے مار دوں *
اس بات کو سنکر وہ خوش ہوا اور کہنے لگا کہ کیا ارشاد کرتے ہو
پھر اُسسے کہا کہ تیرے اس شہر میں کوئی شیشہ گر بھی ہیں * اُسنے
کہا کہ جیسے چاہیں ایسے موجود ہیں * پھر حاتم اور رئیس شیشہ
گروں کی دوکان پر گئے اور کہنے لگے کہ آج کے دن سے چار
روز کے عرصے میں ایک آئینہ دو سو گز کا لمبا اور سو گز کا چوڑا
تیار کر دو کہ یہ بلا آئے * نہیں تو تمام گاؤں کو کھا جائیگی * غرض
رئیس نے اُسی گھڑی اُنسے بڑے آئینے کے بنانے کا اسباب منگوا
دیا اور اُنھوں نے تین روز کے عرصے میں ویسا ہی آئینہ بنا دیا
پھر حاتم کو خبر پہنچائی * اُسنے کہا کہ تم سب کیا چھوٹے کیا بڑے سب
اس بستی کے جمع ہو کر ہاتھوں ہاتھ اُس آئینے کو وہاں لے
جا کر کھڑا کر دو کہ جہاں وہ بلا آتی ہے * اُنھوں نے اُسکے
کہنے کے موجب کیا * حاتم نے پھر اُنسے کہا کہ اب ایک

وہ اُسکی پاؤن پر گر پڑا اُسنے اُسکو گلے لگا لیا * پھر یہہ احوال
خبرداروں نے جاکر اُس لڑکی سے کہا اُسنے حاتم کو بلوا
بھیجا اور غار کا ماجرا پوچھا * حاتم نے جو ہوا اُسکی حقیقت سے
اُسکو آگاہ کیا اور کہا کہ ایک شرط مین تیری بجا لایا اب دوسری
کہہ اُسنے کہا کہ جمعہ کی رات کو ایک آواز آتی ہی کہ وہ کام
نہ کیا مین نے جو آج کی رات میرے کام آتا اِسکو سنکر حاتم کو
وہان سے روانہ ہوا اور سر بصحرا چلا * بعد چندروز کے وہ آواز
اُسکے کان مین پڑتی تھی اُسکے کھوج مین رات دن پھرنے لگا
کہ ناگاہ ایک گاؤن نظر آیا * لوگ وہان کے گریہ و زاری
کر رہے تھے یہہ آگے بڑھا اور اُس حالت سے پوچھنے لگا کہ تم
سب کس واسطے روتے ہو اور کیون جانین کھوتے ہو *
کسی نے کہا کہ ساتوین تاریخ ہفتہ کے دن ایک بلائے
عظیم آتی ہی اور ایک آدمی کھا جاتی ہی اگر اُس وقت کسی کو
نہ پاوے تو پھر تمام شہر کو اُجاڑ دے اب کے اِس مرتبہ رئیس
کے لڑکے کی باری ہی * اِس واسطے یہہ سب آہ و زاری
کرتے ہین * اِس سخن کو سنکر حاتم رئیس کے پاس گیا اور
اُسے دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ * تیرے بیٹے کے بدلے مین
جاؤنگا * وہ اِس حرف سے حاتم کی آفرین کرکے بولا کہ ای جوانمرد

اس طرح سے گذری صبح ہو - رہی اُنکو بھوکھ لگی * حاتم باد
کرکے کچھ نوشجان فرمایا * غرض پندرہ دور کے عرصے میں آزار
بالکل جاتا رہا چہرہ چمکنے لگا * حاتم نے بادشاہ سے کہا کہ اب
تمہاری بیٹی نے شفا پائی مجھکو رخصت کرو کہ میں اپنے کام کو
واسطے جاؤں * بادشاہ نے بہت سے روپے اشرفیاں اور بہت
سے جواہر کے خوان منگوا کر اُسکے آگے رکھے اور کہا اگرچہ
یہ تیرے لائق نہیں ہیں پر ہماری خوشی یہی ہے کہ کچھ لے *
حاتم کہا میں بیابان میں اُن کو کہاں اُٹھاؤں اور کہاں لیجاؤں * اُسنے
اپنے دونوں کو بلا کر کہا کہ یہ زر و جواہر تم اپنے سروں پر
رکھکر اُسکے ساتھ لیجاؤ حاتم اُس سے رخصت ہوا *
بعد ایک مہینے کے دونوں نے تمام اسباب سمیت اُسکو غار
پر پہنچا دیا اور آپ چلے گئے * شہر میں کہتے جاسوس کہ غار میں
کی بیٹی نے غار کے دروازے پر تعینات کئے تھے * ڈر کر
بھاگے جب حاتم نے پکار کر کہا کہ مت بھاگو میں وہی ہوں
جو غار کی خبر لینے گیا تھا * خدا کے فضل سے پھر آیا ہوں
بارے وے اُسکی آواز پہچان کر پھرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ
حاتم ہی ہے * بعد ان حاتم اُس مال و اسباب کو اُٹھوا کر
کاروان سرائے میں لے آیا اور آدھی سوداگر کو بخش دیا *

مجھسے کیا چاہتا ہی مانگ * اُسنے کہا کہ مین انسان ہون اور بہت سے میرے بھائی تیرے یہان قید ہین * اُنھون کو چھوڑ دے تو عین بندہ پروری و احسان ہی اِس بات کے سنتے ہی فروقاش بادشاہ نے اُن سبھون کو بلوایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے کچھ کچھ خرچ راہ دیکر رخصت کیا پھر اُسے حاتم سے کہنے لگا کہ ایک عرض اور رکھتا ہون مین اگر اُس بات کو تو قبول کرے حاتم نے کہا کہ فرماؤ مین جان سے حاضر ہون * فروقاش بادشاہ نے کہا کہ میری لڑکی ایک مدت سے بیمار ہی اگر اُسکو دیکھو اور کچھ تدبیر کرو تو مین نہایت احسان مند ہون * اِس بات کو سنتے ہی حاتم اُٹھ کھڑا ہوا بادشاہ اُسکو اپنے ساتھ محل مین لے گیا * حاتم نے اُس لڑکی کو دیکھا کہ نہایت دبلی ہو رہی ہے اور رنگ زرد ہو گیا ہی کہا کہ تھوڑا شربت بنا لاؤ * جو نہیں وے لائے دو ہین اُس مہرے کو اُس مین گھس کر اُسے پلا دیا * بعد ایک ساعت کے دست آنے لگے تمام دن تو یون نہین گذرا * شام کے وقت کئی مرتبہ قے کی اور غش کر گئی * فروقاش ڈرا اور کہنے لگا کہ اے عزیز یہ کیا حالت ہی * کہین ایسا نہو کہ یہ مرجائے * حاتم نے کہا اندیشہ مت کر خدا اچھا کریگا * تمام رات

رکھا اور میری قوم سے کوئی میری دوا نہ کرسکا اگر
میرے ہاتھ سے شفا پاؤں تو میں بھی احسان مند رہوں حاتم نے
کہا کہ جس وقت تم کھانا کھا چکے ہو اُسوقت تمہارے پاس
کس قدر امیر و اُمرا جمع ہو تے ہیں * اُسنے کہا کہ جتنے
حضور تھے سب حاضر رہتے ہیں حاتم نے کہا
کہ آج اُسوقت میں بھی حاضر رہوں * وہ بولا کہ بہت اچھا * اُسنے
ایک دستر خوان وسیع بچھا اور طرح بطرح کے کھانے
اُس پر چنے گئے * بادشاہ چاہتا تھا کہ اُس پر ہاتھ ڈالے اور
کچھ ناول کرے کہ اتنے میں حاتم نے کہا کہ ای بادشاہ ذرا ٹھہرجا
وہ رک رہا تب اسنے ایک قاب سے سرپوش اُٹھایا اور
اسکو اہالی موالی کو دکھایا کہ پھر اُسی طرح سے ڈھانپ دیا
بعد ایک دم کے کہا کہ اسکو کھولکر دیکھو تو کھولا تمام قاب کیڑوں سے
بھری ہوئی تھی بادشاہ اس ماجرے کو دیکھ کر حیران ہوا اور
کہنے لگا کہ یہ کیا باعث ہی حاتم نے کہا کہ یہ ان دیوؤں کی
نظر کا سبب ہی آپ کو لازم ہی کہ بعد جانے میں کھانا کھائیے
خوشحال کیا کریں تاکہ اُنکو یہ دیکھیں اُسنے اُسی تدبیر
سے جو اس نے کہا آرام راحت میں دردہ ہوا بعد دو تین
روز کے بالکل اچھا ہوگیا حاتم کو گلے لگا کر کہنے لگا کہ ای شخص *

ے نکر حاتم نے کہا اُس سے یہہ شرط ہے کہ تو اِس سخن کو میرے
قبول کرے کہ جب تیری بی بی کو مین اچھا کرون تب تو مجھے
اپنے بادشاہ کے پاس لیجاوے اور تقریب سے میری حکمت کی
اُسکے سامھنے کرے تو مین اُسکو دوا دون اور اچھا کرون *
اُس دیو نے حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہا کہ بہت اچھا
اگر یہہ تیری تدبیر سے اچھی ہوگی تو مین تجھے دربار بادشاہی مین
لیجاؤنگا اور بادشاہ کی ملازمت کروا دونگا * حاتم نے ایک
مہرہ اپنی کمر سے کھولا اور پانی مین رگڑ کر اُسکی آنکھون
مین لگا دیا * اُسی دم وہین شفا پائی اور اُسی گھڑی درد
جاتا رہا * اُسی صورت سے اُسنے دو تین بار لگایا * وہ کنور اسی
کھل گئی اور پانی بند ہو گیا * دیو اُن کا سردار بہت خوش ہوا
اور خدمت اُسکی بہت سی کی * بعد چند روز کے اُسکو
اپنے ساتھہ بادشاہ کے پاس لے گیا اور تعریف اُسکی
کر کے عرض کرنے لگا کہ خداوند یہہ شخص دانائے دہر ہے اور
حکمت مین یکتائے عصر * چنانچہ میرے رفیقے کی آنکھین کئی برس سے
دکھتی تھین * اِسنے ایک پل مین اچھی کین اِن احوال
کو دریافت کر کے بادشاہ نے جو اُسکا نام فرقاش تھا * اُسپر
بہت سی مہربانی کرکے کہا کہ اے شخص مسافر مین آزار شکم

تو ملک بادشاہی میں آ ہی پہنچا ہی * اب کہاں جا سکتا ہی *
لقیں ہی کہ کوئی اسکو بادشاہ تک پہنچا ہی رہیگا * حاتم وہاں
سے بھی آگے بڑھا اور ایک موضع دوسرا اُسکے نظر پڑا *
وہاں کے دو آدمی اُنکو پکڑ کر ایسے سردار کے پاس لے گئے *
اُس سردار کے بیٹے کی آنکھیں دکھتی تھیں اور پانی آنکھوں
بھر جاری تھا * سردار اُسکے غم سے سر جھکائے بیٹھا تھا اُسنے
حاتم کو دیکھتے ہی سر اُٹھا کر اُن کو کہا کہ تم کیوں اپنے باپ کو
لائے ہو * چلو دور ہو میرے سامھنے سے اور اِسے چھوڑ دو
یہ مسافر ہی جہاں چاہے وہاں چلا جاوے * حاتم نے جو اُسے غم
میں گرفتار دیکھا تو پوچھا کہ ای دوست تجھے کس بات کا غم
ہی * اُسنے کہا کہ بھائی * میرے بی بی کی آنکھیں دکھتی ہیں
اُسی فکر میں میں نے رات دن کا سونا بس اور آرام چھوڑ دیا ہی *
اُسنے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ میں تیری جورو کی آنکھیں اچھی
کر دونگا * اِس بات کے سنتے ہی وہ دوڑا اپنی جگہ سے اُٹھا اور
اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنا گھر لے گیا اور اپنی جورو کے پاس بیٹھا کر
کہنے لگا کہ ای شخص * اگر میری دوا سے یہ اچھی ہو جاوےگی تو
جب تک جیتی رہیگی تب تک تیری احسان مند رہیگی اور
میں بھی اپنی ساطر کے موافق کچھ نہ کچھ نذر کرونگا اِس بات کو

ای یارو * یہہ آدمی ہی * اِسکو تم مت مارو کیونکہ گوشت اِسکا نہایت لذیذ ہوتا ہی اگر تم اِسکو کھاو گے اور یہہ خبر کوئی بادشاہ تک پہنچایگا تو پھر وہ تم سبھونکو مروا ڈالیگا * چاہیئے یون کہ اِسے یہان نہ چھیڑو بلکہ بادشاہ کے پاس لے چلو * اُنھون نے کہا کہ وہ ایسا ہمارا دشمن کون ہی جو بادشاہ سے کہیگا اُسنے کہا کہ یہہ کیا کہتے ہو * اپنی ہی صورتون مین مدعی بہت سے ہین یہہ بات میری یاد رہے بہتر یہی ہی کہ تم مت کہو اُسسے وے خبردار ہوئے اِس بات کو سنکر وے دو ترے اور اُسکو چھوڑ کر اپنے اپنے گھر چلے گئے * حاتم نے اُس جگہہ سے پاؤن بڑھایا اور ایک طرف کا رستہ پکڑا * اِتنے مین اُسے ایک گاؤن نظر پڑا اُسنے معلوم کیا کہ شاید یہہ بستی آدمیون سے آباد ہوگی اِسی گمان پر آگے گیا تو بہت سے دیؤن نے آکر ہر ایک طرف سے گھیر لیا اور قصد اُسکے کھانے کا کیا * اُن مین سے بھی ایک دیو نے کہا کہ اِسکو تم نہ کھاؤ بلکہ جیتا ہی بادشاہ کے پاس پہنچاؤ کیونکہ اُسکی بیٹی نہایت بیمار ہے شاید اِسی آدمی کے ہاتھہ سے اچھی ہو * اُنھون نے کہا کہ یہہ کیا کہتا ہی * ہم تو ہیکڑون آدمیون کو لے لے گئے اور شرمندہ ہوئے اُسنے کہا ہمین اِس مین کیا ضرور ہی * جو لیجا دین بہتر

دل عاطاں و سیاں چلا گیا * بعد ایک عرصے کے روشنی نمود ہوئی * تب حاتم نے معلوم کیا کہ اب یہ غار تمام ہوا اور اب یہاں سے پھر لیبے آنے میں اسکو یہ خیال گذرا کہ اگر کوئی اسکی حقیقت پوچھیگا تو میں کیا جواب دونگا * یہ سمجھکر آگے بڑھا تھوڑی دور جاکر ایک میدان وسیع پاکیزہ اُسکی نظر پڑا اور ایک تالاب اُسمیں اچھا صاف ستھرا پانی سے بھرا اُسے دکھائی دیا * حاتم اپنے ساتھ ایک صراحی پانی کی اور تھوڑے سے بادام بھی رکھتا تھا * کبھی کبھی دو ایک بادام کھا لیتا تھا اور ایک آدھ گھونٹ پانی پی لیتا اور رات دن چلا ہی جاتا * یہاں پانی میسر آیا تو اُسنے تالاب کا پانی پیا اور صراحی کو بھرکر آگے کا رستہ لیا * سامھنے سے ایک دیوار ایسی نظر پڑی کہ جسکو فلک تک اپنی گردن تھام کر دیکھے تو بھی اُسکی بلندی کو نہ پہنچے اور طائر خیال بھی اُسکی طولانی قامت تک طے نہ کر سکے * پھر آگے بڑھا اور اُس دیوار کے پاس جاکر جو دیکھا * ایک دروازہ نظر آیا * یہ اندر گھس گیا * وہاں ایک بستی نظر پڑی جس پر دیکھا چھپا ہزاروں دیو دوڑے اور چاہا کہ اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا جاویں * اتنے میں ایک اُنمیں سے کہا کہ

عشق کو اپنے ساتھ لیکر شہر مین آیا اور کاروان سرا مین اترا *
سوداگر کو وہان بیٹھلا کر آپ اُسکے دروازے پر گیا اور
کہنے لگا کہ مین بیاہ کرنے کو آیا ہون * خبرداروں نے کہا کہ
ایک شخص تجھ سے بیاہ کرنے کو آیا ہی اُسنے اِس بات کے
سنتے ہی پردہ ڈالکر حاتم کو گھر مین بلوالیا اور جو عہد و پیمان اُس
نے لئے تھے سو لئے * بعد اُسکے حاتم نے کہا کہ تو حارث سوداگر
کی بیٹی ہی اگر وہ اپنی بات سے ہاتھ مارے اور اقرار کرے
تو مین اِسکی سعی میں کمر باندھون * جس زور فضل خدا سے
یہہ کام کر چکون * اُس زور مین تیرا مختار ہون جسکو چاہون *
اُسکو دے ڈالون اُسنے کہا بہت بہتر * حاتم نے کہا کہ اپنے
تو اپنے باپ کو بلوا * اُسنے حارث کو بلوالیا حاتم یہہ احوال
اُسے کہا کہ اُسنے بھی اِس بات کو مانا * پھر حاتم نے اُس
لڑکی سے کہا کہ اپنا سوال ظاہر کر * اُسنے کہا کہ اِس شہر کے
نزدیک ایک غار ہی تمام زن و مرد اِس شہر کے جانتے ہیں *
تو اُسکی خبر لا کہ وہ کتنا گہرا ہی اور کتنا لنبا کہان تک ہے اور
اُس مین کیا ہی * اِس سخن کے سنتے ہی حاتم وہان سے رخصت
ہوا کتنے لوگ بھی شہر کے اُسکے ساتھ آئے اور اُس غار کو
دکھلا کر چلے گئے * حاتم اُس مین کود پڑا * ایک رات دن

تیری ہی ہو کر رہو گی اور جو یہ بھید کھولیگا تو تجھے ایسا ہی جانو گی *
میں نے اِس بات کو قبول کیا اور قول دیا ۔ اُسنے کہا *
پہلا سوال یہ ہی ہے کہ قریب اس شہر کے ایک غار ہی وہاں
آج تک کوئی نہیں گیا اور معلوم نہیں کہ اُسکی انتہا کہاں تک
ہی * دوسرا یہ ہی کہ شب جمعہ کو ایک آواز جنگل سے
آتی ہی کہ یہ کیا وہ کام میں نے جو آج کی شب کام آتا میرے *
تیسرا یہ ہی کہ وہ مہرہ جو سانپ کی پیٹھ پر ہی اُسکو مجھے
لا دے اِس بات کے سننے ہی اور بھی رنج سے جو اُس
میرے گم ہو گئے تھے میں نے ٹک ایک پاؤں کھینچا * اُسنے
دستِ ظلم سے میرا مال و اسباب در و جواہر لوٹ لیا اور
مجھکو بھی اپنے شہر سے نکال دیا * میں لاچار ہو کر اِس
جنگل میں آیا ایک تو مال گیا دوسرے رسوا ہوا * میرے عشق
کے مارے کالجا جلکر داغ ہی ہمراہیوں نے ساتھ چھوڑ دیا *
میں فقیر ہو گیا * حاتم نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ * مجھے اُس
شہر میں لے چل کہ میں تیرا مال و اسباب بھی تجھے دلوا دوں
اور مقصود سے بھی ملا دوں * اُسنے کہا ای عزیز * میں زر
و جواہر کا خیال نہیں کرتا اگر وہ ہاتھ لگے اِس واسطے کہ کہیں نہیں
دیکھا یار کے دیدار کا دولت بے شمار ہی حاتم اُس گرفتار

ایک شہر عالیشان ہی * وہان حارس نام ایک سوداگر نہایت عمدہ و مالدار رہتا ہی اور ایک لڑکی تھی بڑی بہار شکل قمر رکھتا ہی اتفاقا ایکدن مین کسی طرف سے پھرتا پھرتا کچھ مال سوداگری کا لیکر اُس شہر مین جا نکلا حارس کی حویلی کے نیچے مارے دھوپ کے بیٹھ گیا * یکایک نظر میری کوٹھے کی طرف جو گئی تو ایک عورت نازنین مہ جبین نظر آئی * حالت میری تباہ ہو گئی تب اُس شہر کے لوگون سے پوچھا مین نے کہ یہ کون ہی اور یہ حویلی کسکی ہی * اُنھون نے کہا کہ یہ محل حارس کی بیٹی کا ہی اور وہ بڑا مالدار ہی * مین نے پھر اُن سے کہا کہ یہ لڑکی شوہر رکھتی ہی یا نہین اُنھون نے کہا کہ اُسکا باپ اُسکا بیاہ نہین کر سکتا اور اُسکا کچھ بات اِسمین نہین چلتا * یہہ لڑکی اپنی شادی کرنے مین آپ مختار ہی اور یہہ تین سوال رکھتی ہی جو کوئی اُسکے سوال پورے کریگا اُسی سے بیاہ کریگی * اِتنا سنکے سنتے ہی مین اُسکی ڈیوڑھی پر گیا * دربان نے خبر کی * اُسنے مجھے اندر بلوالیا اور ایک فرش پاکیزہ پر بٹھلا کر کہلا بھیجا کہ اگر تو عہد و پیمان پر قایم رہے تو مین اپنے سوالون سے تجھے آگاہ کرون * مین نے کہا فرمایئے دل و جان سے قبول کیا * اُسنے کہا اگر تو کہنا میرا کریگا تو مین

ناک میں جا پہنچا اور شام کے وقت ایک درخت کے نیچے
تھکا ہوکر ٹھہر رہا کہ ایسے میں ایک آواز سوز ناک درد آلودہ
سامنے آوراری کے کسی طرف سے اُسکے کان میں ایسی
پڑی کہ جسکے سنتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کانپنا جلنے لگا
بے اختیار اپنے جی میں کہا اُٹھا کہ اے حاتم یہ بات جوانمردی
سے دور ہے کہ ایک شخص بندۂ خدا کسی آفت میں گرفتار
ہو کر روو ے تو اُسکی آواز کو سن کر مدد نکرے اور اُسکا
احوال نہ پوچھے اِس کام کو دل میں ٹھہرا کر اُسی وقت
اُس طرف کا رستہ پکڑا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ اُس جگہ
جا پہنچا کہ جہاں سے رونے کی آواز آتی تھی * کیا دیکھتا ہے کہ
ایک جوان خوبصورت سر بخاک بیٹھا ہوا اشک
چشم چشم سے اپنے گل رخسار پر بہا رہا ہے اور
آہیں پر سوز بھر بھر کے یہ قطعہ پڑھتا ہے * جاؤں میں کہاں اور کہوں
کس سے جو ہر رو * تاب سو جو سن سکے دل زار کا احوال *
جو مجھ پر گذرتی ہے رقم کر نہیں سکتا * اور کہہ بھی نہیں سکتا
زباں سے نگی میری لال * حاتم نے کہا اے جوان دردمند ایسی
کیا تجھ پر مشکل پڑی ہے جو تو اسقدر حیران و پریشان ہے اُسنے
کہا اے مسافر میں سوداگر ہوں اور یہاں سے بارہ کوس پر

اُس نے نہایت رحم دلی اور مہربانی سے کہا کہ ای حاتم * تو بہت سے دکھ سہہ کر آیا ہی قدرے دم لے اور چند روز آرام کر حاتم نے کہا کہ آرام تو مجھے اُسی روز ہوگا جس روز خدا کے فضل سے تیرے ساتوں سوال پورے کرونگا یہہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کاروان سرا میں جاکر آٹھ روز تک منیر شامی شہزادے کے پاس رہا * تمام ماجرا اسے اُسکے آگے ظاہر کیا پھر نوین دن حسن بانو سے جاکر کہا کہ تیرا دوسرا سوال کیا ہی * خدا کے واسطے جلد کہہ *

* دوسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اُس *
* شخص کے دروازے کے نوشتہ کی خبر لانے کا *

حسن بانو نے کہا کہ دوسرا سوال یہہ ہی کہ ایک شخص نے اپنے دروازے پر لکھ کر لگا دیا ہی کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال * آیا یہہ کیا بھید ہی اور اُس نے ایسی کیا نیکی کی ہی، اُسکی خبر لا اِس سخن کے سنتے ہی حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور حسن بانو سے پوچھنے لگا کہ وہ شخص کون ہی اور کس طرف کو رہتا ہی * حسن بانو نے کہا کہ مین نے اپنی دائی سے سنا ہی کہ اُسکی جگہ اُتر کی طرف ہی بس اتنی ہی بات دریافت کرکے وہاں سے توکل بخدا چل نکلا * بعد ایک مدت کے سفر کرتے ہی جنگل پہنچا

کی طرف روانہ ہوا الغرض ایک مدت کے آسیں کھینچتا اور مصیبتیں
اٹھاتا اُس شہر کے پاس آیا اور اس سے مل ملاکر وہاں سے
بھی روانہ ہوا * پھر بہت تھوڑے سے دنوں میں اُس بھائی کے
گھر پہنچا اور ایک ہفتے تک وہیں رہا پھر وہاں سے رخصت
ہوکر خرسوں کے جنگل میں گیا اور خرس کی لڑکی سے ملاقات کی
دو ہفتے اُنکے پاس بھی رہا پھر اُس سے جدا ہوکر اُن دونوں
گیدڑوں کے پاس آیا وہاں اُن کو دیکھ بھال کر چند روز میں
شاہ آباد جا پہنچا * حسن بانو کے لوگ اُسکا ہاتھوں ہاتھ
اسکی حویلی تک لے گئے اور حسن بانو سے عرض کی کہ حاتم صحیح
سلامت آیا ہی * اُسنے سنتے ہی اُسے بلوا کر اپنے پاس
بٹھلایا اور پوچھا کہ کیا خبر لایا ہی کہہ اُسنے کہا کہ ایک مرد
ظاہر میں ایک عورت ناریں پر عاشق ہوکر جنگل میں آپڑا تھا
اور پکارتا پھرتا تھا کہ ایک بار دیکھا ہی دوسری مرتبہ کی
ہوس ہی * پھر میں (۲) نے اُسکو اُسکی معشوقہ تک پہنچا دیا
اب وہ آواز اُس جنگل سے نہیں آتی * اس احوال کو سنکر
حسن بانو اور اُسکی دائی نے حاتم کی ہمت اور محنت پر
آفرین کی پھر اُسنے کہا ای حسن بانو اب دوسری شرط کا
بیان کر کہ میں اُسکی بھی سعی کروں اور ڈھونڈھ نکالوں *

حاتم نے معلوم کیا کہ یہہ عاشق ہی * کہا کہ ای پیر مرد اگر اُس تماشہ کو دوبارہ دیکھے تو کچھ خوش ہو اُسنے کہا کہ ای مسافر یہہ بات محال ہی اگرچہ * فرد * ستر کو کرتا ہون دعا کر مدت مرکھے حسین * دے ملا دلبر کو مجھے سے جامع المفرقین * پر کچھ اثر نہیں دیکھتا * حاتم نے کہا ای پیر مرد * تو میرے ساتھ آ * وہ جلسہ مین تجھے دیکھا دونگا اِس سخن کو سنکر وہ حاتم کے ہمراہ ہوا * بعد چند روز کے وے دونو ایک درخت کے تلے جو متصل اُس تالاب کے تھا جا پہنچے حاتم نے کہا ای بزرگ اگر اُس نازنین کو ہمیشہ دیکھا چاہتا ہی تو کبھی اُسکا ہاتھہ نہ پکڑنا اور برقع اُسکے منہہ کا ہرگز نہ اُلٹنا و تمام عمر تیرے آگے ہاتھہ باندھ کھڑی رہیگی اور اگر اُسکا ہاتھہ پکڑیگا تو پھر اپنے تئین اُسی جنگل مین دیکھیگا * پھر اُس مکان میں قیامت تک نہ جا سکیگا * اور مین جو اِس جگہہ آیا ہون تو یہہ ایک بزرگ کی دستگیری ہی اور نہ مین اِس جگہہ آتا یہہ میرا کیا مقدور تھا * جب آگے تو جا آگے وہی تالاب ہی * اِس بات کو سنتے ہی وہ عاشق زار اُس تالاب پر پہنچا کہ اِتنے مین ایک عورت ناگہ اُس پانی سے نکلی اور اُس کا ہاتھہ پکڑ کر پھر اُسے ہمین لیگئی اور حاتم شاد آباد

اُس انگنی * میں یہ پڑا جاکر جو آنکھ کھولکے دیکھا تو
ایک باغ نہایت دلچسپ عجیب و غریب نظر پڑا اور
بہت سی عورتیں خوبصورت خوشصورت ہر ایک طرف سے
نکلیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک تخت مرصع کے پاس انگنی میں
اُسپر بٹھا کر تماشا دکھانے لگا کر ایک بارگی مہ جبیں منہ پر
نقاب ڈالے ہوئے اُس تخت کے پاس آکر کھڑی ہوئی
دیکھتے ہی اُسکے میں غش کر گیا اور دل میرا میرے ہاتھ سے
جاتا رہا آخر بے قرار ہو کر جو برقع اُٹھا کر میں نے اُسکا مکھڑا
دیکھا تو شمع حسن دو دو دکھلائی دیا میں نے جونہیں
ہاتھ پکڑ کر اُسکو اپنی طرف کھینچا * وونہیں ایک اور صورت
جو اُس تخت کے نیچے سے نکلی اور ایک لات اُسنے ایسی
ماری کہ میں اُس مکان مطبوع سے اُس جنگل ویران آپڑا *
وہ عشرت کدہ نظروں سے غائب ہو گیا * اُسی دن سے اب
میں آٹھوں پہر سوائے گریہ و زاری کے کچھ کام نہیں رکھتا اور
چاہتا ہوں کہ اُسے اپنے دل سے بھلاؤں پر وہ ہرگز فراموش
نہیں ہوتی * یہ کہکر اُسنے ایک نعرہ مارا اور آہ سرد بھر کر
بگولے کی طرح خاک سر اُس جنگل میں دوڑنے لگا اور یہی
کہتے کہ ایک بار دیکھا ہے دوسری دفعہ کی ہوس ہے سب

ہوتا ہی اور اُسی صورت سے دن مین تین تین مرتبہ وہ
آواز ساتوین روز تک متواتر اُسکے کان مین آیا کی * مگر آٹھوین
روز شام کے وقت وہ صدا اُسکے کان مین پڑی * پھر اُسی
طرف دوڑا گیا دیکھتا ہی کہ ایک شخص فقیر ریش سفید
زمین پر بیٹھا ہی * پھر اُسکے آگے گیا اور سلام کیا اُسنے علیک
السلام کہکر کہا کہ ای جوان خوشرو کہان سے آیا ہی تو اور اس
جنگل مین کیا کام رکھتا ہی اُسنے کہا کہ مین اس بات کا متلاشی
ہوکر اپنے شہر سے نکلا ہون کہ تم نے ایسا کیا دیکھا ہی کہ جسکے
دیکھنے کی دوبارہ آرزو رکھتے ہو * پھر خدا کہو اُسنے کہا کہ تم
بیٹھو مین کہونگا اس بات کو سنتے ہی حاتم بیٹھ گیا جب رات
ہوئی * دو روٹیان اور دو آبخورے پانی کے اُنکے آگے خود
بخود آرہے ایک روٹی اور ایک آبخورا پانی اُسنے حاتم کو دیا
دوسرا حصہ آپ لیا * غرض دونون نے روٹیان کھائین * پانی
پیا جب کھا پی چکے تب حاتم نے کہا کہ ای بندۂ خدا اب کہہ
اُسنے کہا کہ ای ہمدم اور شہر غریب * مین ایک روز سیر کرتا ہوا
ایک تالاب خوش قطعہ پر جا نکلا اور اُسکے کنارے بیٹھکر
تماشا دیکھنے لگا اتنے مین ایک عورت نازنین شکل پانی سے
مانند تارے کی اُسی تالاب سے نکلی اور میرا ہاتھ پکڑ کر

دیکھی تھی اور مسکرائی تھی اور طرح طرح کے میوے بھی حاتم کے حضور دھر دیے ہر چند کہ وہ کھانا پر ست نہ پھرتا تھا۔ حیران ہو کر کہتا تھا کہ الٰہی میں اتنا کچھ کھاتا ہوں مگر سیر نہیں ہوتا ہے کیا سبب ہے القصہ اسی صورت سے تین روز گذر گئے جو تیسرے روز اُسکے جی میں آیا کہ اگر میں اپنی تمام عمر یہاں رہونگا تو بھی اس میوے سے سیر ہونگا۔ اس محاس سے نکلونگا اور منیر شامی کو جو منتظر بیٹھا ہو نظر آتا ہوں اگر اُسکو کچھ ہو جائیگا تو خدا کو کیا جواب دونگا * بداں اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھیں ایک اور بار بس نے میں اُس تخت کے نیچے سے نکلی اور ایک لات اُسنے ایسی ماری کہ حاتم کہیں کا کہیں جا پڑا اور وہاں سر اٹھا کر جو دیکھا تو وہ باغ نظر پڑی نہ وہ تخت نہ وہ باغ ہی دکھائی دیا مگر ایک جنگل ایسا لق و دق سنسان نظر پڑا کہ جسکا اور نہ چھور سب اُسے معلوم کیا کہ وحشت ہوتی ہے ہی اور وہ شخص بھی جو ہوگا جو کہتا ہی کہ ایک بار دیکھا ہی اور دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہی بس اسے ڈھونڈھیے اسی حال میں وہ ادھر اُدھر پھرتا تھا کہ ایسے میں یہ آواز اسکے کان میں کسی طرف سے پڑی کہ ایک بار دیکھا ہی دوسری دفعہ کی

ووہین پھر اُس میں سے ویسی ہی آواز آئی ساتھی اُس
آواز کے وہ نازنین جو کہ سب سے خوبصورت اور قد و قامت
مین بڑی تھی سو نقش دیوار کی ہیئت کو چھوڑ کر حاتم کے
پاس ناز و ادا سے چلی آئی * حاتم اِس صورت سے اُسکو
دیکھکر حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ الٰہی یہہ تو ابھی اطوار
تصویرون کی تھی پھر کیونکر اِس ناز و کرشمہ سے منہہ پر نقاب
ڈالے اِس تخت سے اُترکر آگے آکر کھڑی ہوئی اُسے دیکھتے ہی
بے قرار ہو کر چاہتا تھا کہ اُسکا گھونگھٹ کھولکر رخسار
نازنین کا دید کرے کہ نصیحت اُس روشن مرد کی یاد آئی وہیں
سنبھل گیا اور جی مین کہنے لگا اگر مین اِسکا ہاتھ پکڑونگا تو
پھر قیامت تک اِس طلسمات سے باہر نجاونگا * بارے تماشا
دیکھا چاہئے کہ یہہ میرا ہاتھ آپ سے پکڑتی ہے اور مین اِس مکان
طلسمات سے باہر جاتا ہون یا نہیں * غرض وہ اِسی آرزو مین
تین راتین دن تک اُس تخت مرصع پر بیٹھا رہا جب رات
ہوتی تھی تب پھر ایک مکان میں کافور کی شمعین خود بخود روشن
ہو جاتی تھی اور ہر ایک سمت سے راگ رنگ کی آواز
چلی آتی تھی اور وے صورتین جو نقش دیوار تھین سو مجسم ہو کر
ناچتی تھین اور وہ نازنین تخت سے اُترکر آگے کھڑی ہوئی حاتم کو

کو کہ کہتا اُس مرد کا اُسکو یاد تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا
کہ ای حاتم * کہیں ایسا ہو کہ تیرے ہاتھ سے الماس کا ڈوں
چھوٹے اور تو خواہ مخواہ اُس مکر و فریب کے جال میں گر پڑے *
مرد اور رہ کہ ظلمات میں ہے * آخر کار وہ بصورت اُسکو
ایک ایسے مکان میں لے گئی جو تمام جواہر و لعل و یاقوت
ہی سے بنا تھا دیکھو تو ہیں تصویریں ہر ایک سمت اُس میں
لگی تھیں اور تخت مرصع بھی ایک ڈالا خوش قطع میں
نہایت تکلف سے بچھا تھا جب وہ اُس تخت کے پاس پہنچا
تب وہ سب کی سب مظہر تصویر کے نقش دیوار ہو گئیں اور
ہزاروں پریاں اُس محل کی دیوار سے نکلیں وہ ہر ایک
کی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ
الٰہی * یہ کیا حکمت ہے * یہ کہاں سے آئیں اور وہ کیوں
نقش دیوار ہو گئیں * غرض اُس تخت کے پاس جو کھڑا ہی تھا *
اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ ای حاتم * اگر تو یہاں تک پہنچا ہے
تو اب اس تخت پر بھی بیٹھ * یہ سوچ کر جونہیں اُسنے
اُس پر پاؤں رکھا وہیں اُس میں سے ایک آواز طراق کی
آئی اُسنے معلوم کیا کہ شاید اسکا پایا ٹوٹ گیا * پیچھے جو اُسنے
نکالا تو اُس تخت کو جوں کا توں پایا * پھر اُس پر بیٹھ گیا *

کہ یکا تو دم مرگ تک تماشے پر پشیمان رہیگا وہ یہ آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ گوئیں
تھی کہ ایک شخص نوجوان دو پیالے لیکر آکر اور دو کٹورے
پانی کے اپنے ہاتھون پر دھرے ہوئے سامنے پیدا ہوا اور آگے
آ کر رکھ دیئے * اُن دونوں نے لے لیے پھر شکر کر کھایا اور
سجدۂ شکر ادا کر کے وہ رات کاٹی صبح کو حاتم اُس سے رخصت
ہو کر کسی جنگل کی طرف راہی ہوا تھوڑے دنوں کے بعد
ایک تالاب خوش قطع پر جا پہنچا اور اُس کے کنارے پر بیٹھ
کر پانی پینے لگا * اتنے میں ایک عورت حسین مہ جبین سر سے
پاؤں تک ننگی پانی سے نکلی اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر پھر اُسی
تالاب میں غوطہ مار گئی جو ہیں حاتم کا پاؤں زمین کی تہ پر پہنچا
آنکھیں کھول کر جو دیکھا تو اپنے تئیں اور اُس نازنین کو ایک
بھولے بھالے باغ عالیشان میں پایا بھچکا سا رہ گیا اور وہ اُس کا
ہاتھ چھوڑ کر کسی طرف چلی گئی وہ سیر کرتا ہوا ادھر
اُدھر کا تماشا دیکھتا پھرتا تھا کہ ایک طرف سے ہزاروں پری پیکر
غول باندھے گاتی بجاتی سر سے پاؤں تک گہنے میں
لدی ہوئیں کسی طرف سے نکل آئیں اور حاتم کو زبردستی
اپنی طرف کھینچنے لگیں * اُس نے ہرگز کسی کی طرف رغبت
نہ کی اور نہ کسی کو سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہیں اور کیا کرتی ہیں *

میرے ہمسایہ نے ظاہر کیا کہ اُسوقت میرے حق میں یہہ حال گذرا کہ
ایک سوال آپہونچا اور اُسکی مدد کرنا یہہ بات جوانمردی سے
دور ہے اسواسطے میں نے اُسکی بہت خاطر کی اور اس قدر
مصیبت اپنے اوپر لی اسباب کو دیکھتے ہی اُس شخص نے
کہا کہ معلوم ہوا تو جانتا ہے کہ تیرے سوا ئے اُسکے اب
اِس زمانے میں کون ہے جو ایسا کام کرے اور غیر کے واسطے
آپ آفت میں پڑے پر کچھ اندیشہ نکر خدا کریم و رحیم ہے
یہہ مشکل آسان ہوگی لیکن میرے جیمیں یہہ خطرہ ہے کہ آج
تک کوئی وشت ہو کے پھر نہیں آیا اور اگر کوئی پھرا بھی ہے
تو وہ آپ میں نہیں رہا یہہ نصیحت میری دل میں رکھ کہ جس وقت
تو اُس وشت کے درے پہونچیگا تو تجھے ظلمات میں لیجاوینگے
تو چپکا چلا جانا * کسی جگہہ ٹھہر کر کے اتر مت جانا اور جو بڑی پیکر
تیری جو اہستر کرے تو اُسکی طرف ہرگز التفات نہ کرنا *
پیچھے اُس کے ایک ایسی بارش مینہ کی آویگی کہ جسے
دیکھتے ہی تیرا دل ہاتھ سے جاتا رہیگا اور بے اختیار ہو جائیگا
پر خدا کے واسطے کہیں استعمال نہ چھوڑنا اور اضطراب
نہ کرنا * صبح تو یہہ ہے کہ وہ جو ہیں سرا ہاتھ پکڑ رہیگی * دو چھین
دو ہو جا ہیں جا پہونچیگا اگر ایک بھی تک کچھ کام اُسے

شخص اُسکے پاس بیٹھا نظر آیا وہ بمجرد اُسکے دیکھتے ہی گھبرا کر
اپنی جگہ سے اُٹھا * اور جھککر سلام کیا * اُسنے پوچھا کہ تو
کون ہی اور کہان جائیگا اور اِس جنگل مین کس کام کے واسطے
آیا ہی * حاتم نے کہا کہ مین دشت ہویدا کو جاؤنگا * بہتر ہوا
کہ آپکی بھی زیارت نصیب ہوئی * آگے جو مرضی اللہ کی اُسنے
کہا ای جوان * اِس خیال خام کو دل سے دور کر کیون جان
گنواتا ہی مجھکو بہت افسوس ہی کہ کوئی تیرے آشناون مین
ایسا دلسوز نہ تھا جو تجھکو منع کرتا * اُسنے کہا کچھ مین اپنی
مراد کے واسطے نہیں جاتا ہون مین نے کمر عند اللہ ایک غیر کے
واسطے باندھی ہی اور قدم جستجو راہ سعی مین رکھا ہی
آگے جو کچھ مرضی حق تعالی کی منیر شامی خارزم کا شہزادہ حسن بانو
برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہی اور وہ سات سوال
رکھتی ہی جو کوئی اُسکے سات سوال پورے کریگا * اُسکو
قبول کریگی * اور وہ بچارہ زیادہ اُنکے جواب سے عہدہ برنہو سکا
تب اُسنے اپنے شہر مین نہ رہنے دیا ناچار وہ وہان سے نکلا جنگلون مین
پھرا کیا پھر نہ گیا اور بآواز بلند رو نے لگا اِسی صورت سے
باحال تباہ میرے مکان مین آیا مجھسے ملاقات کی مین نے احوال
پوچھا اُسنے اپنا ماجرا جو ابتدا سے تا انتہا گذرا تھا واقعی تھا مفصل

کروں اور تیرے دل کی بھی آرزو کوئی بر لاؤں * اُسنے احسان کو
قبول کر کے کہا کہ میں بعد تین روز کے تم کو جہاں سے لائی ہوں
وہاں پہنچا دونگی حاتم خوش ہوا اور رخصت اُسے ملا * بعد
تین روز کے اُسنے کہا کہ ای مچھلی * اب اپنے وعدہ کو
تو بھی پورا کر اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ کر پانی میں غوطہ مارا اور
کنارے پر پہنچا دیا * پھر کہنے لگی ای جوان رہنا تو مجھسے جدا
کیوں ہوتا ہی * حاتم نے کہا کہ مجھے ایسا ہی کام ضرور ہی *
نہیں تو میں تجھ سے کب جدا ہوتا اور اس حسن کو چھوڑ کر یہ وکیہ
کیوں سہتا اس بات کو سنکر وہ چلی گئی اُسنے وہاں اپنے
کپڑے دھو کر سکھائے اور رستہ پکڑا * بعد ایک مدت کے
کسی ایسے پہاڑ پر جا پہنچا کہ جسپر ہزاروں درخت ہر ایک
طرح بطرح کے میوے لدے کوسوں ملک لہلہاتے تھے
اور سنکر وہ مکان عالیشان جسمیں چشمے بہتے ہر ایک طرف
آب جوئیں جاری اور ہر ایک سمت کو کھلی ہوئی پھلواری
جو مقام تماشا ہوا اور یہہ جگہ آمادہ تو تھا ہی وہاں جا کر
سو رہا کہ اتنے میں اُس مکان کا مالک آ پہنچا اور دیکھا کہ ایک
جوان خوبصورت غافل سوتا ہی * نزدیک اُسکے آ کر بیٹھ گیا
حاتم بعد دیر کے بیدار ہوا اور آنکھیں مل مل کر دیکھنے لگا تو ایک

اُسکی انتڑیون کو اپنے جانور سے روندتا تھا آخرکار اُسنے
معلوم کیا کہ یہہ لقمہ تمام عمر کا کھایا پیا نکالیگا اسبات کو جی مین
ٹھہرا کر قئی کی حاتم باہر نکل پڑا اور اُسی ریت پر کھڑا ہو کر
کپڑے سکھانے لگا جب وہ خشک ہو گئے تب وہان سے
روانہ ہوا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک تالاب نظر پڑا یہہ
بے اختیار دوڑ کر اُسکے کنارے پر جا بیٹھا اور اپنے کپڑے
دہونے لگا اتنے مین ایک مچھلی پانی مین سے نکلی نیچے کا آدھا دھڑ
اُسکا مچھلی کا تھا اور سر سے ناف تک آدمی کا * حاتم اُسکی شکل
عجیب دیکھکر شکر بجالایا اور صنعت خداوندی پر عش عش
کرنے لگا * غرض مچھلی ماندے ہو گئے تھے کہ وہ اُسکا ہاتھ پکڑ کر
اُسی تالاب مین لیگئی اور اپنے مکان پر لایا ستھرے
بچھونے پر بٹھلایا پھر آپ سرتاپا ایک عورت نازنین بن کر
ارادہ یہہ کرتی ہوئی لگا کیا اُسنے اِسبات کو ہرگز نہ مانا
اور کہا مین ایک کام کے واسطے اپنے گھر کو تباہ کرکے یہان تک
پہنچا ہون * تو راہی مین رہزنی کرنی چاہتی ہی کہ مجھکو تھوڑی
رکھے یہہ مجھسے نہ ہوگا کہ تیرے ساتھ اِس جگہہ عیش کرون
مگر اِس صورت پر کہ جس جگہہ سے تو لائی ہی وہین
پہنچا دے تو خیر مین بھی چندروز تیرے ساتھ اپنی صحبت گرم

کا یہ مطلب ہو ہے ای کہ جو کوئی اُ پنے نفس راہ خدا میں ڈالے اور اپنا گھر بار یاد کرے اور آپ اُسی کی یاد میں مشغول رہے تو برباد نہیں ہوتا * مگر وہ اُسکے امتحان کے واسطے کچھ کچھ رنج دیتا ہی اگر وہ اس مصیبت سے بچا اور ثابت قدم رہا ہو کر مشقت سے گوہر راحت لے نکلا اسطرح ہے اپنے دلکو سلی دیتا تھا اور حضرت موسے کی مصیبتوں کو دھیان میں لاتا تھا کہ خدا کریم کارساز ہی * میری مشکل بھی آسان کریگا غرض کئی روز تک وہ اُسکے پیٹ میں پھرا کیا اور ادھر اُدھر رستہ ڈھونڈھا کیا * راہ تو کہیں نہ پائی مگر آپ ہی اُسکی گندگی سے لتھڑ گیا پر سانپ کے زہر نے جو اُسکو اثر نہ کیا * اُسکا سبب یہ تھا کہ جاتے ہوئے اُسکی جوروئے پگڑی میں ایک مہرہ باندھ دیا تھا اسکے یہ خواص تھے کہ جسکے پاس رہے نہ وہ آگ میں جلے نہ پانی میں ڈوبے نہ زہر اُسے اثر کرے اُسی سے ایسے وہ جیتا رہا اور اُسکے زہر نے اسکو کچھ اثر نہ کیا * بعد میں روز کے وہ اژدہا گھبرایا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ بہلا میں نے کیا کہائی جو ہضم نہیں ہوئی اور پیٹ میں دوڑی دوڑی پھرتی ہی غرض وہ اپنے پیٹ کے دکھنے سے بیقرار تھا اور جام اُسکے پیٹ میں چیر لیتا تھا بلکہ چاروں طرف دوڑتا پھرتا تھا اور

وہ مرد اس طرح کی بات کہتا ہے میں اُسنے کہا کہ بی بی اگر تو
اس بات میں راضی ہے تو وہ تیرا خاوند ہے اور تو اُسکی جورو
وہ چاہے نہ چاہے تو * وہ بولی کہ وہ مرد نہایت راست گو معلوم
ہوتا ہے اپنے وعدے پر مقرر آویگا کچھ مضایقہ نہیں پروانگی دو
اُسنے اُسکو بلوا کر رخصت کیا اور پہرے والوں کو کہہ دیا
کہ تم اسکو بخوبی اپنی سرحد سے باہر پہنچا دو * اُسکی بیٹی نے
ایک مہرہ حاتم کی پگڑی مین باندھ دیا کہ تیرے اکثر جگہہ یہہ کام
آویگا غرض وہاں دونوں سے رخصت ہو کر آگے چلا بعد چند روز کے
ایک ایسے ریگستان مین جا پہنچا کہ جہاں نہ دانا نظر آتا تھا نہ پانی
مگر شام کے وقت ایک مرد پیر برقع منہہ پر ڈالے دو روٹیان
ایک آبخورہ پانی کا دھر جاتا * وہ اُسے کھا پی لیتا اور راتے
دن منزلین طے کیا کرتا کہ ایک دن شام کے ایک اژدہا مانند
پہاڑ کے نظر آیا * یہہ اسکو دیکھہ کر گھبرایا لیکن جانے سے باز نرہا
جو نہیں اُسکے پاس پہنچا وہیں اُسنے دم کھینچا * حاتم نے ہر چند
اپنے تئین سنبھالا پر نہ سنبھال سکا صاف اُسکے منہہ مین
چلا گیا جب کہ اپنے تئین اُسکے پیٹ مین دیکھا تب سجدہ شکر
بجا لایا اور یہہ کہنا شروع کیا خوب ہوا جو یہہ تن میرا آلودہ گناہ
ایک بندہ خدا کے منہہ مین پڑا نہیں تو یہہ جامہ خاکی کس کے کام

سوے کھانے کے حی سر گیا * آخر اُکتا کر ایک دن اپنے
شوہر کے پاس گیا اور کہنے لگا حضرت سلامت * میں سو
کھا کھا کر گھبرا گیا اگر کچھ اناج کی قسم سے ملے تو
بوجھی بھرے اور طبیعت لگے * اُسنے اُسی وقت اپنے نوکر کو
بلوا کر کہا کہ ہر قسم کا کھانا اور شکر اور گھی وغیرہ اور پاس
گانوں اور شہروں سے لے آؤ - ان اصلات کے سنتے ہی
دو تین اور پھر ایک شہر سے طرح طرح کے پاس خوش
اسباب اور ہر قسم کی اجناس اسباب کی مرغوب
ایک پل میں لے آئے جاتم نے انواع و اقسام کے کھانے
پکوائے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھ کر کھائے تاکہ اُسی طرح سے
ہر روز کھانا اور عیش و عشرت سلامت میں کئی دن گذر گئے
ایکدن اسنے اس اختلاط میں اپنی اہلیہ سے کہا کہ جانی میں
ایک کام کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا میرے باپ نے
زبردستی میرا بیاہ میرے ساتھ کر دیا اگر اپنی خوشی سے
تو چند روز کے واسطے مجھے رخصت اپنے باپ سے دلوا دو
تو یہ اس احسان و مہربانی کی * جب میں اُس کام سے فرصت
پاؤنگا اور رستا پہونچا تو پھر تجھ سے ملاقات کرونگا وہ اُس
بات کے سنتے ہی اپنے باپ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ بابا جان

کرونگا تو وہ کب مجھے فرصت دیگی جو مین اپنے تئین اسکام مین لگاؤنگا * اُسنے کہا کہ ای حاتم تیرا چھٹکارا اسی مین ہی * برخلاف مت کر گذر اور نہین تو اسی قید مین مر جایگا * تجھکو لازم ہی کہ اُسکی بیٹی کو راضی اور خوش کرے کہ وہی تجھکو بخوبی رخصت دلوادیگی * یہہ خواب دیکھتے ہی وہ جو جاگا پر اتنے مین پھر بادشاہ خرس نے اُسکو اپنے پاس بلوایا اور کہا ای حاتم * تیرے حق مین بہتر یہی ہی کہ میری لڑکی کو قبول کر * اُسنے پس و پیش بہت کی پر یہہ بات نہ مانی ناچار یہی مانی کہ جب مین اسکے ساتھہ اپنا بیاہ کرون تب کوئی ریچھ مجھپر گھر مین نہ آوے * بادشاہ نے کہا ای حاتم * یہہ کیا طاقت ہی کہ کوئی خرس کی جو وہان کا دھیان کرے * آنا تو درکنار * حاصل کلام اُسنے اپنے ارکان دولت کو جمع کر کے مجلس شادی کی جمائی * مسند شاہانہ بچھائی اور حاتم کو اُسپر بیٹھا کر اپنے رسوم کے موافق اُس لڑکی کے ساتھہ بیاہ دیا اور اُسکا ہاتھہ اسکے ہاتھہ مین پکڑا کر آپ اپنے لوگون سمیت خیمے سے باہر نکل آیا * حاتم نے اُسی مسند عروسی پر اُسکے ساتھہ آرام فرمایا اور مزا جوانی کا اُٹھایا * اسی صورت سے ہر روز وہ اُس رشک قمر کے ساتھہ چین کرتا تھا اور میوے قسم قسم کے کھاتا غرض یہان تک

اس کلام کے سبب سے ہی کہ یہی دو تین ہے اور حاتم کو اُس اندھیرے گڑھے میں بند کر کے اُسکے منہہ پر ایک بھاری سا پتھر رکھہ دیا وہ اُس غار میں بھوکا پیاسا حیران تھا کہ سات دن کے بعد حسن کے بادشاہ نے پھر اُسے بلوا کر اپنے پاس بٹھایا اور سمجھا بجھا کر کہا ای حاتم میری لڑکی کو قبول کر وہ پھر منکر ہوا اور اُسکی بات کو خاطر میں نہ لایا اُسنے ایک جوان سوئے کا بدگو اکر اُسکے آگے رکھا وہ بھوکا تو تھا ہی بے اختیار کھانے لگا جب سیر ہوا اُسکا پاسبان پھر اُسنے کہا کہ ای جوان اس پری پیکر کو اپنے نکاح میں لا اور حظ زندگانی کا اُٹھا حاتم نے کہا کہ یہہ مجھسے ہرگز ہو نہ سکیگا انسان کو حیوان سے کیا نسبت اُس نے پھر اپنے رکھوالے سے کہا کہ اُسے اُسی غار میں ڈال دو اُنھوں نے اُسی طرح کیا وہ کئی دن تک بے آب و دانہ قید میں رہا * اتفاقا ایک شب خواب میں وہ سر جان کیا دیکھتا ہی * کہ ایک نامرد سبز جامے کہ جو آگے ساتھی لڑا ای حاتم تو کیوں اپنی جان خواہ نخواہ اس اندھیرے کوٹھڑی میں کھوتا ہی اور نہیں جانتا کہ تو کس کام کے واسطے آتا ہی * جب تک اُسکی لڑکی قبول نہ کریگا تب تک تو اس قید سے چھوٹیگا * اس بات کو سنکر اُسنے کہا کہ ای بزرگ * اگر میں اُسکی لڑکی سے اپنا نکاح

کہکر اُس نے اپنے دو چار خرسون سے کہا کہ تم لڑکی کو عمدہ عمدہ
گہنے کپڑے پہناؤ اور دلہن بنا کر فلانی حجرے مین بٹھاؤ
وے اُس لڑکی کو بنا سنوار کر اُس حجرے مین لے گئے * پھر
حاتم کو بھی وہان لے آئے اُس نے جو نہین اُس پری پیکر رشک
قمر کو دیکھا متعجب ہو کر مجلس مین پھر آیا اور کہنے لگا * اے
خرس * تو بادشاہ ہے اور مین فقیر اگر اُس شہزادی کو اپنی
جورو کرون * تو بہت بہتر ہے * اُس نے کہا کہ
اس بات کو قبول کرو اور حیلہ وحجت چھوڑ دو کہ تم بھی شہر
یمن کے شاہزادے ہو * وہ متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ اے
ظالم مین کس بلا مین پڑا * اب کیا کرون * مین ایک کام کے
واسطے اپنے شہر سے نکلا ہون اگر یہان اپنا بیاہ کر کے رہ
رلیا مناؤنگا تو وہان منیر شامی میرا انتظار کھینچکر مرجاویگا مین خدا کو
کیا جواب دونگا * پادشاہ خرس نے جو پھر اُسے سوچتا دیکھا
پوچھا اے جوان خوشرو اگر اس بات کو قبول نہ کریگا تو قیامت تک
نہ چھوٹیگا ناحق اسی قید شدید مین مرجائیگا اُس نے اس بات کا
بھی جواب نہ دیا اور سر اُٹھا کر نہ دیکھا تب خرس نے غصے
ناک ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے غار مین ڈال دو
اور اُس کے منھہ پر ایک بہت سنگ خارہ کی رکھو اور خبردار رہو

جنگل میں حرص بادشاہت کرتا تھا * تمام رنجھ ہی رہتے
تھے اندنا واسود وسور پیچوہ اُس جگہہ سیر کرتے آتے تھے
حاتم کو دیکھتے ہی جانے جوشش ہوئے اور پکڑ کر اپنے
بادشاہ کے پاس لے گئے وہ دیکھکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ تم
ہمارے پاس بیٹھو اور اپنا احوال کہو کہ تم کون ہو اور
کہاں سے آئے ہو اور کیا نام رکھتے ہو ہمیں تو یوں معلوم
ہوتا ہے کہ شاید تم یمن کے بادشاہ حاتم ہو * اس بات
کو سنکر اُسنے کہا کہ ہاں تو تم سچ کہتے ہو میں حاتم
بن طی ہوں برائے تلاش اس جنگل میں آنکلا ہوں * اُسنے
کہا تمہارے آنے سے میں بہت راضی ہوا جو تم یہاں
تشریف لائے * اب اپنی بیٹی تمہی سے بیاہونگا کیونکہ اس
جنگل میں میری دامادی کے لائق کوئی نہ تھا مگر تم آئے ہو *
اس بات کو سنکر اُسنے اپنا سر جھکا دیا اور سوچ میں
گیا بادشاہ نے کہا کہ تو جواب نہیں دیتا شاید میں تیرے
حسب ہو کر لائق نہیں ہوں * تب اُسنے کہا کہ میں
انسان اور تو حیوان میری اُسکی مواصلت کیونکر ہو *
وہ بولا ای حاتم شہوت کی لذت میں انسان اور حیوان ایک
ہیں تو کچھ اندیشہ نکر اور میری لڑکی تجھی سی ہی * یہ

گیدڑ یہہ مروت دیکھکے بولا کہ اے حاتم تنہا دشت ہویدا کو
جاوے اور تو اُسکا ساتھہ نہ دے* اِس سخن کے سنتے ہی
وہ دوڑا اور پکار پکار کر کہنے لگا* اے حاتم میں بھی تیرے
ساتھہ دشت ہویدا کو جاونگا* اُسنے کہا اے حیوان میں ایک
تیرے احسان سے گردن اُٹھا ہی نہیں سکتا* دوسرا
بوجھہ کیونکر لون* اور اپنے واسطے تجھے وطن سے آوارہ
کس لیئے کرون* برائے خدا اِن باتون سے باز آ* یہہ مجھسے
ہرگز نہ ہوسکیگا اگر تو ساتھہ ہی دینے پر مرتا ہی تو یہی
احسان بہت ہی کہ مجھے راہ راست بتلادے* اُسنے کہا جو
رستا نزدیک ہی اُس میں آفتین بہت سی ہین اور
دوسری راہ دور دراز ہی پر اُسمین اِس قدر خطرا
نہیں* اِس واسطے مین تیرے ساتھہ جانے کا ارادہ کرتا ہون
کہ اُسکو بتادون* آگے تیری خوشی اُسنے کہا کہ خدا راہ
نزدیک کی مشکلین مجھہ پر آسان کریگا* گیدڑ نے کہا
جو راہ کہ تیرے آگے آتی ہی وہی نزدیک کی ہی اگر سلامت
رہیگا تو دشت ہویدا کو پہنچیگا* حاتم اُسکو رخصت کر کر
آگے چلا* بعد ایک مدت کے ایک چوراہا دکھلائی دیا
یہہ وہان کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ الہی کدھر جاون اور اُس

مارا چاہئے یہہ سمجھکر وہ مارے ڈر کے نڈھال ہو گیا اور اپنی جگہہ سے اٹھکر اُن دونوں کی گردن لیکر زمین پر دے پٹکا اور جی میں کہا کہ اب اِنکو کیونکر ماروں * کیونکہ میں نے آج تک نہ کسی کو مارا ہی اور نہ کسی کو دکھہ دیا ہی پر اُنھوں نے خدا کی قسم سے انکار کیا ہی * کچھہ سزا دیا چاہئے اسی بات کو جی میں ٹھہرا کر شمشیر کمر سے کھینچا * مونھہ سے اُنکے دانت توڑے اور نعل سے ناک کان کاٹ ڈالے پھر سجدۂ شکر ادا کر کے دعا مانگی کہ الٰہی ان حیوانوں کا درد دور کر * یہہ دعا اُسکی جناب الٰہی میں قبول ہوئی اُسی گھڑی ان دونوں کا درد جاتا رہا * پھر اسنے اُنکو کھولکر آزاد کیا دے دونوں کہنے لگے کہ اب ہم کو درندے کیونکر مارینگے اور ہم کسو کر جینگے * حاتم نے کہا کچھہ اندیشہ نکرو خدا اور ان ہی وہ کسی نہ کسی ڈھب سے پہنچا رہیگا اتنے میں وہ گیدڑ سامنے سے آکر کہنے لگا کہ آپ خاطرجمع رکھئے * آج کے دن سے انکا کھانا پانی ہمارے ذمے ہوا ہم جہاں میں جب تک جیتے رہینگے تب تک جہاں سے جانینگے وہاں سے لاکر انکو کھلاوینگے یہہ بات سنکر حاتم اسے واقف ہو آگے بڑھا * اتنے میں ناگاہ ایک ریچھ نے کہا ای

چل چلا جا نہیں تو رنج کھینچیگا اور مارا جائیگا * حاتم نے کہا
کہ ای جوانو برای خدا جب پر اپنی جان جاتی ہو ویسی
ہی غیر کی بھی جانو یہہ کیا بے انصافی ہی جو گیدر کے بچے مارو
اور ماں باپ کو غمگین بنا لو * وے بولے کہ ای جوان کیا اُسکے
گیدر کا حمایتی ہو کر ہم سے لڑنے کو آیا ہی * اُسنے کہا خدا کی
قسم میں اُنکا حمایتی بن کر نہیں آیا ہون بلکہ منع کرتا ہون کہ تم
اُسکے بچون کو کھا ڈالنے سے توبہ کرو اور غصہ سے خدا سے
ڈرو * وے بولے کہ ای انسان تو اُنکا غم کیا کھاتا ہی
کوئی دم میں وہی احوال تیرا بھی ہوتا ہی * اِس بات کو
سنکر حاتم نے کہا ای برای خدا اُسکے بچون کے بدلے تم
مجھکو کھاؤ پر اُن بچون کے کھانے سے ہاتھ اُٹھاؤ * وے
بولے کہ اُنکو تو کھاوینگے پر آج تجھکو بھی نہ چھوڑینگے *
حاتم نے کہا کہ قسم ہی اپنے خدا معظم کی کہ جسنے اٹھارہ
ہزار عالم پیدا کیا ہی تم گیدر کے بچون سے باز آؤ * وہ کریم
روزی رسان ہی بہر صورت تمہین رزق پہنچاویگا * وے
بولے کہ اُنکو کب چھوڑتے ہیں اور تجھکو بھی سلامت
جانے دیتے نہیں * تب حاتم نے معلوم کیا کہ یہ کمبخت
نہایت سخت دل ہیں خدا کی بھی قسم نہیں مانتے اِنکو

اس کام کو سہل کروں جو کہ تو بولا کہ ای جوان مرد
اس جنگل کے قریب کنارے رہتی ہیں اور ہمارے
بچے ہر سال کھا کھا جاتی ہیں ٭ ہمارا اتنا قابو نہیں جاتا کہ اُنکو
مار کے اپنے بچے بچاویں اگر تو انکو مارے اور ہمارے
سر سے یہ آفت ٹالے تو تیرا احسان کریں بلکہ
داموں مول لے ٭ حاتم نے کہا کہ تم مجھکو انکا مکان
دکھلا دو میں بامدد خدا مقدور کرونگا ٭ وہ مکان وہاں سے
چھہ کوس پر تھا ٭ غرض وہ حاتم کو لیکر گیا اور دکھلا کر آپ
کسی جھاڑی میں چھپ رہا حاتم آگے گیا اور اُس غار کو
خالی پاکر بیٹھا کہ اتنے میں ایک جوڑا آیا تو کیا دیکھتا ہی
کہ ایک آدمی ہمارے مکان پر بیٹھا ہی اس بات کو دریافت
کر کر دے دونو آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ای شخص
یہ جگہ تیری نہیں جو تو یہاں تنہا بے اسرہو کر آبیٹھا اگر اپنا
بھلا چاہتا ہی تو اُلٹے پاؤں باہر جا نہیں تو ابھی دکا بوٹی کر
لیتے ہیں اُسنے کہا ای بابا لو میں مردم آزار نہیں اور
نہ مرشکار ہوں تم اتنا مجھ سے کیوں ڈرتے ہو اگر یہ
مکان تمہارا ہی تو تمہیں مبارک رہے شوق سے آرام کرو
کہ سانپوں نے کہا کہ آدمی کو مروت سے کیا تو ہم کو سادے

سکر نیچے سو تڑپایا * نزدیک جا کر اُسکا اُس زور
سے کھینچا کہ بدن سے جدا ہوا پھر اُسکو لیکر ہوا پر
وہ شیر آ پہنچا * مادہ بھی اُسی صورت سے اُسکی خبرداری
میں مستعد رہی * چنانچہ اُسکو آتے دیکھکے اُسنے چڑیا کر
بچے کو بھی اُسکے پاس سے لا کے زد دیا اور رات دن اُسکے
سر رہا نہ بیٹھی جاگا کی * حاتم بھی درخت پر سے اُسکی
محنت و مشقت کو دیکھا کرتا تھا کہ اِتنے میں گیدڑ ایک پرندہ
جانور شکار کر لا کر مادہ کے آگے رکھدیا اُسنے وہ سر توڑا
اور مغز اُسکا حاتم کے زخم پر لگا دیا * وہ زخم وہین
بھر آیا اور درد جاتا رہا * حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی
طرف دوڑ کر کہنے لگا کہ ای حیوان * یہہ مجھپر تو نے احسان
کیا تو سہی مگر خوب نہ کیا کہ میرے واسطے ایک جانور
کی جان لی * اسکا عذاب مجھپر ہوگا میں خدا کو
کیا منہہ دکھاؤنگا * اس بات کو سنکر اُسنے کہا کہ یہہ
گناہ میری گردن پر ہی * تو کچھہ اندیشہ مت کر کیونکہ ہم
بھی اپنے خالق کو جانتے ہین وے اسی گفتگو میں تھے کہ
اِتنے مین حاتم نے کہا کہ اگر تمنے مجھپر یہہ احسان کیا ہی
تو کچھہ مجھسے بھی کہو تا کہ مین بھی اُسکو بجا لاؤن اور

قدرداں وصداریہ - اِس کاوت میں اس مدرر کو تاہی
کو اپنا گوشہ - دیکر عمر کی جان بچا دی * اس سے جوانی
جو یاں اِسکی سنی تو کہا کہ یہ ایسے رحم سے کیونکر اچھی
دور جائیگا کہ تب اُسنے کہا کہ اگر پری رو کر سر کا بھیجا
اِسکے رحم پر لگے تو بات کہیں میں اچھا ہو جاے پر یہ بہت
مشکل ہی اِسواسطے کہ وہ ایک جانور ہی دشت مازندران
میں کہ جسم اُسکا مور کی مانند ہی اور سر آدمی کا سا
جو کوئی اُسکے پاس جاتا ہی اور شربت پلاتا ہی تو وہ
مست ہوکر ناچنے لگتا ہی اور تماشا دکھاتا ہی * یعنی
آدمی اُس سے صورت ایسی رکھتے ہیں جیسے عورتوں سے *
یہ سنکر وہ بولی کہ ایسا کون شخص ہی جو اُسکا سر
کاٹ لاوے اور زخم کو اچھا کرے * اُسنے کہا کہ اگر تو
مدات روز یہ دل کو دل سمجھے اور یہ رات کو رات جانے
نہ کھاوے نہ سووے اور آٹھوں پہر اُسکی خبرگیران رہے
تو میں جاؤں اور اُس ہی جانور کا سر کاٹ لاؤں *
اُسنے کہا کہ اِس سے کیا بہتر ہی * کہ انسان پر جوان کا
اِحسان ہو غرض وہ اُن دونوکو وہاں چھوڑ کر گیا * جوں
دشت مازندران میں وارد ہوا اور اُسکو کسی درخت

مثل مشہور ہی آدمی سے حیوان کو کیا زیادہ ہے * گیدڑ نے ز
کہا ای مادہ شاید یہہ جوان حسن حاتم ہی اور دشت ہویدا
کی خبر کو جاتا ہی * اب چوہڑ کر درد سے اس درخت
کے نیچے گر پڑا ہی اور تڑپکر جی دیتا ہی * وہ بولی کہ
تو نے کیونکر دریافت کیا اُسنے کہا کہ میں نے اپنے
بزرگونکی زبانی سنا ہی کہ فلانی تاریخ فلانے روز
اِس جگہہ حاتم کا گذر ہوگا اور اِس درخت کے تلے اذیتیں
کھینچیگا سو وہ تاریخ یہی ہی اور وہ دن بھی یہی ہی اُسنے
کہا کہ اِسکا احوال سچ کہہ * وہ بولا کہ یہہ یمن کا شہزادہ
ہی اور بڑا سخی * آج فلانے جنگل میں ایک ہرنی
بچے والی چرتی تھی اور ایک شیر آیا اُسپر لپکا * اُسنے
اپنے جوڑے کا گوشت دیکر اُس شیر کے ہاتھ سے وہ ہرنی
چھوڑا دی اور اپنے اوپر یہہ مصیبت لی * اُسنے پھر کہا کہ
اِن نادانون میں کیا ایسے صاحب مروت ہوتے ہیں
اور کسی کی بیکسی پر وہ رحم کھاتے ہیں اُسنے
جواب دیا کہ ارے نادان یہہ کیا کہتی ہی * انسان ہر ایک ۳
مخلوق پر بزرگی رکھتا ہی * اشرف المخلوقات کہاتا ہی
* خصوصا حاتم نہایت اہل ہمت و صاحب مروت و

اُسکا ملیگا * اِس بات کو سنکر منیر نے کہا ای
جوان میں اُس مکان کو جانتا ہوں * اکثر بزرگوں کی زبانی
اُسکا نشان پایا ہی * نام اُسکا دشت ہویدا کہتے ہیں وہاں
جو جاتا ہی سو تمام دن پھرتا ہی اور یہی آواز سنتا ہی *
حاتم نے کہا کہ وہ دشت کہاں ہی * پھر تا بولا یہاں سے
تھوڑی دور جاکر دو رستے ملینگے * تو بائیں ہاتھ کی راہ
کو چھوڑ کر داہنے رستے پر ہولینا یقین ہی کہ وہیں پہنچیگا
اور اپنا مدعا حاصل کریگا کہ ہرنی اُسکو دعائیں دیتی ہوئی چلی
اور وہ پھرتا اِہی اُس سے رخصت ہوا پر وہ دونوں
اُسکی جوانمردی اور سخاوت پر عش عش کر تے
تھے * حاتم دو چار ہی قدم بڑھا ہوگا کہ درد کے باعث
سے پاؤں لڑکھڑانے * ناچار ایک درخت کے نیچے
گر کے پڑ لیٹنے لگا * وہاں ایک گدڑی کی ماند تھی اور اوہی
ماندہ ہو حیرت جو ایک تلاش کے واسطے گیا تھا * بعد دو چار
گھڑی کے جو جگت کر آیا اور حاتم کو اپنی جگہ پر پڑے لیٹے
پایا * تب مادہ نے اُس سے کہا کہ یہ آدمی ہمارا کہاں سے
آیا ہی اِسے اِس مکان کو چھوڑ نا چاہئے کیونکہ غیر
جنس سے موافقت کس طرح ہو اور صحبت کب بنے *

تو کیا چاہتا ہے وہ بولا میری خوراک گوشت ہے جو پاؤں
تو کھاؤں حاتم نے کہا بہتر جہاں کا گوشت چاہے وہاں کا
میرے بدن سے کاٹ کر کھا اور اپنا پیٹ بھر کر چلا جا * اُسنے
کہا مجھے ران کا گوشت بہت بھاتا ہے اگر وہ دو تو خوب سا
کھاؤں اور دعائیں دوں * تب حاتم نے اُسی گھڑی
خنجر کمر سے کھینچ لیا اور ایک لوتھڑا ران کا لوتھڑا
اپنے جوڑ سے کاٹ کر اُسکے آگے ڈال دیا * وہ گوشت
اُسنے کھایا اور سیر ہو کر کہا اے حاتم ایسی کیا مصیبت
پڑی ہے جو تو نے یمن سے شہر کو چھوڑا اور اس قدر تکلیفیں
اُٹھا کر اس جنگل میں خوار ہو رہا ہے * تب حاتم نے یہہ جواب
دیا کہ منیر شامی حسن بانو پر عاشق ہوا ہے اور وہ سات سوال
رکھتی ہے جو کوئی اُنکو پورا کریگا اُسی کو قبول کریگی میں نے
عند اللہ اس کام پر کمر باندھی ہے چنانچہ پہلا سوال اُسکا یہہ ہے
کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ایک بار دیکھا ہے اور دوسری
دفعہ کے دیکھنے کی ہوس ہے پر یہہ نہیں جانتا کہ وہ مکان
کہاں ہے اور وہ شخص کون ہے اور اُسنے کیا دیکھا ہے
اُسنے کہ جسکو دیکھنے کی دوبارہ آرزو رکھتا ہے پر خدا کی
طرف لو لگا کے سر بصحرا چلا جاتا ہوں کہیں تو پتہ کچھ کھوج

پہلا قصہ حاتم کی جانکا * اور پہلی سرط بجا لانیکا

القصہ حاتم نے سوداگری دو رکھا تب ایسی پتی میں آنے لگا کہ اب میں کیا کروں اور کس سے کہوں * کدھر دیکھے جالے کدھر جاؤں اور اس سعد کی گرہ کیسے کر کھولوں * مگر برائے خدا یہہ مشکل آ پڑی ہی * وہی آسان کریگا مجھ سے تو کچھ نہیں ہو سکتا * یہہ کہکر توکل بخدا آگے بڑھا ایسے میں کیا دیکھتا ہی کہ ایک بھیڑیا قریب ہی ایک ہرنی کو پکڑے اور پچھاڑ کر کھا جاوے * اس بیکسی میں جو اُسے اُس ہرنی کو دیکھا جلد جا کر ایک آواز سہم ناک سے پکارکر کہا کہ ای نابکار کیا کرتا ہی * خبردار یہہ غریب بچے والی ہی دودھ اسکی چھاتیوں سے بہا جاتا ہی * وہ اس بات کو سنکر ڈرا اور کھڑا ہو کہنے لگا * شاید تو حاتم ہی جو ایسے وقت میں اُسکی آڑے آیا * وہ بولا تو کیونکر جانا اُسنے کہا میں نے تیری ہمت و شفقت سے پہچانا * لیکن تمام ملک میں یہہ بات مشہور ہی کہ تو ہرایک مخلوق کے حق میں احسان کرتا ہی پر یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ تو میرا شکار آج میرے منہہ سے کیوں چھڑاتا * تب حاتم نے کہا کہ

کان راحت چائیگا اور رنج راحت وصال پائیگا * حاتم نے
کہا کہ وہ کون سے سوال ہیں تم اپنی زبان شیرین سے
بیان کرو * مسافت اُسکے یہہ قول ہی دو کہ اگر اُن سوالونکو
پورا کروں تو تمہارے تئین جسے چاہوں بخشدوں * اُسنے
اِس بات کو مانا اور اقرار بخوبی لیا * پھر ایک
دستر خوان پاکیزہ بچھوا کر طرح بطرح کے کھانا
کھلوا کر صورت دیکھتے روانہ دیکر اور رخصت کرو قت
یہہ کہا ہی حاتم * پہلے سوال تو یہہ ہی کہ ایک بار دیکھا ہی
اور دوسری دفعہ کی ہوس ہی اُسکی خبر لا کہ وہ کون
ہی اور کہان ہی اور اُسنے ایسا کیا دیکھا ہی کہ دوبارہ
جسکے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہی پہلے اِسکو پورا کر پھر دوسرے
کی فکر کیجیو * حاتم نے اُس بات کو قبول کر منیر
شامی کو اُسکے سپرد کیا اور کہا کہ یہہ میرا ساتھی ہی جبتک
میں یہان نہ آؤں تبتک اِسکو اپنی بندگی مین رکھنا
اور خاطر داری کیا کرنا * یہہ کہکر حاتم وہان سے رخصت
ہوا اور منیر شامی کو مہمان سرا میں چھوڑکر
... کی طرف کو چلا *

میں لے گئے وہ ہم دست کر کہا کہ لیجا کر روبرو رکھے اشرفی
و روپے بھی بہت سے حاضر کئے اور بہت التماس کیا کہ
آپ نے اکا کھانا نوش جان کیجئے اور زر سرخ و سفید
جس قدر درکار ہو رومال لیجئے اُسنے کہا ای سوداگر
خدا میں محتاج روٹی کا اور طالب زر و جواہر کا ہو کر نہیں آیا ہوں
حق تعالی نے مجھ کو بھی بہت سے زر دولت دیئے ہیں اور
بہت سے ملکوں کا سردار کیا ہی میری تو آرزو بہت
بڑی ہی لوگوں نے اس بات کو سنکر حسن بانو سے
کہا کہ حاتم نام ایک شخص یارہ دار و تمہارے سوالوں کے
جواب دینے پر مستعد ہی لیکن سر شاہی بھی اُسکے ساتھ
ہی اُس نے اس مذکور کو سنکر اُن دونوں کو بلوا لیا جب
وہ آئے تب خاتون کی خوب ہوستمی اور پوچھنے لگی تمہارا
کیا احوال ہی حاتم نے کہا شکر ہی جیسے تو نہیں لکھا ای
پھر لکھا پیر ملا کو درہ صورت دکھلا کر اُسکے دل کو اندکے
بکاین ہو جاے اور کچھ زندگانی کا حاصل نا ہو وہ بولی
ای سوداگر میں ماہرم کے ساتھ کیوں کر ہوں اور کس
طرح سے اسا دیدار دکھاؤں * ہاں مگر جو کوئی بہ ساتوں
سوال پورے کرے گا وہی بعد شادی کے مہر پرکشش حسن کا

صیادیتین کہا لائین ناچ دکھا کر دو چار روز اس طور سے
مشغول رکھا * پھر ایک دن اُسے اُداس دیکھکر کہا
ای عاشق صادق * میں تجھے آتا نہیں ایک تیرے مطلب
کی تلاش کرتا ہون اور کمر کوشش کی باندھتا ہون *
شہزادہ بولا میرے کام کا آغاز و انجام نہیں رکھیا * میں
روادار نہیں کہ تو عیش و عشرت چھوڑ کے اور
اپنے تئین محنت و مشقت میں ڈالے * حاتم بولا گو تو نہیں
چاہتا نہ جانے پر میں اپنے محسن کو تا مقدور بنا ہونگا اور تجھے
تیری محبوبہ سے اگر جیتا بچا تو ملاؤنگا * غرض اپنے ارکان
دولت کو جمع کرکے فرمایا کہ جس صورت سے مسافرون کو
مکان بھوکھون کو کھانا ننگون کو کپڑا مفلسون کو خرچ جیسے
میرے سامنے ملتا ہی * اُسی طرح سے میرے پیچھے آئندہ
ملا جاتا ہے کوئی یہ نہ کہے کہ حاتم اس شہر میں نہیں *
ایک کو نہ پھیر یکو دے اس امر میں تساہل و تغافل نکرنا
بلکہ یہہ کاربار بخوبی جاری رکھنا اس طرح سے اُنکو سمجھا
بجھا دیا اور آپ منیر شامی کے ہمراہ شاہ آباد کا رستہ
پکڑا کتنے دنون میں وہان جا پہنچا * حسن بانو کے لوگ
جو مہمان داری پر مقرر تھے پیشوا آکر اُنکو مہمان سرا میں

تیرے بھی کام کر لے میں میں قصور نا مقدور نہ کرونگا اگر
دولت دنیا درکار ہی تو اُسی لے اور اگر کسی دشمن نے
ستایا ہی تو اُسکو میرے سامنے کر دے میں مار ڈالونگا یا آپ ہی
مر ہونگا* اگر معشوق کے ملنے کی آرزو رکھتا ہی تو وہ
بھی سعی میں مل سکتا اُسکی تدبیر کرونگا* خدا کے فضل سے
اُسکو بھی تجھ سے ملا دونگا اگر ہنر کا طالب ہی تو یہ بھی حاضر
ہی* منیر شامی نے جو اس ڈھب کی باتیں سنیں
آفرین و مرحبا کہکر دعائیں دیں اور کہا ای جوان صاحب
وفا تو سلامت رہے جو ہم غریبوں کو دلاسے دیتا ہی*
یہہ کہکر وہ تصویر اپنے بغل سے نکالی اور اُسے دکھلا کر
پوچھا* اب تو ہی بتلا کہ میں دیکھے اُسکو کیونکر جیوں اور
اپنا حال اسکو کس طرح نکروں حاتم نے جو وہ شکل دیکھی
بھونچک رہ گیا پھر کہنے لگا* حق یہ طرف سری ہی پر
اللہ تعالے بات یہہ ہی تک صبر کر خاطر جمع رکھ خدا نے چاہا وصال
ملگا اُس مدت ہو میں بھی تیرے اُس کام میں قصور نکرونگا*
جب تک تیرا یار تجھ سے نہیں ملاتا تب تک تیرا ساتھ
نہیں چھوڑتا* غرض اسی طرح تسلی دیکر اُسکو ساتھ
لیکر شہر میں لے گیا وہاں حمام کروایا پوشاک بدلوائی

نوجوان خوبصورت بطور فقیروں کے قالا تہ پہلا قصہ
تلے بیٹھا روتا ہی * نہ آنکھیں کھولتا ہی نہ کسی سے درخت
ہی * حاتم اس بات کو سنتے ہی تنہا اُسکی طرف کچھ بولتا
کھڑا رہا دور سے یہ تماشا دیکھنے لگا * وہ بےخبر رو آیا چپکا
سرلاتا تھا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کرتا تھا * یہ وہ آہیں
اُسکی دیکھتے ہی رونا ہو گیا * آنکھوں میں آنسو یہہ حالت
اور اپنے جی میں کہنے لگا الٰہی اس پر ایسا حادثہ کیا جو بھر لایا
جو احوال اسکا ایسا ہو گیا ہی * غرض اپنے گھوڑے پر آئی
اُترا * اُسکے سرہانے جاکر کھڑا ہوا اور ترحم سے
ای جوان رعنا * تجھپر ایسی کیا مصیبت پڑی جو کہنے لگا
یہہ حالت ہی * اُسنے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو ایک خوش جو تیری
نوجوان مہر جبین سرو قد نازنین مشکین بادشاہ شخص
پوشاک پہنے ہوئے احوال پوچھتا ہی * جب اُسکی ان کی سی
اُلفت و شفقت کے ساتھ اُسے دیکھا بے اختیار اُس
اُٹھا ای بھائی کیا کہوں نہ طاقت تقریر کی نہ قدرت تحریر ہول
سوا اسکے ایسا کوئی نہیں نظر آتا جو میرا درد بحر کی
اور اُسکا علاج کرے * حاتم نے کہا تو خاطر جمع دل سے
اور مجھسے کہہ کیونکہ میں نے خدا کی راہ پر کمر باندھ رکھی
ہی

کیا * تب سوداگر بچی سے جانا کہ یہ اپنا دل یہاں کھو چکا ہی تھوڑے سے ...رو لی طرح ر ادو دیئے اور نام پوچھا اُسسے کہا منیر شامی ... دان رو ما ... سر بصحرا ہوا کسی جنگل میں جاکر ... دینا کبھی پہاڑ سے سر ٹکرا کر کھو دیتا ... قدم ... ہی جاتا تھا اور ...بھی اُس ... کے یہاں اسی صورت کتنے ہی شہزادے ... آئے اور اُنہیں سوالوں میں گرفتار ہو کر کتنے کافور ہو گئے اور تیسرے ... سوال اُسکی ایک ... پورا کرے گا * القصہ منیر شامی اُسکی تصویر کو اپنی بغل میں دابے ہوئے جنگل جنگل مانند مجنوں کے پھرتا تھا پر کہیں مطلب کا کھوج ... نا تھا * اتفاقا پھرتے پھرتے ایک دن متصل یمن کے ایک جنگل میں جا نکلا اور کسی درخت کے نیچے بیٹھکر مانند ابر بہار کے زار زار رونے لگا * حاتم بھی اُسی ... میں شکار کھیلنے گیا تھا * اتنے میں ایک آواز دردناک اُسکے کان میں پڑی * اُس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اُس آواز کی خبر لاؤ دیکھو تو اس بیابان میں ایسا ستم رسیدہ کون ہی جو اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتا ہی * غرض کئی شخص گئے اور آکر عرض کرنے لگے * ای خداوند ایک شخص

تیسرے دروازے پر اپنی جان دونگا * وہ مسکرائی اور
بولی کہ جان دینا آسان ہی پر دیکھنا میرا مشکل * تب اُسنے
کہا تمکو اپنی جان عزیز کی قسم ہی وے سوال کون سے
ہیں مجھسے کہو تب حسن بانو بولی * پہلا سوال تو یہہ
ہی کہ ایک بار میں نے دیکھا ہی اور دوسری دفعہ کی
ہوس ہی اِسکا جواب دو * اُسنے کہا کہ وہ کہاں ہی اور
کون ہی یہہ سخن کہتا ہی یہہ بات سنکر وہ ہنسی
اور کہنے لگی کہ کیا خوب اگر میں جانتی تو تجھسے کیوں پوچھتی
شہزادہ اِس بات کو سنکر اپنے گریبان میں سر ڈالکر
رہ گیا اور جی میں کہنے لگا کیا کروں بن دیکھے ہوئے مکانکی
طرف کیونکر جاؤں * تب حسن بانو بولی ای عزیز اگر یہی
اندیشہ ہی تو میرے دیکھنے کا خیال دل سے اُٹھا دے
اور جہاں جی چاہے وہاں چلا جا * پھر اُسنے کہا ای سراپا ناز
میرے حق میں تیرے شہر کا رہنا اچھا ہی اور یہیں کے
کوچونکا مرنا مبارک ہی * یہہ سنکر اُسنے کہا ہم ایسے
یاوہ گوؤں کو اپنے شہر میں رہنے نہیں دیتے اگر آپسے
جاتا ہی تو جا نہیں تو بے حرمت ہوکر نکلیگا * شہزادہ اِس
گفتگو سے مایوس ہوا اور اسکے سوالکا اُسنے وعدہ کر جانیکا قصد

شہر میں ایسا آیا ہی کہ وہ نہ کچھ کھاتا ہی اور نہ کسی سے
کچھ بات کرتا ہی جس باٹو نے اُسکو اپنے پاس بلوا لیا اور
کہا ای مسافر شہر غریب تو نے رکھا یا کیوں تھوڑا
اور اِس قدر زر دھو کیوں نہ لیا اگر لے لیتا وہ سا
کہیں نہ کہیں تیرے کام ہی آرہا تھا کچھ تو ہم سے لے اُسنے
کہا کہ زر و جواہر کا محتاج ہو کر یہاں نہیں آیا ہوں میں بھی
بہت سی دولت و حشمت رکھتا ہوں ملکہ شہزادہ شہر
حارزم کا ہوں اُسنے کہا اگر تو شہزادہ ہی تو فقیروں کا سا
حال کیوں بنایا ہی بولا کہ میں تیری تصویر کو دیکھکر
دیوانہ ہوا ہوں شہزادگی کو خاک میں ملا کر شہر سے نکلا
خاک چھانتا یہاں تک آ پہنچا فقط آرزوئے وصال
رکھتا ہوں جو بات سچ تھی سو کہی آگے مرضی تیری
جو جانے سو کر اِس بات کے سنتے ہی اُسنے تامل سے سر
نیچا کر لیا بعد ایک دم کے کہا * ای جوان اِس
خیال کو اپنے دل سے دور کر کیونکہ اگر خاک ہو کر ہوا
کے ساتھ تو اُڑتا پھرے گا تو بھی سوائے ایک رو گیتے تک
نہ پہنچیگا منہ دیکھنے کا تو کیا ذکر ہی مگر وہ شخص جو میری کہا
مانا یوان شرطیں پوری کرے شہزادہ بولا کہ میں

دیوار رکھوادین * مین پانی مین سے ذرا عکس دیکھہ لون تو تمہاری تصویر ہو بہو کھینچون * اُس نے فرمایا ایک طشت پانی سے بھر کر جلد دیوار کے تلے رکھہ دو * نوکرون نے وہین کیا * تب وہ اُوپر گئی اور پرچھائین اُسکی اُس مین پڑی مصور نے ایک نظر پانی مین اُسکی شبیہہ دیکھہ لی اور اپنے گھر آکر تصویرین کھینچین جو تصویر کہ تصویر تھی سو تو اُس نے اپنے پاس رکھی اور ایک ویسی ہی حسن بانو کو حوالے کی * اُس نے اُسکو بھی پسند کر کے لیا اور انعام دیکر رخصت کیا مصور تھوڑے دنون مین منیر شامی کے پاس جا پہنچا اور وہ تصویر اُسکو دکھلا کر امیدوار انعام کا ہوا * وہ اُس کو دیکھتے ہی عش ہو گیا * جب ہوش مین آیا تب آہین بھر درد دل پر درد سے کھینچنے لگا ندان یہہ بات جی مین ٹھہرائی کہ بہتر یہی ہے اب نکل جائے * گو مرضی ماباپ کی نہیں * آخرکار آدھی رات کو فقیرون کا سا احوال بناکر اپنے گھر سے تن تنہا نکلا اور شاہ آباد کی طرف راہی ہوا بعد ایک مدت کے آفتیں کھینچتا اور مصیبتین اُٹھاتا اُس شہر مین جا پہنچا پر کچھہ نہ کھایا خبرداروں نے یہہ خبر حسن بانو کو پہنچائی کہ ایک مسافر اس

ورنہ شاہ آباد کے جا پہنچا * کتنے ایک نوکر حسن بانو کے
اسی کام کے واسطے مقرر تھے کہ ہر ایک مسافر کو
لے ایک ایک مکان پر لے جاتے اور اچھے اچھے کھانے کھلا
تب اسکو رخصت کرتے لیکن اسکے پاس لے
آتے تھے * وہ اسکا احوال پوچھتی تھی اور طرح موافق
اسکے حال کے دیکر رخصت کرتی * اسی صورت سے
وہ بہروپ اسکو بھی حسن بانو کے پاس لے گئے
اسنے ایک پردہ ڈال کر اسکو اپنے پاس بلوایا
اور کچھ احوال پوچھا اسنے عرض کی کہ میں امیدوار اس
بات کا ہوں کہ یہ باقی عمر اپنی آپ کے سایۂ دولت میں
بسر کروں اسنے کہا کہ تو کیا کام جانتا ہے * اور کیا ہنر
رکھتا ہے * وہ بولا کہ میں مصوری کا کام ایسا جانتا ہوں
جسکی تصویر چاہوں بن پردہ کھینچوں اس بات کو سنکر
اسنے نوکر رکھا بعد تھوڑے دنوں کے جی میں یہ خیال
گذرا کہ اپنی تصویر کھینچوائے اور اسکو دیکھئے اسکا
صورت سچ معلوم ہو جائیگا * ایک دن اسکو بلوایا اور
کہا ای مصور میری تصویر دیکھے کھینچ اسنے کہا آپ
کوٹھے پر جائیں اور ایک لگن پانی سے بھروا کر زیر

پھر جان اور روح۔ اُسکا مالک۔ مالک کا نون کانون مین مشہور ہو
گیا کہ ایک نئے شہر مین ایسی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اور
سخاوت و مروت اِس قدر رکھتی ہے کہ ہر ایک خدا کے بندے کا
سر اپنے بار احسان سے جھکا دیتی ہے اور اپنی شیرین
سخنی سے ہر ایک کے دل کو غلام کر لیتی ہے * حق تو یہ ہے
کہ نہ ایسی سخی ہے نہ دیکھی اور نوکر بھی اُسکے امانت دار
اور دیانت دار ہین کہ ہر ایک محتاج غریب کو روپے
اور اشرفیون سے نہال کر دیتے ہین نام اُس کا ا۔
اِس زمانے مین سخاوت و رحم کے باعث چاند اور سورج
سے بھی زیادہ روشن ہے یہ خبر رفتہ رفتہ شہر خوارزم مین
پہنچی * وہان کا بادشاہ بھی لشکر عظیم اور ملک وسیع
رکھتا تھا ایک بیٹا اُسکا منیر شامی نام جو پندرہ برس کا
نہایت حسین و خوبصورت تھا * اتفاقاً آوازہ حسن بانو
کی سخاوت و خوبصورتی کا اُس لڑکے نے سنا
سنتے ہی عاشق ہو گیا اور ایک مصور کو بلوا کر کہا کہ مین
اِس قدر روپے تجھے دیتا ہون * تو شاہ آباد مین جا اور
حسن بانو کی تصویر جس طرح بنے اُس کی من و عن
کھینچ لا * وہ کئی مہینے کا وعدہ کر کے اُس سے رخصت ہوا اور

ہر گئے دیکھتے کیا ہیں کہ رو سر طرح سے مالا مال ہیں جو ل
جاتا کہ اسکو نکال کر لاویں وہیں وہ رو صاحب بچھو کی
صورت ہو گیا ٭ وہ اس واردات سے ڈر کر
بادشاہ کے پاس گئے اور اس احوال کو ظاہر کیا ٭ بادشاہ
حیران ہوا اور شاہ بانو کے گھر سرکار گاڑ دو ہوگیا ٭
سب حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند کچھ اندیشہ مت کر ٭
یہہ مال و اسباب حق تعالی نے تیرے ہی قسمت میں
لکھا ہی ٭ تو مختار ہی دوسرا اسکو نہ لے سکیگا وہ
اس تسلی آمیز باتوں سے خوش ہوئی اور اداب بجا لا کر
عرض کرنے لگی کہ اگر حکم ہو تو یہہ لونڈی اس دولت بے قیاس
کو راہ خدا میں تصرف کرے بادشاہ نے پروانگی دی
اور اس سے رخصت ہو کر دولت خانہ پر شہزادی لے
گئی چھوٹے سے لوگ شاہ کے اسکی حفاظت کے واسطے
وہاں چھوڑے اس نے اس روپیے سے ایک مسافر خانہ
عالیشان بنوایا ٭ ہر ایک مسافر کو کھانا کپڑا بقدر حصہ
دیتی اور رخصت کرتی ٭ جو کوئی کہیں کا ارادہ کرکے
اسکے شہر میں آتا ٭ یہہ اس کو موافق اسکی قدر کے
طرح دیکر رخصت کر دیتی تھی کتنے دنوں میں تیاریوں پر

پہچان اور روپیہ اُسکا مال ہے۔ مالک گانون گانون مین مشہور کیا کہ ایک شاہ آباد شہر مین ایسی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اور سخاوت و مروت اِس قدر رکھتی ہے کہ ہر ایک خدا کے بندے کا سر ہر ایک پر اپنے احسان سے جھکا دیتی ہے اور اپنی شیرین سخنی سے ہر ایک شہر کو غلام کر لیتی ہے * حق تو یہہ ہے کہ نہ ایسی سنی ہے نہ دیکھی اور نوکر بھی اُسکے امانت دار اور دیانت دار ہیں کہ ہر ایک محتاج غریب کو روپئے اور اشرفیون سے نہال کر دیتے ہیں نام اُس کا ہے۔

اِس زمانے مین سخاوت و رحم کے باعث چاند اور سورج سے بھی زیادہ روشن ہی یہہ خبر رفتہ رفتہ شہر خارزم مین پہنچی * وہاں کا بادشاہ بھی لشکر عظیم اور مال و متاع رکھتا تھا ایک بیٹا اُسکا منیر شامی نام جو پندرہ برس کا نہایت حسین وخوبصورت تھا * اتفاقاً آوازہ حسن بانو کی سخاوت وخوبصورتی کا اُس لڑکے نے سنا سنتے ہی عاشق ہو گیا اور ایک مصور کو بلوا کر کہا کہ مین اِس قدر روپئے تجھے دیتا ہون * تو شاہ آباد مین جا اور حسن بانو کی تصویر جس طرح بنے اُسے من و عن دیکھ کر کھینچ لا * وہ کئی مہینے کا وعدہ کر کے اُس سے رخصت ہوا اور

رہ گئے دیکھتے کیا ہیں کہ زر سرخ سے مالا مال ہیں جوں
جانا کہ اُسکو نکال کر لاویں وہیں وہ زر صاحب بچھو کی
صورت ہو گیا * یہ اس واردات سے ڈر کر
بادشاہ کے پاس گئے اور اس احوال کو ظاہر کیا * بادشاہ
حیران ہوا اور شہ بانو کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا *
تب حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند کچھ اندیشہ مت کر *
یہ مال واسباب حق تعالی نے تیرے ہی قسمت میں
لکھا ہے * تو مختار ہے دوسرا اسکو نہ لے سکیگا وہ
اس بی بی آپ ان باتوں سے خوش ہوئی اور آداب بجالا کر
عرض کرنے لگی کہ اگر حکم ہو تو یہ لونڈی اس دولت عباس
کو راہ خدا میں تصرف کرے * بادشاہ نے پروانگی دی
اور اُس سے رخصت ہو کر دولت خانہ پر تشریف لے
گئے * صورت سے لوگ سپاہ کے اسکی حفاظت کے واسطے
وہاں چھوڑے * اُس زر اشرفی روپے سے ایک مسافرخانہ
عالیشان بنوایا * ہر ایک مسافر کو کھانا کپڑا نقد جنس
دیتی اور رخصت کرتی * حاجتمند جو کوئی کہیں کا ارادہ کر کے
اُسکے شہر میں آتا تھا * پھر اُس کو موافق اُسکی قدر کے
خرچ دیکر رخصت کر دیتی تھی کتنے دنوں میں شہزادیوں نے

اور عرض کی کہ خداوند یہہ کمترین اُمیدوار اِس بات کی ہے
کہ اگر آپ اِس بیکس کے گھر قدم رنجہ فرماوین تو یہہ باندی
بہت کچھہ رکھتی ہے * سب کاسب حضور عالی میں گذرانے
اور اپنی حقیقت ظاہر کرے بادشاہ نے اُسکی عرض
قبول کی وہ بحضور سے رخصت ہوکر اپنے مکان میں آئی
اور تمام شہر کو آئینہ بندی کروا کر محل کو بھی فرش
فروش سے آراستہ کیا * بعد دو تین دن کے بادشاہ نے
اُسکے شہر کی طرف کوچ کیا جب نزدیک جا پہنچا * وہ اپنی
سپاہ سمیت استقبال کو آئی نکلے سے شہر کے باہر
آئی اور قدم بوس ہوکر بخوبی اہتمام کرتی ہوئی محل میں لے
گئی * ایک مسند شاہانہ پر بٹھا کر وہ دوسرا طاؤس مرصع
اور کئی خوان زر وجواہر کے آگے رکھے * بادشاہ اُنکو
دیکھہ کر نہایت خوش ہوا * پھر اُس نے ساتوں کوٹھریاں زر
سرخ سے بھری ہوئی دکھلادیں اور ہاتھہ باندھہ کر
عرض کی کہ اہل کاروں کو حکم ہو کہ اِس مال و اسباب کو
چھکڑوں پر لدوا کر خزانۂ بادشاہی میں داخل کریں بادشاہ
نے وزیروں سے کہا کہ تم ابھی اِس مال کو خزانۂ عامرہ میں
یہاں سے اُٹھوا کر بھجوا دو * اور متصدیوں نے سب کو

دکھلا* اُس لڑکا کا چھٹکارا لیا تو ہر ایک کے پاس سے
مال اور کمند اور بہت سا نکلا اور ورق کی بھی کمر
میں سے طاؤس مرصع اور کئی پیالیاں ہاتھ آئیں*
بادشاہ اِس حال کو دیکھ کر متعجب ہوا اور غضب
سے کہنے لگا کہ ابھی اِن کو سولی دو کہ پھر کوئی ایسی
دغابازی نہ کرے* وہاں زبان ہی ہلا لڑکی وزیر بھی جاوے
ہر ایک کا کام تمام کیا* حسن بانو نے جو دیکھا کہ دشمن
اپنے سب مارا گیا* کرسی سے اٹھی اور ہاتھ
باندھ کر عرض کرنے لگی کہ جہاں پناہ* یہ لونڈی جاں نثار
سوداگر کی بیٹی ہے* حضرت اِسی
بعید کے واسطے اس لونڈی کو شہر بدر کیا تھا*
ابھی اسی حاجت کی بصیرت ابھی میں کا تمام مال
اسی کے گھر میں ہی آکر خداوند اُس کو کھدوا دیں تو نکلے
ہی لگے اور بہت سچ اس باندی کا حضور پر نور میں ظاہر-
ہووے* بادشاہ حضرت سے انکساں کا تمام اور فرمایا
گزاروں کا گھر کھودیں اور حسن بانو کو بھیں وآئیں سے
ہی کی آخر کار جب اُس کا مکان کھودا تو تمام مال
سوداگر کا نکلا* حسن بانو نے اُس کو بادشاہی کی نذر کیا

اور اداب بادشاہی سے بجا لاکر عرض کرنے لگا *
جہان پناہ آج آدھی رات کے وقت برزخ سوداگر کی حویلی میں
چور پڑے تھے * یہہ سنکے خواجہ اِس احوال کے دریافت
کرنے کو تیں ہی وہاں جا پہنچا اور اُن کو معہ زر و جواہر باندھ کر
حضور اعلی میں لے آیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ شاید میں نے
اِن کو کہیں دیکھا ہے * ظاہر صورت آشنا سی نظر پڑتی
نہیں * وہ یہہ عرض کر ہی رہا تھا اِتنے میں ماہ رو شاہ آیا
اور مجرا قواعد بادشاہی سے کر کے آیا کرسی جواہر نگار پر
بیٹھ گیا * بادشاہ نے پوچھا کہ اے فرزند ارجمند شب کو
کیا تمہاری حویلی میں چور پڑے تھے * اُس نے کہا کہ
جہان پناہ کوتوال بر وقت پہنچا نہیں تو گھر لٹتا اور میں مارا
جاتا * یہہ بات سنکر بادشاہ نے کہا کہ اُن چوروں کو
ہمارے سامنے لاؤ وہیں وے اُسی طرح سے اُن کو باندھ کر
ہو سے لے آئے * بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اے فرزند یہہ تو
ہمارے ارزق شاہ صاحب معلوم ہوتے ہیں اُنکو اور نزدیک
لاؤ غرض وے آگے آئے اور بخوبی پہچانا نرگہ تو وہی
شاہ صاحب تھے اور وہی اُن کے چالیسوں مرید * پھر
کوتوال کو حکم کیا کہ تو اِنکی گٹھریاں اور کمرین کھول ڈالا

اسے میں وہ احال گرد اک دھا ترے کا دھا آرا اکر اُسکی
حویلی میں پتھا اسباب عارت کر رکا عرص ہر ایک ہ
ہر ایک طرح کے اسباب کا گٹھر باندھ کر ا پہ ا پہ
سر پر رکھا وہ درویش دہی اُس طاؤس مرصع کو لیکر حویلی
سے باہر نکالدیا وے تو ایسے ناک ہو گئے رہے تھے *
اپنی اپنی جگہہ سے کودے اور اُن کو باندھنے لگے *
بدان اُن سبھوں کی مشکیں چڑھالیں اور گٹھر یاں اُنکے
گلے میں ڈال دیں * عرص اِس قدر شور وعل ہوا کہ
کوتوال خود چلا آیا * اُنھوں نے عرص کی کہ اب
آپ بھی اِن سے خبردار رہیں صبح کو حضور معلی میں
لے جائیں وہاں سے جو حکم ہوگا سو کیا جایگا * جس بانو اُن
دشمنوں کو گرفتار دیکھہ کر بہت خوش ہوئی اور اپنے
نوکروں کو اِنعام دے کر خصت ہے جی سے پاؤں پھیلاکر
سو رہی * اِتنے میں صبح ہوئی بادشاہ نے برآمد ہوکر تخت
سلطنت پر جلوس فرمایا * وزیر و امیر و خان و نواب مجرا
کرکے اپنا اپنا پایہ پر کھڑے ہوئے * حضرت نے
ارشاد فرمایا * کہ آج کی رات شہر میں کیا شور وغل تھا *
اتنے میں کوتوال اُن سبھوں کو باندھے ہوئے آپہنچا

کھاؤں تو عبادت کیا خاک کروں * پھر دل مین کہا تھا
کہ یہہ اسباب سب کہ کا ہے جو ایسا ہی ہے کہاں جاتا ہی *
پھر ایک مرصع کا عطر دان پان دان آگے لا رکھا * اُسنے
عطر ملا گھڑی دو گھڑی کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھر
آیا اُن چوروں سے کہنے لگا کہ یہہ کہانا ہے جو حلال ہوگا کہ
ہم تم آج ہی کی رات جاکر تمام اسباب چرا کے اپنے
گھر لے آوین اسی گفت گو مین تھک کر رات ہو گئی
تب اُسنے چوروں کے کپڑے پہنے اور اُن سب
چالیسوں کو ساتھ لے کر آدھی رات کو اُسکی حویلی
طرف چلا * بادشاہ نے اپنے لوگوں سے پہلے ہی کہہ رکھا تھا
کہ تم کچھ اسباب کہیں سے نہ سمیٹنا جہان کا تہان پڑا
رہنے دینا پر مستعد بیٹھے رہنا اور ایک رقعہ بھر کر
کوتوال کو لکھ بھیجا کہ آج کی رات ڈاکا پڑنے کی خبر ہی
تم تھوڑے سے لوگ ہتیار باندھ آوو اور ایک کونے مین
چھپے کھڑے رہو جس وقت اس حویلی سے شور
وغل کی آواز بلند ہو * اُسی گھڑی تم آن پہنچنا اور
چوروں کو باندھ لینا کوتوال اِس خبر کے سنتے ہی سو دو
سو پیادوں سے اُسکی حویلی کے نزدیک آکر بیٹھ رہا کہ

مسند شاہانہ پر بٹھایا * جواہر و جواہر مع طاؤس مرصع
ندر گذرانے * وزیر زادوں نے کئی سب اُسمیں تمام جواہر
اپنے طاقوں پر جڑوا دئیے * اس لئے کہ جس وقت نظر
وزیر کی اُس پر پڑے تو طمع اُسکی زیادہ بڑھے پھر کئی جوان
موٹے موٹے منگوائے اور ایک دستر خوان زر بفت کا
بچھوایا اور اوس پر طرح طرح
کے اور ہر قسم کے کھانے نکال کر چنے اور رنگا رنگ
چاشنی آتا رے ہاتھ دھلاکر عرض کی کہ پیرو مرشد کچھ
نوش کریں اور اس کمترین کو سرفراز فرمائیں * اسبات
سے کہ اُس کو بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا اور آپ
تو نہیں چالیسوں وزیروں کے ساتھ کھانا کھانا شروع کیا
دو چار ہی لقمے کھاکر کہا کہ بس زیادہ کرو * فقیر کو بہت پیٹ
بھر کر کھانا اچھا نہیں کیونکہ اگر بہت کھاؤ تو عبادت الہی
نکر سکیگے * بادشاہ نے پھر عرض کی کہ پیرو مرشد اس
کمترین کی تو تسلی نہیں ہوتی * دو چار نوالے آپ اور
بھی تناول کریں * اُسنے کہا اچھا کھاتا ہیری خاطر سے کھاتا
ورنہ میں تمام رات دن میں دو چار نوالے کھاتا ہوں،
آٹھ پہر یاد الہی میں مشغول رہتا ہوں کیونکہ جو زیادہ

باندھ کر عرض کرنے لگا * جہاں پناہ ارادہ یوں ہے کہ
چندروز برزخ سوداگر کی حویلی میں رہوں سلام مجرے کو بھی
ہر روز حاضر ہوا کروں لیکن کل اپنے پیر و مرشد کی تواضع
کر لوں * بادشاہ نے فرمایا بہت بہتر یہہ تیرا اختیار ہے
ملکہ ہماری بادشاہت میں اپنے ہی جان * وہ اُٹھکر
ادا بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ اِسقدر بندہ پروری
اور اِتنی سرفرازی خداوند کی محض نوازش ہے * فدوی
ہر صورت سے تابع دار بادشاہ عالم پناہ کا ہے غرض بادشاہ
سے رخصت ہوا اور اپنے باپ کے گھر آکر ضیافت
کی تیاری کی پھر ایک آدمی سے کہا کہ تو جاکر اُس
فقیر مکرم کی خدمت میں اِس عاجز کی طرف سے بندگی عرض
کر کہ کل اگر تشریف ارزانی فرماو تو گویا اِس کمترین
کو بے دام مول لو * غرض وہ گیا اور اُنسے کہتے
سنکر موجب عرض کی اُنہنے اِس بات کو قبول کیا * صبح کو
اُسی اپنی عادت سے فقیروں کو ساتھ لئے سوداگر بچے
کی اِینٹھوں پر پانو رکھتا ہوا چلا ماہ رو شاہ نے فرش
و فروش مکلف و مسند شاہانہ سے ایک مکان آراستہ کیا تھا
چمکا رکھا تھا اُس میں داخل ہوا * شاہزادے نے فوراً اُٹھکر

کی ہی قابل بادشاہوں کے بالاخانی خالی پڑی ہی اگر خداوند
دو چار روز کے واسطے عنایت کریں تو یہہ غلام خدمت
ایسے ولی کی قرار واقعی کرے اور دولت زوال سے
بہرہ مند ہووے * بادشاہ نے کہا کہ ای فریدا تو سمد
تو نے اسکی خبر کہاں سے پائی اُس نے عرض کی کہ اکثر
اِس شہر کے رہنے والے اُسکی تعریف کرتے ہیں
اور نام اُس کا بھی یہہ حویلی لیے ہیں بادشاہ نے کہا ای
بادروشاہ * وہ حویلی ہم نے تجھی کو بخشی * اِسبات کے
سنتے ہی وہ آداب بجالایا اور اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر
اُس حویلی میں داخل ہوا * پھر اُسکو بے مرمت دیکھ کر
بے اختیار در و دیوار سے لگ لگ رویا اور کہنے لگا کہ
لوگو اِس حویلی کو مرمت کرکے جلد درست کرو یہہ کہکر اپنے
شہر چلا گیا بعد ایک ہفتے کے سامانوں کا سرانجام تیار
کرکے اُس میں بھیجا اور کئی جوان سو خوبرو نوکر
مرصع پوشوں سمیت اور بہت سا سرانجام زری بافت
وزربفت و بوم طلا کا ایک اور طاؤس یاقوتی اور
بہت سا جواہر بیش قیمت اپنے ساتھ لایا پھر اپنے نوکر
چاکر اُس حویلی میں چھوڑ کر بادشاہ کے پاس گیا ہاتھ

صورت دیکھنا روا نہیں لیکن کیا کروں تابع دار بادشاہ ہوں
اُنکے مصاحب جانا ضرور ہے * گو کہ گھر اُسکا میرے
واسطے خانہ گور ہی حاصل کلام بادشاہ کے مصاحب ہو کر
اُس فقیر کے گھر گئی اور بادشاہ اُسکی تعریف کرنے اُس شیطان
کے آگے کرنے لگا یہہ ماہ روشاہ کے نام سے مشہور تھی
ایسا سر جھکا کر تعریفین سنتی تھی اور چپکے چپکے کہتی تھی کہ
اِس قدر جو مجھپر سرفرازی و مہربانی کرتے ہیں یہہ
سب زر و جواہر کی تعریف ہے نہیں تو میں وہی برزخ
سوداگر کی بیٹی ہوں کہ جسکو اپنے شہر سے نکلوا
دیا تھا اور مال و خزانہ لوٹ لیا تھا اتنے میں بادشاہ اُٹھا
اور اُس فقیر سے رخصت ہونے لگا * ماہ روشاہ نے
ہاتھ باندھکر عرض کی اگر پیر و مرشد اِس کمترین کے
گھر مین قدم رنجہ فرمائیں تو عین سرفرازی و بندہ پروری
ہے اور یہہ بات خصلت سے بزرگوں کی بعید نہیں اُس
اِبلیس انسان صورت شیطان سیرت نے کہا کہ بابا البتہ
مین آونگا * ماہ روشاہ نے پھر بادشاہ سے عرض کی کہ
میری حویلی سے شہر نہایت دور ہے شاہ صاحب کو
تصدیع ہو گی صلاح یہہ ہے کہ یہان ایک حویلی برزخ سوداگر

تھی اور بہر در راح مزدوروں کو انعام دے دے کر
تقید کرتی تھی کہ جلدی کرو معطل نہ رہو دے رات دن اُسی
کے سامان میں لگے رہے تھے بعد دو برس کے ایک شہر
عظیم آباد کیا * نام اُسکا شاہ آباد رکھا * کاریگروں کو
بے انتہا انعام و خلعت دیکر رخصت کیا * پھر تو حسن بانو
اکثر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگی ایک دن بادشاہ
کے منہ پر کو وہ آئی اور حضرت اُس وقت اُس
درویش بزرگ صورت شیطان سیرت کے یہاں جایا
چاہتے تھے حسن بانو کو دیکھتے ہی کہنے لگے کہ ای فرزند
آج جی چاہتا ہی کہ ہم تم دونو اُس بزرگ وار نیک
کردار کی خدمت میں حاضر ہوویں سعادت دارین حاصل
کریں کیونکہ ایسے خوش زمانہ کی زیارت کرنی صورت
نجات کی ہی * بسم اللہ کیجئے * حسن بانو نے عرض
کی کہ خداوند ایک تو ایسے بزرگ کی قدم بوسی سے دونو
جہانکی خوبی حاصل ہوتی ہی * دوسرے جہان پناہ کے
ہمراہ رکاب جانا * اِس بات سے خوا میرے حق میں کیا
بہتر ہی جو کروں اور اِس دولت عظمیٰ سے ہاتھ
اُٹھاؤں * پر جی میں کہتی تھی کہ ایسی شیطان مجسم کی

ہمیں تو آج سے اُنکر جگہہ مجھہ کو سمجھہ فرزندی میں میری داخل ہو چکا ہے سو کر جہاں چاہے وہاں رہ کیچھہ اندیشہ خاطر میں نلا جو چاہے سو کر جا * حسن بانو ادا بجالا کر عرض کرنے لگی * کہ اے خداوند اگر اسی غلام کو شہزادوں میں شمار کیا ہے تو کسی عمدہ خطاب سے سرفراز فرمائیے تا حرمت و عزت زیادہ بڑہے کہ بہرام نام میرا لایق نہیں جہان پناہ نے اس سخن کو پسند کیا اور اُسکا نام ماہ زوشاہ رکھا پھر فرمایا اے فرزند ارجمند * وہ جنگل یہان سے بہت دور ہے * جی چاہتا ہے * کہ ایک شہر اپنے نام سے تو شہر کر قریب آباد کرے * اُس میں بخوبی رہے اُس نے پھر عرض کی کہ جہان پناہ * وہ صحرا نہایت دل چسپ ہے سوا اسکے اُس کے نزدیک دار السلطنت کے دور ہے شہر آباد کرنا تر سے اور ہے * امید وار فضل و کرم کا ہوں کہ معماروں کو حضور سے ارشاد ہو جو وے جاکے اُس جنگل مین شہر بناوین * بادشاہ نے اُن کو حکم کیا بلکہ فرمایا کہ ہوا ایک کارکن جاوے اور اُس شہر کے آباد کرنے میں مشغول ہووے وہ بھی ایک مہینے میں دو تین بار حضور میں مجرے کے لئے آیا جایا کرے

ساتھ اختیار کے حضور میں لا آئے * وہ صحراگاہ میں
کھڑی ہوکر آداب و قواعد بادشاہی سے تسلیمات و
کورنشات بجا لائی اور جوان مرد کو زیر تخت رکھ کر
اُمیدوار مہربانی کی ہوئی * بادشاہ اُس کو دیکھ کر
خوش ہوا شفقت سے احوال یوں پوچھنے لگا کہ تم کس
شہر کے رہنے والے ہو اور کس کام کو یہاں آئے ہو *
تمہارا نام کیا ہی وہ ناچار بادشاہ سے عرض کرنے لگی کہ میں
فلاں زمیندار کا بیٹا ہوں قبلہ گاہی گردش فلکی سے فلاں
شہر کر ورنہ جہار پر مر گئے * میری آرزو اس آستانے پر
جبیں سائی کی کمال مرتبے رکھتا تھا آج طالع کی مدد سے
حاصل ہوئی جو یہاں تک پہنچا * اب اُمیدوار اس بات
کا ہوں کہ مانند عمر اپنی دامن دولت کے سائے میں بسر
لیجاؤں کیونکہ شرف ہونا اس در دولت سے سعادت
دارین ہی اور نعمت کونین * اور درخواست اس بات کی
رکھتا ہوں اگر حکم ہو تو فلانے جنگل میں جو دور رہوں اور
ایک شہر آباد کر کے نام اُس کا شاہ آباد رکھوں *
بادشاہ اس سخن سے نہایت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ
دے کر کہنے لگا کہ اے جوان طالع تیرہ باپ نہیں

مالا قارت کر کر کہنے لگا کہ تم تھوڑے کاریگروں کو اپنے
ساتھ لیکر فلانے جنگل میں جاؤ * مجھکو کچھ تم سے کام ہے
اُس نے بسر و چشم قبول کر کر اپنے عملے سمیت راہ
اُسکی اختیار کی * وہ اُن کو اپنے ساتھ لئے ہوئے حسن بانو
کے پاس آیا * اُس نے بہت سی تسلی اور انعام دیکر
جس کام کے واسطے بلوایا تھا اُسی میں لگا دیا بعد چھ
مہینے کے جب ایک حویلی سنہری عمدہ بنوا چکی تب معماروں
سے کہنے لگی کہ اب تم اُسکے گرد شہر عالیشان کا ڈول
ڈالو اور اُسے آباد کرو * اُنہوں نے عرض کی کہ بادشاہ
کی بے مرضی اتنا بڑا شہر یہاں بسانا اچھا نہیں * اس بات
کو بہتر ہی حسن بانو لباس مردانہ سے سج سجا
ایک عربی گھوڑے پر سوار ہو تھوڑے سے
پیادوں کو آگے رکھ ایک خوان جواہر اور ایک مور
یاقوت کا اپنے ساتھ لے شہر کی طرف روانہ ہوئی * یہہ
خبر بادشاہ کو پہنچی کہ ایک سوداگر بچہ نہایت عمدہ
حضور کی قدم بوسی کی آرزو رکھتا ہے اور دردولت تک
آ پہنچا ہے * بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکو نہایت عزت و حرمت
سے حضور میں حاضر کرو * لوگ اُسکو ہاتھوں ہاتھ

آدت نہ برتے اسمی بات جب میں قفس کر ابے میں
حسن بانو کا کوکا دہری اھیس سائے ہوئے اسی جاگہہ آنکلا
اور لڑاجسار اُسکے پاؤں پرگرکے سر وچشم جوبنے
لگا * اُس لڑاُسکو گلے سے لگالیا اور رو رو کر دلاسا دیا
کہ خاطر جمع رکھہ * جن لعال لے اِس قدر زر و جواہر
بیشمار دیا ہے کہ جسکا حساب نہیں ہو سکتا * تو اِس وقت
کچھہ تھوڑا ساتھ خرچ راہ لے اور شہر میں جاکر تلے ہمارے
اقربا میں سب کو میرے احوال سے آگاہ کر کے لے آ
اور راج مزدور و معمار بھی اچھے اچھے بلا لاکر دے ایک
عمارت عالی شان بنا رکھ کیوں کہ میں ایک شہر یہاں
بنا ساؤں اور اُسکا نام شاہ آباد رکھوں پر یہہ احوال
تو کسی پر ظاہر نہ کرنا * یہہ بات سن کر اُس نے کچھہ تھوڑے
سے زر لیے شہر میں آیا اور اُنکے اقربا جو جا بجا
بادشاہ سے بھیک مانگتے پھرتے تھے اُن سبھوں کو بخوبی جمع
کرکے اُنکے پاس لے گیا وہ سب لوگ حسن بانو کو دیکھہ کر
خوش ہوئے اور ایک خیمہ بہت بڑا کھڑا کر کے آپس میں
رہنے لگے * بعد اس کاروبار کے جب اُس نے فرصت
پائی تب وہ پھر شہر میں آیا اور اُنکے جسر وار معمار سے

اُس نے کہا میں ایک عورت ناتوان کیونکر اس زمین
کو کھودوں اور کیونکر اس دولت بے شمار کو اپنے
قبضے میں لاؤں اُس نے کہا کہ تو ایک لکڑی سے تھوڑی سی کھود
اور قدرت خداداد یہ دیکھ کہ وہ اس مشکل کو کیونکر آسان
کرتا ہے اس بات کے سنتے ہی حسن بانو چونک اُٹھی
اور اپنی دائی سے یہ حقیقت کہنے لگی * آخرکار اُس نے اور
اُسکی دائی نے جو اُس درخت کی جڑ تھی اپنے اپنے
زور کے موافق ہلائی اور تھوڑی سی ایک لکڑی سے
کھودی تو بہت سے کوزے اور قمقموں سے بھرے اور
صندوق ہر طرح کے جواہر سے معمور تھے اُس موتی کے
جو مرغابی کے انڈے برابر تھا دکھائی دیئے * حسن بانو
اس دولت خداداد کے دیکھتے ہی خوش ہوئی اور
سجدہ شکر خدا کا کر کے اپنی دائی سے کہنے لگی کہ اے
اماجان * تم اسی گھڑی شہر کی طرف جاؤ * اور ہمارے
کنبے کے لوگوں کو لے آؤ اور کچھ تھوڑی تھوڑی چیزیں
کھانے پینے کی ضرورت کی لیتی آؤ * اس نے کہا کہ جانی میں
تمہیں تنہا چھوڑ کر کیونکر جاؤں اور اُنکو لاؤں اگر کوئی بھی
اور ہوتا تو مضایقہ نہ تھا مجھکو یہ ڈر ہے کہ کہیں کچھ اور

تھی اور رو کر اپنی دائی سے یہ کہتی تھی کہ ای مادر
مہربان* ایسی حالت میں کیا ہوئی جو میں اس عذاب
میں پڑی* وہ اس کو گلے لگا لائیں نے یوں دلاسا دیتی
تھی کہ بابا گردش فلکی سے کچھ چارا نہیں مگر اگر
خدا فضل کرےگا تو پھر کچھ ہو رہےگا اسی صورت سے
گریہ و زاری کرتی ہوئی اپنی دائی سمیت ایک اور جنگل
میں جا پہنچی اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے مارے
دھوپ کے جا بیٹھی دو چار دن کی بھوکی پیاسی تو تھی ہی
بے اختیار نیند آ گئی تو وہ لڑکی اسی درخت کے نیچے خاک
ہی پر سو رہی کیا خواب دیکھتی ہے کہ ایک شخص بزرگ
صورت نیک خصلت سفید کپڑے پہنے عصا
ہاتھ میں لئے گلے میں تسبیح ڈالے کھڑاؤں پہنے سرہانے
کھڑا کہتا ہے کہ بابا غم نہ کھا اور اندیشہ مت کر وہ
کریم کارساز ہے اسے کچھ عجب نہیں جو تجھے پھر اسی
مرتبے پر پہنچا دے چنانچہ اس درخت کے نیچے سات
بادشاہت کی دولت گڑی ہے جو حق تعالی نے تیری
ہی واسطے یہاں چھپا رکھی ہے اب تو اُٹھ اور اس
خزانے کو اپنے تصرف میں لا* دل کو یاد خدا میں لگا*

مالکہ پھر ایک اور بھی اندیشہ ہے سو یہ ہے کہ ہوگا کہ جہان پناہ
بعد ہمارے ہمارے فرزندوں سے بھی یہی سلوک کرینگے
جو آج اس لڑکی کے ساتھ کرتے ہیں * اِس خیال کو
اپنے اپنے جی میں جگہہ دیکر کنارہ کش ہونگے اور فرصت
پاکر بھاگ بھاگ جاوینگے اغلب ہے کہ غنیموں سے
ملیں اور خداوند سے دشمنی کریں یہہ حقیقت عرض کرنی
واجب تھی عرض کی * آگے جو مرضی خداوند کی * اِس
بات کو سن کر بادشاہ نے کہا کہ اے دانشمند میں نے
تیری سفارش سے اور برزخ سوداگر کی خاطر سے اِسکی
جان بخشی کی * پر یہہ اپنا بھلا چاہتی ہے تو آج ہی اِس شہر
سے نکل جاوے * بادشاہ حضور عالی سے لوگ جاوین اِس کو
دیس سے نکال دین اور زر و جواہر سے لیکر جھاڑو تک
تک اُسکے گھر کا اسباب توشہ خانہ میں داخل کرین
اِس بات کے سنتے ہی فوج بادشاہی گئی اور اُس کو
اُسکے گھر سے نکال کر کچھہ مال و اسباب اُس
فقیر کے ہاتھ سے جو بچا تھا سو سب کا سب لوٹ لائے اور
وہ غریب تن تنہا وہاں سے نکل کر کسی جنگل میں داخل
ہوئی سب جاپڑی چاروں طرف گھبرائی گھبرائی صحرا میں پھرتی

ہی جو ایسے ولی کو اسطرح کی تہمت لگاتی ہی وہ تمام
جہان کی چیزوں سے نفرت رکھتا ہی حسن بانو لے پھر
عرض کی کہ ای حضرت ایسے کافر کو ولی نہ کہئے * یہ تو
شیطنت میں شیطان سے بھی زیادہ ہی * آپ کا ارشاد
کہ تو ہین * ست * اس کو کسطرح سے کہیں انسان *
ہی یہ ملعون زادہ شیطان * اس بات چیت کے
سنتے ہی وہ اور بھی غصہ ہوا اور تاؤ پیچ کھا کر کہنے لگا
ارے کوئی ہی اس بدبخت لڑکی کو میرے سامنے ہی
سنگسار کرے کہ یہ اپنی سزا کو پہنچے تا اوروں کو عبرت
ہووے کہ پھر کوئی ایسی حرکت نکرے کہ ایسے بزرگ
کو اس وضع کی بات کہے اتنے میں ایک وزیر نیک جو
اپنی جگہ سے اٹھا اور بارگاہ بادشاہی چوم کر عرض
کرنے لگا کہ جہاں پناہ * یہ وہی بزرگ سوداگر کی بیٹی
ہی کہ جسکے سر پر خداوند ہمیشہ دست کا ہاتھ اٹھکر
تھے جی پھیر رہے تھے اور پیار کر کر اپنے پاس بٹھاتے
تھے آج اس کو سنگسار کرتے ہو اگر اس کو مار دوگے
تو دل سے ان غلاموں کے اعتماد خداوند کی مہربانی کا اور
بندہ پروری کا اپنے فرزندوں کے حق میں اٹھ جائیگا

لوٹ گئی * بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ یہہ کون ہے * اور
کہنے لگا ظالم نے اُسکی یہ حالت بنائی ہے * خبرداروں نے
عرض کی کہ خداوند برزخ سو داگر کی بیٹی
دو چار پانچوں پر کئی مرد نے کئی زخمی لائی ہے اور
رو رو کر عرض کرتی ہے کہ اگر جہاں پناہ اپنی مہربانی
سے نزدیک بلوائیں تو یہہ لونڈی کچھہ احوال اپنی
واردات کا حضور میں ظاہر کرے * اِس بات کو
سنتے ہی بادشاہ نے اُسے بلوا لیا اور احوال پوچھا *
اُس نے یہہ ماجرا کہہ سنایا کہ عمرو دولت خداوندی کی برکت سے اور یہہ
انصاف ... حق پرستی پر تا قیامت جاوہ گر رہے * کال
کردن اِس لونڈی نے اُس فقیر کی مہمانی کی تھی سو اُسنے
یہہ غضب ... کہ ... ... ڈالا پہر رات گئے اپنے چاچا اپنے سون
فقیروں سمیت آکر مجھہ غریب کے پاس سے گھر کو لوٹا * دس
... س کو زخمی کیا دو چار کو مار ڈالا اور گیارہ بارہ لاکھہ
روپیہ کے قریب زر و جواہر و نقد و اسباب لے گیا
خدا اُسکا منہہ کالا کرے کہ اِس قدر ظلم و ستم اُس نے
اِس عاجزہ پر کیا اِس سخن کے سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا
اور کہنے لگا ای نادان تیرے کوئی تجھے کچھہ بھی شعور

دے کر رخصت ہوا * ایسے میں رات ہوگئی اور اُسکے
لوگ تمام دن اُس کم بخت کی ضیافت کے کام وکاج سے
تھک رہے تھے رات کے ہوتے ہی بے اختیار پانوں
پھیلا پھیلا کر سو رہے پہ اُنھوں نے دروازے کو تھوں
کے سرائے پہ اُس اسباب جواہر کو نکالنے سے رکھا *
بعد پہر رات کے وہ ڈکیت اِنسان صورت شیطان
حملت ایسے اُنہیں چالیسوں چوروں کے ساتھ اُسکی
حویلی میں آپڑا اور تمام زر و جواہر مال و متاع غارت کرنے
لگا * اِس عرصے میں جو تھوڑے بہت لوگ کہ جاگ
اُٹھے * اُن ظالموں کے ہاتھوں سے زخمی ہوئے اور کچھ
مارے گئے * حسن بانو ایک کوٹھے کی کھڑکی سے
جھانک جھانک کر دیکھتی تھی اور اُن کو ہائے ہائے کر
ہاتھ مل مل کے کہتی تھی کہ افسوس یہ ہوا تو وہی خانہ خراب
درویش ہی اور اُسکے ساتھی اِس کا علاج کوئی کیا کرے
غرض رات تو جوں توں اُسی بکھیڑے میں کاٹی پر صبح کو
ہمسایوں پر اُن مردوں کو اور اُن زخمیوں کو دکھا کر بادشاہ
کے در دولت پر لے گئی بطور فریادیوں کے جا کھڑی
ہوئی اور یہ آواز بلند دہائی دے کر کہنے لگی کہ میں

دھرے تھے اور فرش فروش بادشاہون سے بھی عمدہ اور
زربفت کے پردے کلابتونکی ڈوریون سے اُس دالانکے درون
پر بندھے تھے اور ایک شمگیرا بھی الماس مین تراش استادون
پر اُنکے آگے جھم جھماتا تھا اور خوجے لباس زرین جواہر
سے سجے سبکی بجالا کر وہ چیز ✻ جڑاؤ سونے روپے کے
مبایبچی آفتابہ لے آئے اور ہاتھ دھلوا کر سامنے یا اور
کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہماری بی بی اُمیدوار اسباب کی
ہین کہ خداوند کچھ تناول کرین اس بات کو سن کر وہ
مکار کھانا کھانے لگا اور اُس سونے روپے کے اسباب کو
دیکھا کیے اور دل ہی دل مین تو لے پڑا اپنے جی مین بھی کہتا تھا کہ یہ زرخ
سوداگر کوئی بڑا ہی مالدار عمدہ تھا جو اس قدر مال واسباب
بطور بادشاہون کے اپنے گھر مین چھوڑ گیا ✻ چاہئے یون
کہ اس زن کو آج ہی کی رات کسی طرح اپنے گھر لیجایا
چاہئے اور غنیمت سمجھئے ✻ اس اندیشے مین اس ملعون نے
کھانا کو چھوڑا بہت زہر مار کر کر ہاتھ کھینچا پھر وہ
خواص سب سونے کے جڑاؤ عطردان لے آئے اس نے وہ
عطر اپنی ذات ہی دیوشاہ کر مین ملا اور وہ ہر ایک بابتین
مبہناکاری سے لگا ✻ ظاہر مین حسن بانو کو دعائین دے

کے گھر تک آ پہنچا * * ابیات *

* کہوں وصف اُس گھر میں اب کیا *
* وہ ظاہر میں ایسا تھا سحرا *
* جو باطن پر اُس کے کروں میں نظر *
* تو شہزادوں سے بھی ہی ایاس بر *
* نہ پانے کا خطرہ نہ تو ترمیے کا غم *
* وہ ہی دنیا کرنے میں تیغ دو دم *

اور حسن بانو نے دروازے سے لے کر شہ نگاہ تک فرش زری مانند پہلے ہی سے کروا رکھا تھا * وہ اُس کو روندتا ہوا مسند شاہانہ پر آ بیٹھا اور جواہر زر و جواہر کی کشتیاں اُس پر آ کر لے آئے * اُسے ہرگز کبھی کسی کو دول نہ کیا * بلکہ کہا کہ یہ اسباب میرے کس کام کا * پھر وے اندر گئے اور کئی جوان پوشاک کر لے آئے * اُس نے اِن کو بھی پسند نہ کیا * وہ پھر محل میں گئے اور بہت سے جوان شیریں اور میوے کے لے آئے اور ایک دستر خوان بچھا کر دوکان سجا کر آگے چننے لگے * وہ ہر ایک خوان سونے کے پہلے ہی کے باسنوں سے بھرا تھا اور کہا لے ادبام دیبام کے اُن میں

بطور بزرگون کے میرے گھر کو اپنے قدم مبارک سے
روشن کرو اور تشریف فرما ہو تو یہہ کمترین دونون
جہانکی دولت حاصل کرے اور اپنی مراد کو پہنچے * وہ گیا
اور احوال بیٹیکی آرزو کا بیان کر کہنے لگا کہ بزرگون کو لازم
ہے کہ خوردون پر مہربانی کریں * اس بات کو اُس نے قبول
کیا اور کہا کہ البتہ مین آونگا کیونکہ یہہ سنت نبوی ہے * جو کوئی
اُس سے پھرے سو جہنم میں پڑے مگر آج کے دن کام
کچھ ہے مجھے * مین کل صبح کو آؤنگا * یہہ خبر حسن بانو کو پہنچی
کہ کل دو چار گھڑی دن چڑھے شاہ صاحب اپنے چالیسون
خادمون کو لئے ہوئے رونق افزا ہونگے اس خبر کے سنتے ہی اُسنے
اہتمام کر کے کھانا تیار کروائے اور کئی خوان میوون اور
مٹھائی کے تیار کئے اور کئی کشتیان شاہ صاحبکی نذر کے
واسطے آبریشمی زربافی زر و جواہر اور روپے و اشرفیونکی
بھی درست کر رکھین اس امید پر کہ درویش زمانہ کامل
آوینگے تو مین ان کو اُنکے آگے دھرونگی اور عجز
و انکسار سے پاؤن پر گر پڑونگی کہ اتنے میں صبح ہوئی کہ وہ
درویش مع اپنے چالیسون فقیرون کے ساتھ اپنی عادت
قدیم سے سونٹے زری والے کی اپنے پاؤن پر پاؤن رکھتا ہوا حسن بانو

بزرگ صورت ظاہر ورے - چالیس خادموں کو ساتھ لئے
ہوئے اسی کی طرف سے گذرا اور پاؤں اپنے زمین پر رکھتا تھا
جو پاپوش وے اُسکے ساتھی سنگاتی سو بیبر دے کی استین
قدم کے تلے دھر دھر دیتے تھے وہ اُن پر پاؤں رکھتا ہوا چلا
جاتا تھا * اس احوال سے حسن بانو نے اُسے آتے دیکھا تو
نہایت اشتیاق خوش کیا اور دائی سے کہا کہ ای اماجان *
یہ فقیر کوئی بہت صاحب کمال معلوم ہوتا ہی جو اس شان و
شوکت سے راہ چلتا ہی * اس نے کہا اماں وارث یہ بادشاہ
کا پیر ہی * ہر مہینے میں دو چار بار بادشاہ اُسکے یہاں جاتا ہی
اور یہ بھی کبھی کبھی اُسکے پاس آتا ہی اُسکے برابر اب دنیا
میں کوئی عمدہ درویش نہ ہوگا * کیونکہ یہ نہایت پرہیزگار و متقی
ہی * حسن بانو نے اس سخن کو سن کر کہا کہ اگر تم پروانگی
دو تو میں اس درویش کی مہمانی کروں اور گھڑی دو گھڑی
کے واسطے اپنے گھر بلا کر تکیہ دوں اور اپنی آنکھیں اُسکے
قدموں پر ملوں * دائی نے کہا کہ جانی * یہ بات تجھ کو مبارک
ہو اس کام کو کر شتابی مت کر * مثل مشہور ہی *
آنکھوں دیکھا کا کیا تصدیق غرض اس نے کسی شخص
کے ہاتھ اُس فقیر کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اگر کسی روز

کہا کہ اے جان مادر * تو ان ساتون سوالون کا ایک اشتہار
نامہ لکھہ کر اپنے دروازے پر لگا دے اور یہہ کہہ کہ جو
کوئی میرے ساتون سوال پورے کریگا * مین اُس ہی کو
قبول کرونگی * وے ساتون سوال یہہ ہین *
پہلا سوال تو یہہ ہے کہ ایک بار دیکھا ہے دوسری دفعہ
کی ہوس ہے * دوسرا سوال یہہ ہے کہ نیکی کر اور دریا
مین ڈال * تیسرا سوال یہہ ہے کہ بدی کسی سے نکر
اگر کریگا تو وہی پاویگا * چوتھا سوال یہہ ہے کہ سچ
کہنے والے کو ہمیشہ ہی راحت ہے * پانچوان سوال
یہہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لاوے * چھٹا سوال یہہ ہے کہ وہ
موتی (جو مرغابی کے انڈے کے برابر بالفعل موجود ہے) اُسکی
جوڑی پیدا کرے * ساتوان سوال یہہ ہے کہ حمام باد گرد
کی خبر لاوے * حسن بانو نے اُس دائی کی اس بات کو پسند
کیا اور خوش ہو ہوکر اپنے جی مین کہا کہ وہ شخص ایسا
کون سا ہے جو ان ساتون سوالون کے جواب بہم پہنچاویگا *
اسی گمان پر وہ اپنے تئین آٹھون وقت روز نماز ہی مین
مشغول رکھتی تھی * اتفاقا ایک دن اپنے کوٹھے پر بیٹھی
ہوئی بازار کا تماشا دیکھہ رہی تھی کہ اتنے مین ایک فقیر نہایت

اس پر کمال مہربانی تھی * بعد ایک مدت کے قریب مرگ کے
پچپن سالہ اسکی زندگی کا عمر دنگا وہ ہوا مگر سوا اس بانو کے
کوئی یتیم بیٹی وارث نہ رکھتا تھا * چاہے مال و اسباب اسکا
اسی لڑکی کو پہنچے اور اس وقت وہ بارہ برس کی تھی * آخر
اس نے اسی کو اپنے گھر کا مالک کیا اور بادشاہ کے سپرد
کرکے آپ ملک عدم کا رستہ لیا * بادشاہ نے بھی اسے
اپنی لڑکیوں کی طرح سے رکھا اور زر و جواہر کا اسکے کچھ
لالچ نہ کیا * بلکہ وہ اسباب سب اسی کو بخشا * بعد
چند روز کے جب وہ لڑکی شعور مند ہوئی * اپنے ذہن
کی رسائی سے اور نیک بختی کے باعث سے دائی کو بلا کر
کہنے لگی کہ ای مادر مہربان * دنیا پل جانے ہی اس کا
مزا کچھ برتنی بات نہیں * اس قدر دولت دنیا لیکر میں
بھی بہا کیا کروں گی * جیتے مناسب یہی سوجتی ہے کہ اس کو خدا
کی راہ میں لٹا دوں اور اپنے تئیں آلایش دنیوی سے
پاک رکھوں اور شادی بیاہ بھی نہ کروں بلکہ یاد الٰہی میں
دور رہ کر مشغول رہوں * اس واسطے تم سے پوچھتی ہوں
کہ اس نے کسی صورت سے جھگڑا پاؤں جو سنا جا
سو کہو * دائی نے پہلے دونوں ہاتھوں سے بلائیں لیں اور

جاوے * اگر مجھہ کو نہیں کہاتا تو میرا گھوڑا موجود ہی اسی کو کہا اور اپنے جنگل کو چلا جا * وہ ہرگز نہ بولا اور وہ اپنا سر جھکا کر چلا گیا * حاصل کلام یہہ اپنے شہر میں معہ اپنے ہم جولیوں کے رہا کرتا تھا اور کار خلق اللہ برائے خدا ہی کیا کرتا تھا *

پہلا قصہ حسن بانو برزخ سوداگرکی بیٹی کی خراسان کی شہر سے نکالی جاویگا اورکسی جنگل سے زر و جواہر بیشمار اسکی ہاتھہ آنیکا اور منیر شامی شہزادہ کے اس پر عاشق ہونیکا اور حاتم کی مدد کرنیکا *

سنا ہی کہ خراسان کے ملک میں ایک بادشاہ تھا کہ لاکھوں سوار پیادے اسکی جلو مین ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے اور عدل و انصاف میں بھی ایسا تھا کہ باگھہ بکری کو ایک گھاٹ میں پانی پلاتا ملک اپنے بیٹے کا بھی پاس نہ کرتا * اُسکے وقت مین برزخ نام ایک سوداگر نہایت مال دار صاحب شکوہ تھا اپنے گماشتون کو ہر ایک ملک میں واسطے سوداگری کے مال و اسباب دے دے کر بھیجا کرتا اور آپ اسی ملک مین ساتھہ دل جمعی کے رہتے * رسوخ بادشاہ کے بھی اس کو نہایت مرتبے بہم پہنچائی تھی اور بادشاہ کی بھی

شہر وقت میں سخاوت پہنچا * جس جس نے بات اس کے منہ سے لفظ مرحبا بے اختیار نکلا اور اکثر اسکے دیکھنے کو آتے تھے اور مسرور ہو ہو کر اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے *
اتفاقاً ایک دن وہ کسی جنگل میں شکار کھیلنے گیا کہ اتنے میں ایک شیر غراتا ہوا سامنے سے نظر آیا * یہ اندیشہ کر کے اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر شیر کو مارتا ہوں تو یہ حیوان بے زبان زخمی ہوتا ہے یا مارا ہی پڑتا ہے اور اگر چھوڑ دیتا ہوں تو میں جان سے جاتا ہوں * یقین ہے کہ یہ لپکے اور مجھے کھا جاوے * ان دونوں باتوں پر نظر کر کے یہ خیال کیا کہ اے یہ میرا گوشت کھا کر اپنا بھوکا پیٹ بھرے تو اس بات سے اور کون سی بات بہتر ہے * مجھ کو ثواب ہوگا اور اس کا پیٹ بھریگا * اس باتوں کو سوچ کر اسکے آگے گیا اور کہنے لگا کہ اے شیر صحرائی میرا گوشت اور میرے رکھو تیرا گوشت حاضر ہے جس قدر گوشت کو جی چاہتا ہو اسکے گوشت کو کھا اور اپنا پیٹ بھر کر جہاں جی چاہے وہاں چلا جا *
یہ بات سنتے ہی وہ اپنا سر جھکا کر حاتم کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی آنکھیں اسکے پاؤں سے ملنے لگا * حاتم نے کہا کہ اے شیر خدا یہ حاتم کی ہمت سے دور ہے جو تو بھوکا

دینے دلانے ہی مین مشغول رہتا* فضل خدا سے جب وہ برس کا ہوا* جو زر و جواہر باپ نے جمع کیا تھا سو براہ خدا خرچ کرنے لگا* جب شکارگاہ مین جاتا اور کوئی جانور نظر آتا تو جیتا ہی پکڑتا اور چھوڑ دیتا* اور کبھی کسی کو سخت و سست نہ کہتا* فضل الہی سے حسن بھی ایسا رکھتا تھا کہ جس زن و مرد نے دیکھا سو ہزار جان سے عاشق ہوا* اور اگر کوئی سرحوار ی بھی فریاد کرتا تو یہ گھوڑے سے کی باگ تھام لیتا اور اسکی داد کو پہنچا دیتا* اور جو نہ مانتا اس کو میٹھی میٹھی باتون سے سمجھا دیتا* اور کبھی ظالم تو ستم کا روادار نہ ہوتا* نہ اپنے کی حمایت کرتا نہ بیگانے کی حامی ہنتا* بارے فضل الہی سے تھوڑے سے ہی دنون میں سبزہ جوانی کا رخسار نازنین پر لہکا* جس دونا چمکا تو ہزار ایک شخص کو یون نصیحت کرنے لگا کہ بندگان خدا سبھی مخلوق ہیں* قدرت خالق دیکھئے کہ اُس نے اپنی صنعت خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا ہے اُسکی تعمیر کیجئے اور سجدہ شکر بجالائیے اور اپنی اپنی زندگی کو ساتھ جوان مردی و دلیری و نام آوری کے بسر لے جائیے* چنانچہ سب ہزادے نے خلق و دلیری و سخاوت کا شکر ہزار ایا

سنتے ہی ہر ایک کے ماں باپ ایسا لڑکا حضور اعلی میں
پہنچا گئے * سارا حکم چھ ہزار دائیاں نوکر رکھی گئیں اور
ایک ایک لڑکے کو ہر تقسیم ہو گئیں چار دائیاں ہر کے واسطے
مقرر ہوئیں * وہ کسی کس طرح سے اس کو تھپکیاں اور
لوریاں دے دیکر حکایتیں کہتیں کہ یہ کسی طرح سے
دودھ پیئے پر وہ ہرگز آنکھیں نہ کھولتا تھا اور نہ کسی کی
چھاتی منہ میں لیتا تھا * جب یہ خبر بھی بادشاہ تک پہنچی *
وہ اس بات کے سنتے ہی نہایت متفکر ہوا اور ان سب
اہل کاروں سے کہنے لگا کہ تم جلد ان سیانوں کو بلاؤ *
غرض وے آئے اور عرض کرنے لگے کہ جہاں پناہ * یہ لڑکا
حاتم زمانہ ہوگا تنہا دودھ نہ پیئے گا * پہلے ان کو بلوا لیگا تو پیچھے
آپ پیئے گا * اور جب تک سارے نہ پیئینگے تب تک تنہا
نہ کھائیگا نہ پیئے گا * حاصل کلام جب وہ لڑکے پی چکے
تب اسنے بھی پیا * اور ابتدائے عمر سے نہ روتا * نہ اکیلے
کھاتا اور نہ غفلت کی نیند سے سوتا جب دودھ چھوڑایا گیا
تب انہیں چھ ہزار لڑکوں کے ساتھ کھانا پینا مقرر کیا *
غرض تو یہی جس عرصے غربا بھوکے پیاسے ننگے کو دیکھا *
روٹیاں بانٹتا کپڑا الگ دیا تاتھا کھانے دلائے رہتا * اور رات دن

پھر جفر فرحت اثر سنکر اس نے حکیمون منجمون رمالون
نجومیون پنڈتون کو بلوا کر کہا کہ تم اپنی اپنی عقل کی رسائی
اور پوتھی وغیرہ کے رو سے دریافت کرو اور بچارو * دیکھو
تو اس لڑکے کے نصیب کیسے ہیں * انہون نے جو
دریافت کیا تو ہر ایک طرح سے اس شہزادے کو
صاحب اقبال ہی پایا اور کہا کہ خداوند * ہم کو تو اپنے علم
سے یون معلوم ہوتا ہی کہ یہہ صاحبزادہ ہفت اقلیم کا
بادشاہ ہوگا اور تمام عمر بکار برائے خدا ہی کیا کریگا اور نام
اسکا مانند مہر سپہر کے تا قیامت دنیا مین جلوہ گر رہیگا *
بادشاہ کو سنکر اس سے نہایت خوشی حاصل ہوئی
اور بیحد دولت لٹا کر ان لوگون کو زر و جواہر سے
مالا مال کر دیا اور اس لڑکے کا نام حاتم رکھا پھر انہ
صاحبون نے یہہ بات کہی کہ تم جلد اس بات کا اشتہار
دو کہ تمہاری قلمرو مین آج کے دن جس شخص کے
یہان لڑکا پیدا ہوا ہی وہ لڑکا آج ہی کی تاریخ سے
لیکر بادشاہی * پالکی مانند ... اسکی محل مبارک ہی مین
پہنچا جائین * وہ پرورش مین بھی یہان ہو رہیگا * چنانچہ اس
روز اسکے ملک مین چھ ہزار لڑکے ہوئے تھے * پھر حکم

بیکساں * نوشیرواں وقت * ہمایوں بخت * زبدۂ
نوئیناں عظیم الشان * شہیر خاص شاہ کیواں بارگاہ انگلستان *
مارکویس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کی * بموجب
حکم خداوند خدایگان والا شان عالی خاندان جان گلکرسٹ
صاحب بہادر دام اقبالہ کے سنہ بارہ سو سولہ ہجری
مطابق اٹھارہ سو ایک عیسوی موافق سنہ جلوس
تینتالیس شاہ عالم بادشاہ غازی کے زبان ریختہ
میں مولوی اپنی طبع کے اس کتاب سے (جو حاتم کی تھی)
ترجمہ نثر میں کیا * اور نام اس کا آرایش محفل رکھا *
بلکہ اس میں زیادہ اسی طبیعت سے بھی جہاں
جہاں موقع اور مناسب پایا وہاں کیں تا کہ قصہ طولانی ہو جاوے
اور سننے والوں کو خوش آئے * کہنے والے نے یوں لکھا
ہے کہ اگلے زمانے میں طی نام یمن کا بادشاہ تھا * نہایت
صاحب حشم و عالی جاہ * نوع انواع کی طرف سے فرخندہ
حال * زر و جواہر سے مالا مال * رعیت اُسکی بہرہ ہزار
اور لشکر بیشمار * العمر اپنے چچا کی بیٹی کو نکاح میں
لا کر امیدوار ثمر جاودانی کا ہوا * بارے خدا کے فضل سے
کتنے دنوں میں اُسی بیگم سے ایک لڑکا مہر لقا پیدا ہوا *



الٰہی دے مجھے روشن بیانی * کہ تا دل پر کھلے راز نہانی

زبان کو مخزن تقریر کر دے * دہن کو گوہر معنی سے بھر دے

کمیت خامہ کو [illegible] رکاب کر * مجھے بحر معانی تک رسا کر

پلا دے مجھ کو جام ارغوانی * کہ [illegible] طی ہو حاتم کی کہانی

کہوں [illegible] کہ اسے فصحائے اردو * کہے یہ گوہر دریائے اردو

یہ قصہ عبارت رنگین سے زبان فارسی میں کسی شخص نے

آگے لکھا تھا * اب [illegible] سید حیدر بخش متخلص

بہ حیدری دلی کے رہنے والے [illegible] میں امیر دانا

تدبیر * [illegible] بادشاہ [illegible] جوان * [illegible] گیر [illegible]

آرائشِ محفل

Aaraishe Mahfil

ودیر باز آمد گفت اگر نه قصاص قیامت بودی ترا بزدمی و دیگر آنکه با خود بگوید که این خشم تو از آنست که
کاری چنان رفت که خدای خواهد نه چنانکه تو خواهی و این منازعت بود در ربوبیت اگر باین اسباب که بآخرت
تعلق دارد خشم ساکن نشود و اغراض دنیوی پیش خود دارد و گوید که اگر خشم نرانی باشد که او نیز در مقابلت
آید و مکافاتی کند و خصم خود را خرد نباید داشت و اگر بمثل بنده باشد که در خدمت تقصیر کند و نفور گردد و باشد
که غدری و مکایدتی کند و نیز صورت زشتی خود در خشم یاد آورد که ظاهر چگونه زشت و متغیر شود و صورت
گرگی باشد که در کسی افتد و باطن او همه آتش گیرد و بصورت سگی گرسنه شود و بهتر آن بود که چون
عزم کند که فرو گذارد شیطان گوید که این عجز و خواری تو دانند و حشمت از زیان دارد و در چشم
مردم حقیر شوی باید که گوید که هیچ عز بآن نرسد که کسی سیرت انبیا گیرد و خشم فرو خوردی حق تعالی چه گوید
و اگر امروز مردمان مرا خوار دارند بهتر از آنکه فردا در قیامت خوار باشم این همه اصل این علاج
علمی است اما عملی آنست که بزبان بگوید اعوذ بالله من الشیطان الرجیم و سنت آنست که اگر ایستاده
باشد بنشیند و اگر نشسته باشد پهلو بر زمین نهد و اگر باین ساکن نشود بآب سرد طهارت کند که رسول
صلی الله علیه و سلم گفت خشم از آتش است بآب بنشیند و در یک روایت آنست که باید که سجود کند
و روی بر خاک نهد تا بآن آگاهی یابد که وی از خاک است و بنده است و وی را خشم نرسد یک روز
عمر خشمگین شد آب خواست که در بینی کند و گفت خشم از شیطان است باین برود و یک روز ابوذر
با کسی جنگ کرد و گفت یا ابن الحمراء از مادر او را عیب کرد که رنگ او سرخ است یعنی که بنده است پیغمبر
صلی الله علیه و سلم گفت شنیده ام که امروز کسی را عیب کردی بمادر بدانکه تو از هیچ سیاه و سرخ
فاضل تر نیستی مگر آنکه بتقوی پیش از وی باشی ابوذر برفت تا از وی عذر خواهد آن مرد از پیش باز آمد و
ابوذر سلام کرد و چون عائشه رضی الله عنها خشمگین شدی رسول صلی الله علیه و سلم بینی او بگرفتی و
گفتی ای عائشه بگو اللهم رب النبی محمد اغفر لی ذنبی و اذهب غیظ قلبی و اجرنی من مضلات
الفتن این نیز گفتن سنت است. **فصل** بدانکه اگر کسی ظلمی کند یا سخن زشت و موحش گوید اولی
تر آن بود که خاموش شود و جواب ندهد لیکن خاموش بودن واجب نیست و در هر جوابی نیز رخصت نیست
بلکه مقابلت دشنام بدشنام و غیبت بغیبت و مثل این روا نبود که بدین انبار تعزیر واجب آید اما اگر
کسی سخن درشت گوید که در آن دروغی نباشد در آن رخصت است و آن چون قصاص بود و هرچند که
رسول صلی الله علیه و سلم گفت که اگر کسی ترا عیب کند بانچه در تست تو او را عیب مکن بانچه
در وی است این طریق استحباب است و ناگفتن واجب نیست چون دشنام و نسبت بزنا نباشد
و دلیل بر این آنست که رسول صلی الله علیه و سلم گفت المستبان ما قالا

شناسد و تمامی علاج کبر و عجب بجای خود گفته شود سوم مزاح است که در بیشتر احوال خشم بود آنکه باید که مزاح
را بجد مشغول گرداند بساختن کار آخرت و حاصل کردن اخلاق نیکو و از مزاح باز ایستد و همچنین بر هزل
و سخریت کردن خشم ادا کند باید که خود را از این صفات کند چه هر که استهزا کند با او نیز استهزا کنند و جواب
دهند و خویشتن را خوار کرده باشد چهارم ملامت کردن و عیب کردن است کسی را که آن نیز سبب
خشم گردد از هر دو جانب علاج آن بود که بداند که هر که بی عیب باشد او را ملامت رسد و هیچ کس
بی عیب نبود پنجم حرص و آرزو بر زیادت مال و جاه و بدان حاجت بسیار شود و هر که بخیل بود یک حبه
که از وی بستد خشمگین شود و هر که طامع بود یک لقمه که از وی فوت شود خشمناک شود و این همه اخلاق
بد است و اصل خشم این است و علاج این هم علمی است و هم عملی علمی آن است که آفت و شر آن بداند که ضرر
آن بر وی در دین و دنیا بچه حد است تا دل از آن نفور شود آنگاه بعلاج عملی مشغول شود و آن آن باشد
که با این صفات بمخالفت برخیزد که علاج همه اخلاق بد مخالفت است چنانکه در ریاضت نفس گفتیم و سبب
عظیم تر انگیختن خشم و اخلاق بد آن است که کسی صحبت با گروهی دارد که خشم راندن ایشان غالب بود و آن
آنرا صلابت و شجاعت نام کنند و بآن فخر آورند و حکایت کنند که فلان بزرگ یک سخن فلان را که گفت
دندان و زبان او بکند و کس هرگز نداشت که بر خلاف او سخن گوید چه او مردی مردانه بود و مردان چنین
باشند و در انداختن از خواری خود ذلی حمیتی و ناکسی باشد پس خشم را که خوی سگان است شجاعت و مردی
نام کنند و حلم را که اخلاق پیغمبران است ناکسی نام کنند و کار شیطان این است که همه را بتلبیس و الفاظ زشت
از اخلاق نیکو باز می دارد و بالفاظ نیکو با اخلاق بد دعوت می کند و عاقل داند که اگر هیجان خشم از مردی
بودی بایستی که زنان و کودکان و پیران ضعیف و بعضی بیماران از خشم دورتر بودندی و معلوم است که این
قوم زودتر خشم گیرند بلکه هیچ مردی در آن نرسد که کسی با خشم خود برآید و این صفت انبیا و اولیا
علیهم السلام و آن دیگر صفت کردان و ترکان است که بسباع و بهائم نزدیکتر اند پس نگاه کن تا بر تو کی
تو دان باشد که مانند انبیا باشی یا مانند ابلهان و بی عقلان

فصل بدانکه اینکه گفته آمد سهل آن است که قصد آن کند که ماده خشم بکند اما آنکس که ماده تواند کند
باید که تسکین کند چون خشم هیجان گرفت و تسکین آن بمعجون باشد که از حلاوت علم و مرارت صبر ترکیب
کند و علاج همه اخلاق بمعجون علم و عمل است اما علم آن است که از آیات و اخبار که در ذم
غضب آمده است و در ثواب کسی که خشم فرو خورد میداند چنانکه روایت کردیم و با خود گوید خدای
تعالی بر تو قادرتر است که تو بر وی و مخالفت تو حق تعالی را بیشتر است چه ایمنی از خشم خدای که
حق تعالی در قیامت خشم خود بر تو براند چنانکه رسول صلی الله علیه وسلم پرستاری را بکاری فرستاد